طوطی نامہ

سلسلۂ یوسفیہ   شمارہ (۵)

Tūtī nāmah

طوطی نامہ

Ghavvāṣī

سنہ ۱۰۴۹ھ

آز

غواصی

مرتبہ

میر سعادت علی رضوی ایم اے

سنہ ۱۳۵۸ھ

مجلس اشاعتِ دکنی مخطوطات

سرپرست

عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر

۱۔ مولوی سیّد محمد اعظم صاحب ام اے۔ بی ایس سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج — صدر

۲۔ ڈاکٹر سیّد محی الدین قادری صاحب ام اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) — نائب صدر

۳۔ مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) پروفیسر انگریزی و پرووسٹ جامعہ عثمانیہ — رکن

۴۔ مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) — ״

۵۔ مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) — ״

۶۔ مولوی سید محمد صاحب ام اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج) — معتمد

۷۔ مولوی میر سعادت علی صاحب ام اے۔ — شریک معتمد
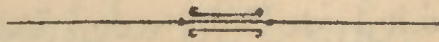
پیش لفظ

اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقالات ایک عرصۂ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ وؔلی اورنگ آبادی جو گیارہویں صدی ہجری کے رُبع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک پائی جاتی تھی، ٹکسال باہر قرار دے کر دؔلی کے ان شعرا کو، جنھوں نے وؔلی کی تقلید میں فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔
لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ وؔلی اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اُردو زبان کی بُنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت بہمنیہ کے

آخری زمانے میں اور اس کے بعد اس کی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی
کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کر لی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال
کے لیے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی
گئیں بخصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں
کی خاص سرپرستی نے اس کی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کر دی، اور ان کی
شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطبشاہ بانیٔ شہر حیدر آباد خود اعلیٰ درجے کے
شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی
تباہی کے بعد اُردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لیے کچھ رُک سی گئی، اور پھر
سرکار دربار میں کچھ مدت کے لیے فارسی کا دور دورہ قائم ہوگیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی
سے محروم ہونے کے اردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی
کرتی رہی اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اُردو زبان و ادب کی قدامت مُسلم
ہوگئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر
اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بُنیاد قایم ہے اور جن کے مطالعے سے ہم نہ صرف
اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لُطف اندوز ہو سکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کر سکتے ہیں، اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشنِ یادگار ولی کے موقع "پُردکن کے مخطوطات" کی جو نمائش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں جن کی اشاعت سے نہ صرف اُردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اُردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اُردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہوگئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اُردو سے خارج کر کے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کر سکینگے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اُردو کی خراد پر چڑھ کر اُردو یا ہندستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حسنِ اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر مدفیوضہ، نے بھی جو جشن یادگار ولی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا

اور اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :-

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شایع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرماں روایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجہی، غواصی، نصرتی، رستمی، وغیرہ ولی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اس لیے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر رہیں۔ بہر حال اس اہم کام کی تکمیل کے لیے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیے۔"

نواب صاحب ممدوح نے قدر شناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :-

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کر کے

شایع کر سکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹانے تیار ہوں"۔

چنانچہ نواب صاحب معز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کی گئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لے کر ان کی اشاعت کے ابتدائی مراحل طے کیے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام۔ اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) (صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام۔ اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) "

(۴) مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام۔ اے ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) "

(۵) مولوی سید محمد صاحب ام۔ اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج)..... معتمد

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام۔ اے۔ .... شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ

بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لیے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن وکاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر وسکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ ان کی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کرینگے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطبشاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں سے جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم

سلطان عبد اللہ قطب شاہ

بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لیے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن وکاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ ان کی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کرینگے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطبشاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں سے جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پا سکتا تھا۔

سید محمد اعظم

سلطان عبداللہ قطب شاہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالاتِ زندگی

ایک ملک الشعراء ہونے کے باوجود قطب شاہی تاریخیں اور تذکرے ملا غواصی کے تفصیلی حالات سے بالکل خالی ہیں۔ ہمعصر شعراء اور خود غواصی کے کلام سے جو اندرونی شہادتیں اوس کی زندگی سے متعلق اخذ کی جا سکتی ہیں انہی کو فی الحال معتبر و مستند سمجھا جاتا ہے۔ غواصی کی تاریخِ پیدائش کا علم نہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوگا اور محمد قلی قطب شاہ کے زمانے میں شاعری شروع کی ہوگی۔ اس کی ابتدائی زندگی عسرت میں بسر ہوی۔ وہ سرکاری ملازم تھا اور یہی اس کی گذر اوقات کا ذریعہ تھا۔ باوجود کوشش کے اُسے دربار شاہی میں کوئی جگہ نہ مل سکی۔ سلطان محمد قطب شاہ کا عہد حکومت بھی یوں ہی گذر گیا حالانکہ اس نے اپنی پہلی طویل نظم مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اسی عہد میں لکھنی شروع کی تھی

جس وقت کہ وہ ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق شاعر بن چکا تھا۔

سُلطان عبداللہ کے تخت نشیں ہوتے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ معلوم ہونے لگا کہ اب اس کی دیرینہ آرزو برآنے کا وقت آچکا ہے چنانچہ اس نے مثنوی سیف الملوک ختم کی اور خاتمہ پر اپنی تمنا کا اظہار سُلطان عبداللہ کو مخاطب کرکے اس طرح کیا:۔

جو سُلطان عبداللہ انصاف کر　　میرے جوہراں پوتے دل صاف کر
دیوے داد میرا بہوت مان پانوں　　اُس دور تے تا گریباں پانوں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے　　تو تازہ میرا طبع گلذار ہوئے
کہ غمگیں ہوں میں سخت سنسار تے　　دھروں دغدغے لاک اس آزار تے
پریشانگی میں جمیا خیال میں　　لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال میں
بہر حال یو نظم الہام سوں　　کیا ہیں نول شاہ کے نام سوں (سیف الملوک)

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۳۵ھ تک غواصی عسرت ہی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی قسمت موافق ہوتی گئی۔ دربار شاہی میں رسوخ حاصل ہوا اور دس سال کے عرصہ میں وہ ملک الشعراء کے درجہ تک پہنچ گیا اور سنہ ۱۰۴۵ھ میں بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار بیجاپور میں جانے کے قابل سمجھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی اس قدر سرعت کے ساتھ ہوی کہ دس پندرہ سال کی مدت میں جس قدر دنیوی

مراتب واعزاز کی اسے خواہش تھی وہ سب حاصل ہو گئے کیونکہ وہ اپنی دوسری طویل نظم طوطی نامہ (سنہ تصنیف ۱۰۴۹ھ) کے آخر میں اپنے دنیا دار ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور بقیہ عمر عبادت میں بسر کرنے کا تہیہ کرلیتا ہے۔ اس کا دل دنیا کے ساز و ساماں۔ عیش و عشرت۔ مال و دولت سے سیر ہوچکا ہے اور اب وہ تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا آرزومند ہے۔ غواصی کا یہ خیال اسی کی زبان سے سنیئے:

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص — لگا عشق اپنے خدا سات خاص
چلیگا کتا نفس کے کیئے منے — کتا ہوئیگا نانوں کے پیئے منے
اچھیگا کتا در ریائی ہنوز — کریگا کتا خود نمائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خواب تے — نکل بھار اس غم کے گرداب تے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا — ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا
جکچ خواست تیرا ہی سب اسپو چھوڑ — دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ
نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا — یو پھاندا ہے درویش ہور شاہ کا
سنبھال اپسیں اے یار اس دام تے — نکو غافل اچھ آپنے کام تے
اچھا دم جم اللہ کے نام سوں — متارہ سدا عشق کے جام سوں (طوطی نامہ)

یہ کسی طرح نہ معلوم ہوسکا کہ غواصی کو دربار میں رسائی کیونکر حاصل ہوی اور ملک الشعراء کا

خطاب کس سلسلہ میں عطا ہوا۔ درباری شاعر ہونے کے باوجود اب تک یہ پتہ نہیں چلا کہ سُلطان عبداللہ کی سالگرہ کی تقریب یا عیدین کے موقع پر غواصی نے کوئی تہنیت کا قصیدہ یا کوئی تاریخی قطعہ کہا ہو البتہ تاریخ حدیقۃ السلاطین میں ایک واقعہ درج ہے کہ سُلطان عبداللہ کو ۱۰۴۱ھ میں جب لڑکا پیدا ہوا تو وجہی اور غواصی نے تاریخ ولادت کہی۔ اصل عبارت اس طرح ہے :-

اول تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است

"آفتاب از آفتاب آمد پدید"

۱۰۴۱

و ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است این کلمہ را مادۂ تاریخ ساختہ است

"محفوظ باد"

۱۰۴۱

اس ذکر سے ہم یہ تصفیہ نہیں کر سکتے کہ حقیقتاً غواصی نے سوائے دو مثنویوں کے قصائد اور تاریخی قطعات یا غزل مرثیہ وغیرہ کچھ بھی نہ کہا۔ بہت ممکن ہے کہ آئندہ ادبی تحقیق کرنے والوں کو اس کا ذخیرہ بھی دستیاب ہو جائے۔ البتہ اتنا ضرور قیاس کیا جا سکتا ہے کہ دربار کی رسائی کے بعد غواصی صرف ایک شاعر ہی کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ معاملاتِ سلطنت میں بھی دخیل تھا چنانچہ

۱۰۴۵ھ میں اس کا بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار محمد عادل شاہ میں جانا اس کا ثبوت ہے جس کی صراحت یہ ہے کہ ۱۰۴۵ھ میں محمد عادل شاہ بیجاپور نے اپنے درباری شاعر ملک خوشنود کو گولکنڈہ روانہ کیا تھا تاکہ منجانب محمد عادل شاہ سلطان عبداللہ کی اس مدد کا شکریہ ادا کرے جو خواص خاں کو بیجاپور کی حکومت سے بے اقتدار کرنے کے لئے روانہ کی گئی تھی ۔ ملک خوشنود جب بیجاپور واپس ہونے لگا تو "بعد از یک چندے ملا غواصی شاعر دکنی را رفیق او ساختہ با تحفہ و یادگار روانہ بیجاپور ساختند" غواصی کی دربار عادل شاہ میں خوب آؤ بھگت ہوی اور مراجعت کے وقت "حضرت عادل شاہ میر زین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملا غواصی شاعر نمودہ دو زنجیر فیل بزرگ و شش سر اسپ عراقی و دو صندوق مقفل از تحف و ہدایا ارسال داشتند" (حدیقۃ السلاطین)

معلوم ہوتا ہے کہ غواصی نے اپنی غیر معمولی قابلیت سے دربار میں رسائی ہونے کے بعد بہت فائدہ اٹھایا اور ایسی شہرت حاصل کی جو اس کے ہم عصر یا بعد کے شعراء میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی بیجاپور میں سفیر کی حیثیت سے رہکر اس نے وہ سکہ بٹھایا کہ نصرتی اور مقیمی اپنی اپنی تصانیف میں اس کا

ذکر کرنے پر مجبور ہوئے ۔ یہی شہرت تھی جس نے میر حسن کو اپنے تذکرے میں غواصی کا حال لکھنے پر مجبور کیا ۔ کیونکہ اسی زمانے کے کسی اور شاعر کا تذکرہ میر حسن نے نہیں کیا ہے ۔

طوطی نامہ میں غواصی نے عورت کی فطرت اور مکروفن کے متعلق کئی شعر جابجا لکھے ہیں ممکن ہے کہ اس کی خانگی زندگی اچھی نہ گذری ہو اور اسے عورتوں کا بہت تلخ تجربہ ہوا ہو ۔ پھر بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ قیاس صحیح ہے جبکہ اس کے متعلق تاریخ یا تذکرے سے ثبوت بہم پہنچانا تقریباً نا ممکن ہے ۔

غواصی نے جس طرح طوطی نامہ کے آخر میں تارک الدنیا ہونے کا ارادہ ظاہر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسی طرح عمل بھی کیا اسی لئے اس کی آخری زندگی بالکل گمنام ہے یہاں تک کہ تاریخ وفات کا بھی علم نہیں قرینِ قیاس یہی ہے کہ اس کا سلطان عبداللہ ہی کے زمانے میں انتقال ہوا ہوگا ۔

غواصی کی شاعری

قدیم دکنی شاعروں کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ انہیں کس سے تلمذ حاصل تھا

قریب قریب ناممکن ہے۔ غواصی کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کسی کی شاگردی کی یا خودساختہ شاعر تھا۔ اپنی پہلی مثنوی سیف الملوک کے تمہیدی حصہ میں باوجود افلاس کی حالت میں رہنے کے اس کی حسبِ ذیل خودستائی:۔

بچن کے سمند کا ہوں غواص میں — دھر نہار ہوں موتیاں خاص میں
جگت جوہری سب مرے پاس آئے — مرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے
انن کا بہا کوئی دے نا سکے — بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے
مرا دل خزینہ جوں معمور ہے — بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے
مرا گیان عجب شکرستان ہے — جو اوس تے میٹھا سب ہندستان ہے
جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے — بھکاری ہیں منج شکرستان کے
شکر کھا مرے شکرستان تھے — میٹھے بول اٹھے او اپس گیان تھے
جو میں ہم سوں طبع ازمائی کروں — تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں
سکے کون ملنے مرے طور میں — کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں
گگن سا تو دفتر مرے شعر کے — ستارے سو جوہر مرے شعر کے

اور طوطی نامے کے آخر میں اپنی شاعری کی تعلی جو غلو کی حد تک پہنچ گئی ہے:۔

جو طوطی مری طبع کا بے نظیر — ہے شکر فشانی منے دل پذیر

کیا شکر افشاں اس دھات سوں
که دم کوئی اچاوے نہ یاں بات سوں

یو گلدستہ خاصا مرے باغ کا
دوا درد منداں کے ہے داغ کا

اگر یو چڑھے نکتہ دانی کے ہات
سینے پر سُنے کے لکھے نیر سات

جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس
نہ کیوں ہوویں حیران دیک جن و انس

کہ اس دھات کے نورتن رولنا
ہور ایسی نوی مثنوی بولنا

مرا کام ہے اس زمانے میں آج
کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج

جب یو نظم میرا عروسی کیا
سُورج منجسوں آ دست بوسی کیا

کہ جیسکے صدف میں رتن صاف ہے
کرے لاف اگر اُن تو انصاف ہے

سخن پروراں یکتے ہیں یک زیاد
ولے ہور ہے منج زباں کا سواد

اِن اشعار سے ظاہر ہے کہ غواصی شاعری میں اپنا مدِ مقابل کسی کو نہیں سمجھتا صرف دکن کی حد تک ہی نہیں بلکہ سارے ہندستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ دوسرے شعراء کو اپنا خوشہ چیں سمجھتا ہے۔ اکثر دکنی شعراء نے اپنی اپنی تصنیفات میں اپنے ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعروں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے مثلاً امین نے مقیمی کا ذکر کیا ہے۔ نصرتی نے خود غواصی اور اپنے ہمعصر باکمال شاعر شاہ ابُو المعالی کی تعریف کی ہے۔ وجہی جس نے غواصی کی طرح اپنی خوب

خودستائی کی ہے قطب مشتری میں گذرے ہوئے دو شاعر فیروزؔ اور محمودؔ کو کامل الفن سمجھتے ہوئے اپنی مثنوی کی داد دینے کے قابل سمجھا ہے۔ اسی طرح ابن نشاطیؔ نے فیروزؔ کو استاد فن کے لقب سے یاد کیا ہے۔ لیکن غواصیؔ نے اپنی تصانیف میں کسی ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعر کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فن شعر میں کس قدر اکمل سمجھتا تھا۔ اس واقعہ سے ایک مبہم قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس نے کسی کی شاگردی نہیں کی۔

غواصیؔ کی اس تعلّی اور ہمہ دانی کے ثبوت میں اس وقت تک صرف دو کتابیں دریافت ہوئی ہیں مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اور طوطی نامہ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ کوئی فیصلہ کن ثبوت نہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں فارسی کے ترجمے ہیں کوئی اپجی تصنیف نہیں۔ ترجمے سے کسی شاعر کے قوتِ تخیل اور تصرف الفاظ کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا البتہ اس کی کہنہ مشقی ثابت ہوسکتی ہے۔ غواصیؔ نے اپنا پورا کمال ان ترجموں میں دکھایا ہے یہاں تک کہ ترجمہ نے اصل کی صورت اختیار کرلی۔ یہ اس کی قادر الکلامی ہے۔ وہ نہایت پرگو شاعر تھا چنانچہ مثنوی سیف الملوک جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں اس نے صرف ایک مہینے کی قلیل مدت میں تمام کی:-

"برس یک ہزار ہور پنج تیس میں (۱۰۳۵) کیا ختم یو نظم دن تیس میں (۳۰)"

ان دونوں مثنویوں کے تمہیدی اور خاتمہ کے حصے غواصی کی دماغی پیداوار ہیں۔ مختلف عنوانات پر اُسے طبع آزمائی کرنی پڑی ہے مثلاً حمد۔ نعت۔ منقبت۔ مدح بادشاہ۔ وجہ تصنیف۔ خودستائی۔ تعریفِ سخن۔ فطرتِ نسوانی۔ شاعرانہ تعلّی۔ تصوّف۔ ہم یہاں ہر عنوان کے تحت چند شعر مثالاً نقل کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے ایک خاص بات جو غواصی کی طبیعت کے متعلق معلوم ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ اوسکی قادر الکلامی اور طبیعت کی روانی کے آگے کوئی موضوع ایسا نہیں جس پر وہ اظہارِ خیال آسانی سے نہ کرسکتا ہو۔ اشعار میں آمد کی شان یہ بتاتی ہے کہ وہ طوالت کے خیال سے مجبوراً اپنی طبیعت کو روک رہا ہے۔

حمد، نعت، بادشاہ کی تعریف، خودستائی اور شاعرانہ تعلّی کے اشعار ہم نے موقع بہ موقع نقل کئے ہیں بقیہ عنوانات کی مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:—

منقبت

توں ہے سات جگ کا ولی یا علی ولیاں تیرے جگ کے قلی یا علی

کہ توں وو کلیم آج مغرور ہے | جو کھاندا نبی کا ترا طور ہے
کرامت تھے تیرے کنکر پہاڑ ہوئیں | سکی ڈالیاں سب ہرے جھاڑ ہوئیں
جو سب ٹھار تیری دُرا ہی چلے | سبی کھن میں تیری جو شاہی چلے
بدن پر کروں جیب ہر بال کوں | سراؤں سدا تج نول لال کوں
رہوں تج تھے جگ میں سرافراز ہو | سدا تج ہوا میں اوڑوں باز ہو
رہوں تیرے بندیاں منے خاص ہو | تری مدح دریا میں غواص ہو

تعریفِ سخن

قلم کاف و نوں تھے جو نکلیا بھار | سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن عرش کرسی پو تھے دھائے ہیں | بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن تیچ ہووے خدا کا صفت | بچن تے ہووے نعت اور منقبت
بچن تھے بھلے اور برے کام سب | ہر ایکس کوں ہوتے اہیں فام سب
بچن تھے ہوئی فام نیکی بدی | بچن تھے ہووے منتہی مبتدی
بچن تھے چلے دین و دنیا تمام | بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام
بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں | بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

فطرتِ نسوانی

غواصی اگر نار کھا تک پر آئے ۔۔۔ تو سچ بات کوں جھوٹ کریوں ہرائے

جو پھٹ جا سچیاں کا سینا چور ہوئے ۔۔۔ بُری ذات ہے یو اگر حور ہوئے

کہ ہے عورتاں کا نپٹ کام خام ۔۔۔ نہوئے بھیدانوں کا یکائیک فام

شکر تھے اگرچہ ہے عورت میٹھی ۔۔۔ ولے سر بسر زہر کی ہے گھُٹی

میٹھیاں گرچہ دستیاں ہیں جوں شکر آج ۔۔۔ ولے دل میں کچ نئیں ہے کڑوائی باج

نہ جاان کی ظاہر کی خوبی پو بھول ۔۔۔ کہ کانٹے تے ہے تیز یو گرچہ پھول

غواصی جو ناریاں کیرا مکر کوئے ۔۔۔ لکھے سو کتاباں تو پورا نہ ہوئے

تصوّف

طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں ۔۔۔ ہے مولیٰ کی خلقت میں اوّلی ہے توں

کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا ۔۔۔ سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا

نکو جان ینچیا ہوں کر خاک تے ۔۔۔ کہ پیلاڑ ہے توں تو افلاک تے

جکچ آفرینش کے آثار ہیں ۔۔۔ وو سب تج میں جلوا دیونہار ہیں

سمج لے توں قدر اپنے اقبال کا ہے دو جگ بہا تیرے ایک بال کا

تری ذات میں نور اللہ ہے سب تری قید میں ماسوا اللہ ہے سب

توں جانے کیتی لَیْسَ فی جُبتی اوچا توں سکے دم انا الحق سپتی

کہے عبد ہور گاہ معبود توں کہے ہم ایاز ہور محمود توں

ہر قصے کے آغاز پر غواصی نے غروب آفتاب کا سماں مختلف طریقہ سے پیش کیا ہے جو قابل دید ہے :—

جو ستار اسمان کا کہن سال سُنا سور کا مس میں مغرب کے گھال

رُپا چاند کا کھود مشرق کی کھان جو آنے لگیا سب جہاں جگ ہگان

گگن بن تے جھڑ جوں گل آفتاب لیا آپس بھوئیں میں مغرب کی دآ

کنول چاند کا نرملا بے بدل چمن تے جو مغرب کے آیا نکل

سُرج روپ ونتا جو یوسف کے سار لیا چاہ مغرب میں اپس اُتار

سو مشرق کی مچھلی کیرے کرڑتے جو یونس کے نمنے چندر نس پتے

جو فرعون خورشید کا چھوڑ شرق ہوا غرب نیل آب میں جا کو غرق

سو مہتاب موسیٰ نمن دور تے جوں آیا نکل شرق کے طور تے

سورج بور بچا جوں اسمان پھیر کیا قصد مغرب کے جنگل کی دھیر

ہرن چاند کا اپنے بچیاں سوں مل　　جو مشرق کے صحرانتے آیا نکل
فرشتے جو شمشیر کوں بھان کے　　دئے ڈال بیچ غرب کی میان کے
فلک شرق کا کھول رنگیں غلاف　　لیا ہات میں چاند کا سیف صاف

ان اشعار میں بلند پروازی ۔ مبالغہ ۔ حسن تعلیل ۔ تشبیہہ ۔ استعارہ وغیرہ کی اچھی اچھی مثالیں موجود ہیں جو غواصی کی فن دانی کا ثبوت پیش کر رہی ہیں ۔

غواصی بزم کے میدان کا شہسوار ہے رزمیہ نگاری میں اس کی طبیعت کچھ کند نظر آتی ہے کیونکہ مثنوی سیف الملوک میں دو ایک مقام پر جنگ کا سماں اس نے پیش کیا ہے جو دوسرے مناظر کے مقابلہ میں کمزور سا ہے البتہ شہپال اور بادشاہ دریائے قلزم کی لڑائی کے سین میں ایک جگہ اس نے ایک نئی اور اچھی تشبیہہ دی ہے جو قابل نوٹ ہے :—

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا　　گگن اپس کشتی ہو چلنے لگیا
سِراں تیرتے لہو کے سمدور تے　　جو دستے اتھے بُڑ بُڑے دور تے
دھڑاں سب نپٹ موج کے لوٹ ماں　　تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سار

دریائے قلزم کے کنارے یہ لڑائی ہو رہی ہے ۔ دیووں کے سر کٹ کٹ کر پانی میں گرتے جا رہے ہیں اور جسم الگ ڈوب رہے ہیں ۔ ڈوبتے ہوئے سر

دور سے پانی میں حباب کی طرح اور جسم مگرمچھ کی طرح سطح آب پر نمایاں ہو کر غائب ہو جاتے تھے ۔ یہ تشبیہہ اس میں شک نہیں کہ بہت لطیف اور انوکھی ہے ۔

غواصی کے ابتدائی کلام (مثنوی سیف الملوک) میں دکنی الفاظ کا عنصر بہ نسبت فارسی کے بہت زیادہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جبکہ وہ گمنامی کی زندگی بسر کر رہا تھا اور اپنے ہی ماحول سے اس قدر متاثر تھا کہ بعض مقامات پر عمداً دکنی لفظ استعمال کرتا دکھائی دیتا ہے چنانچہ تعریفِ سخن کے عنوان کے تحت جو شعر لکھے ہیں اس میں بجائے 'سخن' کے 'بچن' کا لفظ استعمال کرتا ہے اسی طرح ۔ جیو۔ جیب ۔ بھومان ۔ جگت ۔ گڑاں ۔ فام ۔ رتن ۔ کھان ۔ بھان ۔ وغیرہ ۔ دکنی الفاظ کی ہر جگہ بہتات ہے ۔ لیکن دوسری تصنیف (طوطی نامہ) کے وقت چونکہ غواصی کی حالت بہت بدل چکی تھی اور شمالی ہند کے اثرات دکن کی فضاء کو متاثر کر رہے تھے اس لئے طوطی نامے میں فارسی الفاظ اور ترکیبیں اسی ماحول کے تاثرات سمجھے جائینگے ۔

حدیقۃ السلاطین کے الفاظ " ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است " یہ بتاتے ہیں کہ غواصی نے حقیقتاً ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے کافی شہرت حاصل کر لی تھی اور صحیح معنی میں اپنے وقت کا

ملک الشعراء تھا۔ محمد قلی قطب شاہ کے دربار کا ملک الشعراء وجہی اگرچہ سلطان عبداللہ کے زمانے تک زندہ تھا لیکن غواصی کی بڑھتی ہوئی شہرت نے وجہی کو گمنام بنا دیا تھا۔ وجہی باوجود غواصی پر طعنہ زنی کرنے کے اس کی روزافزوں شہرت سے خائف تھا یہی وجہ ہے کہ خود ایک کہنہ مشق بلند پایہ شاعر ہونے پر بھی اس نے سلطان عبداللہ کی فرمایش پر اپنی قابلیت کا ثبوت بجائے نظم کے ایک بلند پایہ نثر 'سب رس' کی شکل میں دیا۔

غواصی کی شہرت گولکنڈہ تک محدود نہ تھی۔ اس نے بہ حیثیت سفیر بیجاپور پہنچ کر وہاں بھی اپنی شاعری کا سکہ بٹھایا تھا چنانچہ باوجود بیجاپور میں اعلیٰ پایہ مثنویوں کے موجود ہوتے نصرتی نے گلشنِ عشق میں صرف غواصی اور اس کی مثنوی سیف الملوک کا ذکر کیا ہے۔

"بری کچھ غواصی تبی کر خیال   کیا تازا باغ بدیع الجمال"

اس کے علاوہ مقیمی بیجاپوری نے بھی اپنی مثنوی چندر بدن ماہیار میں غواصی کی سیف الملوک کا ذکر کیا ہے۔

اس کی تصانیف کی مقبولیت انہیں شمالی ہند تک بھی پہنچاتی ہے چنانچہ میر حسن نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے۔ "غواصی تخلص در وقت جہانگیر بادشاہ بود۔

طوطی نامہ نخشبی را نظم نمودہ است بہ زبان قدیم نصفے فارسی نصفے ہندی بطور بکٹ کہانی ۔ سرسری دیدہ بودم ۔ شعر آں نظم یاد نیست''

قرین قیاس یہ ہے کہ غواصی نے مرتے دم تک اپنی ملک الشعرائی قائم رکھی ۔ اگرچہ اس کی تاریخ وفات کا صحیح علم نہیں ہے پھر بھی کسی تذکرے یا تاریخ سے غواصی کے بعد کسی شاعر کو دربار قطب شاہی سے ملک الشعراء کا خطاب ملنا ثابت نہیں ہوتا ۔ موجودہ معلومات کی بنا پر ہم غواصی کو عہد قطب شاہی کا آخری ملک الشعراء کہہ سکتے ہیں ۔

عہد مغلیہ کے ایک شاعر عشرتی نے اپنی مثنوی دیپک پتنگ (سنہ تصنیف تقریباً ۱۱۲۵ھ) میں اپنی خودستائی اور تعلّی کرتے ہوئے غواصی پر چوٹ کی ہے:-

''غواصی اگر دیکھتا آج کوں موتی کی نمن جل میں ڈبتا اچ سوں'
مجھے جیب کے دھر صدف لب منجھا دعا کے گہر مجھ پو کرتا نثار''

ظاہر ہے کہ شاعر اپنے کلام کی قدر و منزلت بڑھانے کے لیے ایک ایسے شاعر کے کلام کو مقابلۃً گرا دینا چاہتا ہے جو اپنے وقت کا کامل الفن استاد گذرا ہو ۔ عشرتی کا دوسرے تمام شاعروں کو جو غواصی سے پہلے اور اس کے بعد گذرے ہیں نظر انداز کر کے غواصی کے نسبت یہ کہنا کہ وہ اگر عشرتی کے کلام کو

دیکھتا تو شرم سے موتی کی طرح پانی میں ڈوب جاتا اور دعائیں دیتا اس بات کا ثبوت ہے کہ عشرتی کے زمانے تک غواصی کی شہرت باقی تھی اور اس کی استادی مسلم الثبوت۔

زبان اور طرزِ بیان

طوطی نامہ کی زبان بہ نسبت سیف الملوک کے سلیس اور دلکش ہے لیکن شاعرانہ خصوصیات کے لحاظ سے سیف الملوک کا اسلوب طوطی نامہ پر فوقیت رکھتا ہے۔

طوطی نامہ چونکہ سیف الملوک کے چودہ سال بعد لکھی گئی ہے اس لئے اس کی زبان میں فارسی اثر زیادہ نظر آتا ہے۔ گولکنڈے کے تعلقات شمالی ہند سے بڑھ جانے کی وجہ سے فارسی زبان کا اثر دکھنی زبان کو بھی متاثر کر رہا تھا غالباً یہی وجہ ہوگی کہ غواصی کی زبان طوطی نامہ لکھتے وقت فارسی سے متاثر نظر آتی ہے۔ چنانچہ فارسی الفاظ اور محاورے جہاں استعمال کئے گئے ہیں اون کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

'لگے ڈرنے ہم بور بچّے و باگ'۔ 'منم سات مغرور پورا ہوا'

'جو ہور ئیک گڈرا ہم استے اول'۔ 'نہیں سنپڑیا تج دریں روزگار'

'ولے عقل تیرا ہے پادر ہوا' ۔ 'سلامت نکل جاتوں بر جائے خویش'

'پڑیا ہے دھڑ آما ہیں اسپوسیر' ۔ 'اسی ٹھار نابود در خاک کر'

'سٹیا نفس کا کاڑ دل تے منم' ۔ 'اچھیگا کتا در ریائی ہنوز'

'انکھی کھول عزت کی در خویش دیک' ۔ 'کتک کھائے آما سنائیں ہوئے'

'نے' کا استعمال اگرچہ غلط ہے لیکن یہ بھی شمالی اثر معلوم ہوتا ہے :۔

'یو حیلہ جو پایا او صرّاف نے' ۔ 'سو اس نے نگر تے یکیلا نکل'

'وو مینڈوک نے تب یوں اٹھیا بول کر'

طوطی نامہ میں غوّاصی کی اپجی پیداوار ابتدائی اور آخری حصّہ ہے ۔ ابتدا میں حمد و نعت کے بعد سلطان عبداللہ کی تعریف ہے اور خاتمہ پر اپنی شاعری کی آپ مدح و ستایش کرتے ہوئے غوّاصی نے اپنے صوفیانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان اشعار کا اسلوب دلکش اور شاندار ہے اور غوّاصی کی قادر الکلامی کا بہترین ثبوت۔ نمونتاً چند شعر نقل کئے جاتے ہیں :۔

خدایا جو دانا ہے توں غیب کا	ہے ستار بندیاں کیرے عیب کا
ترے راز تے کوئی آگاہ نئیں	تصور کوں تری طرف راہ نئیں
جہاں لگ جہاں میں نشیب اوج ہے	سو دریائے قدرت کی او موج ہے

دیسے گھال اس موج کیرا ابھال ۔۔۔ کدھیں ستو تلیں ہور کدھیں اوپرال
اگرچہ گنہگار ہوں میں بڑا ۔۔۔ پکڑ ہات یک اوج کوں انپڑا
کہ میں ہوں گنہگار مج موں کہاں ۔۔۔ جو تج کن ہنگوں ہیں کہاں توں کہاں
نہ رد کر قبول انکساری مری ۔۔۔ ترت دور کر بیقراری مری

محمدؐ نبی سیّد المرسلیں ۔۔۔ سدا روشن اوس تے ہے دنیا و دیں
ہوئے ختم اسپر نبوت کے گن ۔۔۔ بجے طبل اسکا قیامت لگن
حرم کبریا کا سو اسکا مقام ۔۔۔ بندا شمس ہور بدر اسکا غلام
رسول عرب ہور عجم آج او ۔۔۔ رسولاں کے سب سیس کا تاج وو
محمدؐ وہی ہور علی بھی وہیچ ۔۔۔ نبی بھی وہی ہور ولی بھی وہیچ
دیکھن ہار جو کوئی ہے ان دو میں فرق ۔۔۔ ضلالت کے دریا میں جم وو ہے غرق
جو کوئی اسکے منکر اچھے شرع تے ۔۔۔ نہ کیوں خوار ہوئے اصل ہور فرع تے

مہاراج سلطان عبداللہ ناؤں ۔۔۔ ثریا کے تارک پو اسکا ہے پاؤں
شرافت میں گرد اسکے نعلین کا ۔۔۔ ہے سرما چندر سور کے نین کا

دکھیت زور ور طالع اوس راج کے | صفادار روشن دلاں آج کے
کہیں یوں بحق علی ولی | کہ پھر جگ میں آیا محمد قلی
فلک سو ہے تابع ترے عزم کا | سرگ بن سوسایا ترے بزم کا
شجاعت میں دیکھوں تو اے شیر گیر | اد ک سخت گیر ہے و لے دیر گیر
پھراوے جو تیزی کوں راناں منے | پڑے زلزلہ آسماناں منے
سخاوت میں جو دیکھتا ہوں تجے | سو تج باج نئیں کوئی دستا منجے
کہ یک دیس کا دان تج لال کا | خرچ بعضے شاہاں کے ہوئے سال کا
تیرا لطف اے شاہ عالی صفات | دسے خاص ہور عام پر ایک دھات

جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس | نہ کیوں ہوویں حیراں دیک جن و انس
کہ اس دھات کے نورتن رولنا | ہور ایسی نوی مثنوی بولنا
مرا کام ہے اس زمانے میں آج | کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج
جب یو نظم میرا عروسی کیا | سرج منج سوں آ دست بوسی کیا
کہ جسکے صدف میں رتن صاف ہے | کرے لاف اگر ان تو انصاف ہے
چھپانوں کیتا آپسیں کونڈ میں | کہ چھپتی نہیں پھول کی باس کئیں

یو افسانہ جو عیب تے دور ہے
سلاست کے آسمان کا سور ہے

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص
لگا عشق اپنے خدا سات خاص

چلیگا کیتا نفس کے کئے منے
کیتا ہوئیگا ناؤں کے پئے منے

کیتا شاعری پر دھریگا خیال
کیتا ہوئیگا در پئے خط و خال

اچھیگا کتا در ریائی ہنوز
کریگا کتا خود نمائی ہنوز

ہو بیدار یکبار اس خواب تے
نکل بھار اس غم کے گرداب تے

جو ہے رہنما پیر حیدر ترا
ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا

جکچ خواست ترا ہے سب اسپو چھوڑ
دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ

طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں
ہے مولیٰ کی خلقت میں اولیٰ ہی توں

کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا
سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا

نکو جان ہنچیا ہوں کر خاک تے
کہ پیلا ڑ ہے توں تو افلاک تے

تری ذات میں نور اللہ ہے سب
تری قید میں ما سوا اللہ ہے سب

خبر تجکوں دے نفی اثبات تے
کیا بات کوں ختم اس بات تے

غواصی کے عہد کی زبان کے قواعد اور اصول موجودہ اصولوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کر سکتی ہیں :۔

(۱) عربی، فارسی اور ہندی کے اکثر الفاظ جو آجکل مونث استعمال ہوتے ہیں غواصی نے مذکر استعمال کئے ہیں۔ مثلاً :۔ مراد۔ محبت۔ دولت۔ توفیق۔ آرزو خاصیت۔ جوت۔ ندا۔ ہوا۔ تدبیر۔ خبر۔ گرد۔ حیات۔ داد۔ صلاح۔ سلطنت۔ خاطر۔ نیت۔ ماہیت۔ نظر۔ آواز۔ بِرہ۔ قدر۔ بارا۔ عقل۔ دعا۔ ہنسا۔ ظرافت۔ آس۔ سکت۔ مرگ۔ چُلبلاٹ۔ سیف۔ روح۔ خیر۔ اصالت۔ حقیقت۔ وغیرہ الفاظ کو مذکر لکھا ہے :۔

'کتا ہوں سُن اسکا حقیقت تمام'۔ 'دیوانا ہے عقل اسکے آشوب کا'
'وستی ہوں ہوا نفس کا کاڑ ہیں'۔ 'مگر مرگ لیا یا ترا میرے دھیر'
'کہ دولت چلے سات پایا نہ جائے'۔ 'جو شہ کوں ہوا آرزو لک جسے'
'رھیا ہے ترے وصل کا آس کر'۔ 'سو وین دل میں پیدا ہوا چُلبلاٹ'
'اگر تجکوں اتنا سکت ہے تو پی'

(۲) دکنی جمع بنانے کا طریقہ وہی فارسی کے تتبع میں بالعموم ا۔ ن کے ساتھ ہے مثلاً :۔

'کرنہار فکراں مرے سُوکھ کے'۔ 'لکھے سوکتا یاں تو پورا نہ ہوئے'

'نہ پلکھاں ہلا خوب انکھیاں مونچ لے'۔ 'کیا ویں عزیزاں کوں اپنے ودا'

'پڑے زلزلہ آسماناں منے'۔ 'رسولاں کے سب سیں کا تاج او'

(۳) فارسی میں علامت اضافت 'زیر' ہے اور جہاں تکرار لفظ درکار ہو اسی لفظ کو بجنسہ دو مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن غواصی نے ان دونوں موقعوں پر 'ی' کا استعمال کیا ہے مثلاً:—

'ہوا غیب او جو ہرے شب چراغ'۔ 'کہ اے بادشاہے زمیں و زماں'

'رگے رگ میں اوس کھلبلی بیس گئی'۔

(۴) **الفاظ کا تلفظ اور وزن**:— غواصی کے کلام سے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ اس زمانے میں الفاظ کا صحیح تلفظ اور وزن کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت شعری یا بحر کی وجہ سے شاعر کسی بھی زبان کے لفظ کو جس طرح چاہتا تھا مسخ کر سکتا تھا۔ اس کی کئی مثالیں طوطی نامے میں ملتی ہیں۔ مثلاً:—

'دنیا کی لَذَتْ پر نئیں اسکا پران'۔ 'جو شہ کوں ہوا آرزو لک جِھے'

'نظر جوں پڑیا اوس پنکھی پر سوویں'۔ 'کرنہار فکراں مرے سُوکھ کے'

'سینے تے دریا فسق کی جوش کی'۔ 'نَزِک ہے جو با۔ امری آہ کا'

'سُرُجْ منج سوں آ دست بوسی کیا'۔ 'خَرَچْ بعضے شاہاں کے ہوئے سال کا'

'بندا شمس ہور بدر اوسکا غلام'

(۵) ضمائر کا طریقہ بھی موجودہ قواعد سے مختلف ہے۔ مثلاً :۔

'نہ جانوں بچن پر اُنن (اُن کے) کے شہا'۔ 'زباں کھول اُسوں (اس سے) بول اوٹھی اس طریق'

'نہ ہمناکوں (ہم کو) کوئی دیکھتا پوچ یاں'

(۶) حصر یا تاکید کے لیے بجائے 'ہی' کے حرف 'چ' لفظ کے آخر میں لگایا جاتا ہے :۔

'جو تھے پتلے سب اس میں سنیچ (سونے ہی کے) کے'۔ 'پھرا دل خیانت کیا سو تہیچ (تو ہی)'

'بنایا سلا کپڑے ویسیچ (ویسے ہی) اوسے'

(۷) اکثر الفاظ کا املا بدلا ہوا ہے یعنے جسطرح بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا بھی جاتا تھا جیسے :۔

نفع کو نفا۔ وضع کو وضا۔ واقعہ کو واقا۔ معنی کو مانا۔ اور بہانہ کو بہانا۔

کہیں مصرع کے آخر میں اگر ایسا لفظ آجائے تو اس کا قافیہ بھی صوتی لحاظ سے کیا جاتا ہے مثلاً :۔

'جو راضی نہو پھر او بہانا کرے ترا کام بھی کون دانا کرے'

'جتا آج ہے تج جفا عشق تے وتا تجکوں دن دن نفا عشق تے'

'کیاویں عزیزاں کوں اپنے ودا　　　اپے ہور عورت ہوسب تے جدا'

(۸) صفت کو موصوف کے لحاظ سے تذکیر و تانیث لکھا جاتا تھا یعنے تانیث کے لیۓ اسی لفظ پر علامتِ تانیث 'ی' لگا دی جاتی تھی مثلاً :-

'تو دانی ہے ہر بات کیا کوں تجے'۔ 'زباں بعد ازاں صالحی دھیرکھول'
دانا　　صالحہ

(۹) بعض قافیے نہ صوتی ہیں نہ وزن کے لحاظ سے موزوں صرف حرفِ رَوی کی طرح حرف کی موجودگی ہی کو قافیہ سمجھ لیا جاتا تھا۔ چنانچہ ذیل کی مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کر سکتی ہیں :-

'غواصی جو ناریاں کیر اگر کوئی　　　لکھے سو کتاباں تو پورا نہ ہوئی'
'ملے ایک پنجرے منے جیوں او دوئی　　　تو کرنے لگے شاد ہو گفتگوئی'

(۱۰) بعض اشعار ہمیں ایسے بھی ملتے ہیں جن میں قافیہ کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ نہ معلوم یہ کاتب کی تحریف ہے یا اصل میں اسی طرح تصنیف ہوی تھی :-

نہیں ذرا انصاف ان میں شہا　　　نہ جانوں بچن پر انن کے شہا
سو دیکھا جنگل میں شکاری کوں ایک　　　دیا وو پنچ دکھلائی اسکوں ٹک ایک
ہم اوس پاس ہے ایک شارو عجب　　　دھرے یاد قصے ہزاروں عجب

بگوں ہیں اوسی ماں کے جائیگا وو کیوں — سٹیا ماں پو بیٹا ہو کر ہات کیوں

ترا باپ آکر مرے پانوں تے — گیا کاڑلے پنجن یک پانوں تے

(۱۱) 'سی' مستقبل کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کے معنے 'گا' کے ہوتے ہیں:۔

'نہ رہسے (رہینگے) ہیں یاں نکل جائینگے' ۔ 'کسی کا کہیا کچ نہ چلسے (چلیگا) یہاں'

'کہ ڈبسے (ڈوبیگی) نہ تحقیق چھپسے (چھپیگا) نہ پاپ'

(۱۲) بعض الفاظ موجودہ شکل وصورت میں استعمال ہوتے تھے لیکن ان کا مفہوم بالکل دوسرا ہوتا ۔ مثلاً 'مانگنا' ہمیشہ 'چاہنے' کے معنی میں اور 'لایا' عموماً 'لگایا' کے معنی میں مستعمل تھے ۔ مثلاً:۔

'گلے لائے (لگائے) ویں شاہ دل کھول کر' ۔ 'جو منگتی (چاہتی) ہے جا نیچ توں یار لگ'

'منگی (چاہی) جاؤ نے عشق کے مدہوں مست' ۔ 'سینے لیائی (سے لگائی) ویں بند چولی کے کھول'

زیر نظر مخطوطے

طوطی نامہ کے دو نسخے نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے ہمارے زیرِ نظر رہے جن میں سنہ کتابت کے لحاظ سے ایک قدیم ہے

دوسرا جدید۔ اختلاف نسخ بتانے میں ہم نے قدیم نسخے کے لئے (الف) اور جدید کے لئے (ب) لکھا ہے۔ ان نسخوں کی صراحت حسبِ ذیل ہے:۔

۱۔ نسخہ (الف)۔ رائل سائز بہ خط نسخ قدیم دکھنی۔ مکمل۔ فارسی عنوانات کے ساتھ۔ ابتدائی صفحہ پر سرلوح عبارتِ ذیل لکھی ہوئی ہے:۔

"کتاب طوطی نامہ من تصنیف نقش بیں (نخشبی) کہ غواصی الفاظ فارسی۔ دیگران را دانستن دشوار بود ازاین معنی بہ زبان ہندی آوردہ کہ مفہوم گردد۔"

کتاب کے خاتمہ پر عبارت حسبِ ذیل ہے:۔

"این طوطی نامہ در ماہِ ربیع الاوّل بتاریخ ہفدہم بروز شنبہ بوقت مشتری برائے شغل نمودن حقایق و معارف آگاہ شاہ عشق علی نوشتہ شد۔ سنہ احد بادشاہ فرخ سیر غازی۔ تمت تمام شد کار من نظام شد۔ کاتب الحقیر شیخ محمدؐ۔"

اس عبارت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کاتب شمالی ہند کا کوئی شخص ہے اور یہ کتاب صرف تفریح طبع کے لئے ہی نہیں بلکہ حقایق اور

معارف کی تعلیم کے لئے بھی پڑھائی جاتی تھی۔ اس کا سنہ کتابت ۱۱۲۴ھ ہے۔ ہمارے حد علم تک اس سے پہلے کا کوئی نسخہ ابتک معلوم نہیں ہوا۔ برٹش میوزیم میں طوطی نامے کے دو قدیم نسخے ۱۱۴۹ھ اور ۱۱۷۲ھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ اس نسخے میں جملہ (۴۱۳۷) اشعار ہیں۔

۲۔ نسخہ (ب) رائل سائز فارسی خط جدید۔ مکمل۔ داستان کے خاتمہ کے بعد غواصی نے اپنی شاعری اور تصنیف کتاب کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں وہ بقیہ کتابت سے بالکل علیحدہ رسم الخط میں لکھے گئے ہیں اور اوراق بھی بعد کے الحاقی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ بعض اشعار حاشیہ پر لکھے گئے ہیں لیکن کتاب مکمل ہے۔ اس نسخے میں ہندی الفاظ کے معنی سرخی سے بعض بعض جگہ الفاظ کے نیچے لکھے ہیں۔ ابتدائی ورق پر صرف یہ عبارت ہے :—

"جملہ ابیات طوطی نامہ چہار ہزار سیزدہ است"

خاتمہ پر عبارت ذیل ہے :—

"این کتاب برائے خواندن محمد انور اللہ خاں و غفور خاں عرف

امر اللہ فرزندان محمد قاسم ۔ یا اللہ ایں ہر سہ را علم از درگاہ خود عطا نما۔ مرقوم نہم ماہ ذالحجہ سنہ ۱۲۵۰ھ روز چہار شنبہ ۔" کاتب کا نام نہیں ہے چونکہ یہ بہت بعد کی لکھی ہوی ہے اس لئے اس کا رسم الخط جدید ہے اور اکثر جگہ کاتب کی تحریف معلوم ہوتی ہے کیونکہ غواصی کے عہد کے مذکر الفاظ کو مؤنث اور مؤنث کو مذکر لکھا ہے ۔ ہم نے جابجا اختلاف نسخ بتائے ہیں جن سے واضح ہوسکتا ہے یہاں مثالاً دو چار شعر نقل کرتے ہیں :۔

(نسخۂ الف) لیویگا توں خدمت اگر منج ہات ۔ (نسخۂ ب) لیویگا تو خدمت اگر میرے ہات
(" ") کیا حاصل اللہ تیرا مراد ۔ (" ") کیا حاصل اللہ تیری مراد
(" ") چلے کچ نہ تدبیر میرا یہاں ۔ (" ") چلے کچھ نہ تدبیر میری یہاں
(" ") وو مینڈوک تب بول اٹھیا بوکر ۔ (" ") وو مینڈک نے تب بول اٹھا بولکر

اس نسخے میں تعداد اشعار (۲۱۳۲) ہے ۔

طوطی نامہ کا ماخذ اور ترجمے

شکا سپ تتی سنسکرت زبان میں ایک کتاب زمانۂ قدیم میں تصنیف ہوی تھی جس کے معنے "طوطے کی کہی ہوی ستر کہانیاں" ہیں ۔ مسلمان جب

ہندستان میں آباد ہوئے، تو یہاں کی ادبیات اور دیگر علم وفن کی
کتابوں کو اپنی زبان یعنے فارسی میں منتقل کرنا شروع کیا۔ سنسکرت
اور ہندی کی اُن بیسیوں کتابوں میں سے جو فارسی میں منتقل کی گئیں
ایک 'طوطی نامہ' بھی ہے جس کا ترجمہ فارسی میں سب سے پہلے
مولانا ضیاء الدین نخشبی نے ۷۳۰ھ ہجری میں کیا لیکن ستر میں سے
صرف باون کہانیوں کا انتخاب کیا۔ نخشبی کا ترجمہ باوجود نہایت
ادق ہونے کے کافی مشہور و مقبول ہوا۔ اس ترجمہ کے متعدد خلاصے
بعد میں کئے گئے۔ شیخ ابوالفضل نے شہنشاہ اکبر کی فرمائش پر دسوی
صدی کے وسط میں سلیس فارسی میں اس کا خلاصہ کیا اور ۱۰۹۳ھ
میں ملا سیّد محمدؐ قادری نے نخشبی کی باون کہانیوں میں سے پینتیس کا
انتخاب کر کے شرفا کی روزمرہ فارسی میں خلاصہ کیا۔ یہ خلاصے
بھی طوطی نامہ کے نام سے مشہور ہیں۔ نخشبی کا ترجمہ آج کل نایاب
ہے۔ غواصی کا ماخذ نخشبی ہی کا طوطی نامہ ہے جیسا کہ اُسنے خود
ایک شعر میں ظاہر کیا ہے :۔

'ہوے حضرت نخشبی مج مدد دیا میں اسے تو رواج اس سند'

لیکن غواصی نے صرف پینتالیس کہانیاں انتخاب کرکے نفسِ مضمون میں بھی کمی بیشی کی ہے۔ طوطی نامہ کا یہ پہلا ترجمہ ہے جو فارسی سے دکھنی میں کیا گیا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ ابن نشاطی نے بھی ۱۰۶۶ھ ہجری میں طوطی نامہ کا ترجمہ کیا ہے لیکن یہ امر ابھی تحقیق طلب ہے اور پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا۔

اُردوئے قدیم کے مؤلف نے لکھا ہے کہ ۱۱۴۲ھ ہجری میں بھی کسی شاعر نے طوطی نامہ کا دکھنی میں ترجمہ کیا جس کا ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں موجود ہے لیکن مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

اس کے بعد اُردو میں سید حیدر بخش حیدری نے ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی فرمائش پر ۱۲۱۶ھ ہجری میں طوطی نامہ کا ترجمہ 'طوطا کہانی' کے نام سے کیا جسکا ماخذ ملا محمد قادری کی کتاب ہے۔ متذکرہ بالا ترجموں کے علاوہ ترکی، انگریزی، جرمنی اور ہندی زبان میں بھی طوطی نامہ کے ترجمے ہوئے ہیں جو ذیل کے نقشے سے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

شوک ساپ تتی
(سنسکرت اصل)
ترجمہ ہندی
بھیروں پرشاد
ترجمہ گجراتی (نظم)
سمالا بھٹ
ترجمہ فارسی از مولانا نخشبی (نثر)
سنہ ۷۳۰ھ
مرہٹی ترجمہ
(نامعلوم)
خلاصے
ترجمے
شیخ ابوالفضل (نثر)
دسویں صدی
سید محمد قادری (نثر)
سنہ ۹۳۱ھ
ترکی
عبداللہ صادی
ماہین
سنہ ۹۴۶ و سنہ ۹۷۴ھ
دکھنی
ملا غواصی
۱۰۴۹ھ
انگریزی
جیرانس
سنہ ۱۷۹۲ء
جرمنی
جارج رابین
سنہ ۱۸۵۸ء
ترجمے
دکھنی
سنہ ۱۱۴۲ھ
انگریزی
گلاڈوین
سنہ ۱۸۰۰ء
اردو
حیدر بخش حیدری
سنہ ۱۲۱۶ھ
جرمنی
پروفیسر ایکن
سنہ ۱۸۲۲ء
انگریزی ترجمہ
جی۔ اسمال
سنہ ۱۸۷۵ء
ہندی ترجمہ (شوک بہتری)
انبا پرشاد راسا
سنہ ۱۸۸۶ء
بنگالی ترجمہ (طوطا اتھاس)
چندی چرن
سنہ ۱۸۰۶ء

ترکی ترجمہ ۔ سُلطان سلیمان اعظم (۹۴۶ھ ۔ ۹۷۴ھ) کے عہد میں شیخ عبداللہ صاری نے ترکی زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۲۵۲ھ میں بولاق میں اور ۱۳۰۱ھ میں بمقام قسطنطنیہ طبع ہوا۔ جارج راسین نے اسی ترکی ترجمہ کو جرمن زبان میں منتقل کیا جو ۱۸۵۸ء میں لیپزگ میں طبع ہوا۔

انگریزی ترجمہ ۔۔ جیرانس نے کیا جو ۱۷۹۲ء میں بمقام لندن طبع ہوا۔ اور گلاڈوین نے فارسی متن کے ساتھ انگریزی میں منتقل کیا جو ۱۸۰۱ء میں کلکتہ سے طبع ہوکر شایع ہوا۔

جرمنی ترجمہ ۔۔ پروفیسر اکین نے جرمن زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۸۲۲ء میں اسٹاٹگرٹ میں طبع ہوا۔

ہندی ترجمہ ۔ حیدر بخش کی طوطا کہانی کا ترجمہ شوک بہتری کے نام سے ۱۸۸۶ء میں انبا پرشاد راسا نے کیا۔

بنگالی ترجمہ ۔ چندی چرن نے ۱۸۰۶ء میں حیدری کی طوطا کہانی کا ترجمہ 'طوطا اتھاس' کے نام سے کیا۔

بہرحال طوطی نامہ کا ہندستان اور یورپ کی مختلف زبانوں

میں ترجمہ کیا جانا ہی اس کی غیر معمولی مقبولیت کا قوی ثبوت ہے۔

طوطی نامے کے حکایات کا خلاصہ اور فہرست

قصہ کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:۔

ہندستان کا ایک متمول سوداگر تھا جسکے تجارتی جہاز ساتوں سمندروں میں جاتے تھے۔ اس کی عالی شان کوٹھی سمندر کے کنارے واقع تھی۔ اس کے پاس ایسے نایاب جواہر تھے جن کا مثل بادشاہوں کے خزانے میں بھی ملنا دشوار تھا۔ باوجود اس دولت وثروت کے دولتِ اولاد سے محروم تھا ایک مدت کی تمنا کے بعد خدانے ایک لڑکا عنایت کیا جو نہایت خوبصورت تھا۔ جوان ہونے پر باپ نے ایک حسین لڑکی سے شادی کردی۔ یہ لڑکا ایک دن سیر کے لئے بازار نکلا جہاں ایک طوطا فصیح البیان نظر پڑا۔ اس نے ہزار ہن میں خریدا اور خوشی خوشی گھر لے آیا۔ طوطا غیب کی باتیں بیان کرتا تھا چنانچہ سوداگر بچہ کو آزمائش کے لئے اس نے یہ مشورہ دیا کہ تمام شہر کے

دوکان داروں سے عنبر خرید کر جمع کرلے کیونکہ عنقریب ایک قافلہ عنبر خریدنے آئیگا اس وقت اس کو اچھی قیمت ملیگی۔ نوجوان سوداگرنے اسپر عمل کیا طوطے نے جسطرح کہا تھا اسی طرح ہوا اور عنبر کے فروخت سے سوداگر کو بہت فائدہ ہوا۔ نوجوان طوطے پر بہت مہربان ہوا اور چندروز کے بعد اس کی صحبت کے لئے ایک مینا بھی خریدلی۔ جب نوجوان تجارت کیلئے عازم سفر ہوا تو دونوں پرندوں کی پرورش اور حفاظت اپنی بی بی کے سپرد کی۔ سوداگر کی واپسی میں دیر ہوی۔ نوجوان بی بی صدمہ فراق نہ سہہ سکی۔ ایک دن بالاخانہ پر بیٹھی ہوی مصروف سیر تھی کہ ایک نوجوان راہرو سے آنکھ لڑگئی۔ ایک ضعیفہ کے ذریعہ اس نے پیام ملاقات بھیجا۔ سوداگر کی بی بی تو منتظر ہی تھی راضی ہوگئی۔ مینا سے اجازت طلب کی تو اس نے منع کیا اور نصیحت آمیز گفتگو سے باز رکھنا چاہا۔ بی بی نے اس گستاخی کی یہ سزادی کہ مینا کے بال و پر نوچ کر اسے ہلاک کر دیا۔ اب طوطے کی باری تھی مگر مینا کا واقعہ پیشِ نظر ہونے سے طوطے نے جانے سے صاف منع کرنا خلافِ مصلحت سمجھکر فوراً اجازت دیدی

لیکن اس شرط پر کہ وہ اپنے دل کا راز کسی سے نہ کہے ورنہ وہی حال ہوگا جو ایک رانی کا ہوا۔ بی بی نے قصہ سننے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ طوطے نے بیان کرنا شروع کیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ ہر روز یہی ہوتا کہ طوطا اجازت دیتے ہوئے ایک نہ ایک قصہ کا ذکر کر دیتا اور جب وہ سننے کی خواہش کرتی تو اس طرح بیان کرتا کہ وقت گذر جاتا اور وہ جا نہ سکتی یہاں تک کہ طوطے نے حسب تفصیل ذیل ببنتالیس کہانیاں تقریباً انتیس راتوں میں کہیں یہاں تک کہ سوداگر سفر سے واپس آیا۔ طوطے سے گھر کا حال دریافت کیا۔ طوطے نے اپنی رہائی کا وعدہ لے کر حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ سوداگر بہت رنجیدہ ہوا طوطے کو رہا کر دیا۔ بی بی کو قتل کر ڈالا اور مال و دولت خیرات کرکے درویشی اختیار کی۔

حکایت کی تفصیل :۔

۱۔ **شب اول**۔ حکایت سوداگر زادہ وزن بدکار کہ طوطی را ضائع کردو نادم شد۔

۲۔ **شب دوم**۔ حکایت زرگر و نجار کہ بجائے بتخانہ رفتند و حرافت کردند۔

گولکنڈے کے آخری ملک الشعراء کی آخری تصنیف جو پہلی مرتبہ طبع کی جارہی ہے قدیم اردو ادب کے شائقین اور ادبی تحقیق سے شغف رکھنے والوں کے لئے ایک لاجواب تحفہ ہے ۔

منڈی میر عالم ۔ حیدرآباد دکن
۲ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ
۲۳ جنوری ۱۹۳۹ء

میر سعادت علی رضوی
ایم ۔ اے

ملا غواصی

خدایا جو دانا ہے توں غیب کا ہے ستّار بندیاں کیرے عیب کا
(بندوں کے)

نہ آکار تج ہے نرنکار توں نہ چوں و چرا سوں دھرے کار توں
(روپ، منزہ، رکھے)

سدا حیّ اپسیں کھاتا سو تو چ جیواں مارتا ہور جلاتا سو تو چ
(زندہ، اپنے آپ کو، توہی، جان، اور)

تیرے راز تے کوئی آگاہ نئیں تصور کوں تیری طرف راہ نئیں
(تصرف)

کیا خاک تے آدمی پاک توں کرنہار آخر کوں پھر خاک توں

تج اَگے سکے کون دم مارنے تیرے حرف پر یا قلم مارنے
(تیرے آگے، مٹانے)

دھریں آس سب تیری درگاہ کی کریں بندگی سب تج اللہ کی

اچنبا تیری کارسازی دِسے اندیشہ کوں یاں محض بازی دِسے
(عجیب، دکھے، فکر)

جہاں لگ جہاں میں نشیب اوج ہے — سو دریائے قدرت کی او موج ہے
یعنی جو ظاہر

دریا کوں تو موجاں بہوت ہیں ولیک — ۱۰ یو دنیا سو ہے کمتریں موج ایک
بہت

دیسے گھال اس موج کیرا اُچھال — کدھیں ستولیں ہور کدھیں اوپرال
کا — جزرومد — کبھی — نیچے — اوپر

تو اُس موج میانے تے اے کارساز — سلامت سیتی کاڑ میرا جہاز
میں — نکال

دوجا چرخ جو گھٹ ہے کینے منے — ذرا مہر نئیں اُس کے سینے منے
سخت — میں — دوسرا

جو دلگیر ہو تج تے جس پاس جاؤں — تو کچ ذوق راحت کسی تے نہ پاؤں
یعنی اوس سے

کروں جس سوں یاری تو اغیار ہوئیں — چلوں ہور ہو میں تو او مار ہوئیں

وفا سوں رکھوں جس کے پاواں پو سر — تو میر یچ سر پر رکھیں پاؤں پھر

کتیا تن ہر ایکیس کے دیوں جور کوں — خدایا انپڑ توں میرے غور کوں
کتنا — ایک — فکر

دے ہمت جو ایسیاں تے پاؤں خلاص — تسوں عشق بے دغدغا لاوں خاص
ایسوں سے — تجھ سے

اگرچہ گنہگار ہوں میں بڑا — پکڑ ہات یک اوج کوں انیڑا
پہنچا دے

سراسر تو ناپاک میرا ہے خاک — ۲۰ ولے توں دیا ہے سو منج جیو پاک
یعنی میری

میں آلودہ ہوؤں تو کچ غم نہیں — کہ تیرا کرم مج پو کچ کم نہیں

بُرا ہوں کی میں کچ نہ مانوں بُرا — بُرے ہور بھلے کا ہے توں آسرا
یعنی نہ مانگوں

تجاوز نہیں ذرّہ اس بات میں — کہ سب کا سَتَر ہے تیرے ہات میں
مبالغہ — راز

مجے مِہر کر مِہر اسے مہرباں ... جو ہوؤں سرخرو تج تے دونو جہاں

سچ ہے جو یو عمر برباد ہے ... ولے ہر گھڑی توں مجے یاد ہے

اگر سوؤں یا جاگتا میں اچھوں (رہوں) ... تیرا ناؤں (نام) تو لیوؤں ہر کئیں اچھوں

ولے کیوں لکھا ہے سو ہووے نہ فام ... ہے امید تو مج کوں تیرا تمام

یونا ہو کہ جو دلبراں ناز سوں ... کیاں چال (جلا) منج راکھ طنّاز سوں (عشوہ گری)

سو جلنا چ کافی ہے یاں مج کو یوں ... قیامت کوں پھروں نکو جال (جلا) توں

خجل ہوگلوں پانچ میں تل بہ تل ... نکر حشر کے دیس (دن) یورا خجل ۳۰

ندے ہات میں مج کو دوزخ (لحظہ) کیرے (کے) ... مبادا میرے ننگ تے وہ جلے

میں کیا ہوں جو تج کو کہوں یونچ (یونہی) کر ... تو قادر ہے تج بھاؤتا (بھاتا) تیونچ کر

کہ میں ہوں گنہگار مج موں (منہہ) کہاں ... جو تج کن (کے پاس) منگلوں میں کہاں توں کہاں

ولے لطف سوں مج طرف دیکھ پھر ... رکھیا ہوں تیرے آستانے پو سر

فرح بخش منج دل کی زاری کتیں ... سُکھی (خوشحال) کر دکھا منج دوکھیاری (مصیبت زدہ) کتیں

نہ رد کر قبول انکساری مری ... تُرت (جلد) دور کر بیقراری مری

بندا میں غواصی خداوند توں ... دوکھی کوں کرنہار خورسند توں

نعت

رتن خاص دریائے لولاک کا ۔۔۔ جھلک لامکاں نور افلاک کا
موتی

محمدؐ نبی سیّد المُرسلیں ۔۔۔ سدا روشن اُس تے ہی دنیا و دیں

عدم میں تے عالم کوں پروردگار ۴۰ اوسی کے کیا نور سوں آشکار
آدم

رواج آفرینش کیا سو وہیچ ۔۔۔ چراغ اہل بینش کرا سو وہیچ
خلقت وہی پیچ

ازل محض اوس کا خزینا دِسے ۔۔۔ اَبد عین اوس کا مدینا دِسے

ہوے ختم اس پر نبوت کے گُن ۔۔۔ بجے طبل اُس کا قیامت لگن
کام تک

نُم اُس کی دِسے لطف کا سلسبیل ۔۔۔ مکھی اُس کے ہے شہد کا جبرئیل
ندی

حرم کبریا کا سو اوس کا مقام ۔۔۔ بندا شمس ہور بدر اوس کا غلام

جو کوئی اوس کے دم سوں ہے ہمدم سدا ۔۔۔ اچھے دو جہاں میں وو خُرّم سدا

نرادھار پاپی مرے سار کے ۔۔۔ ہیں امیدوار اُس کے دربار کے
بے مہارا گنہگار طرح دیدار

رسول عرب ہور عجم آج وو ۔۔۔ رسولاں کے سب سیس کا تاج وو
سر

وہی دین کا کام بالا کیا ۔۔۔ ٹھجن کفر کوں کر اُجالا کیا
کھانم (بمعنی ستون) دور

ہے دو جگ پہ فرمان اوس کا رواں ۵۰ گدا اوس کے درگاہ کے خسرواں

مطیع اوس کے سب حاملاں عرش کے تیو اسیاں فلک اوس کے ہیں فرش کے (قالین)

دسیں سیوک (غلام) اوس کے چارے تمام کنکر (سنگریزہ) اوس کے انگن (صحن) کے تارے تمام

جو تیزی براق (اسپ) اوس کے ہے ران کا سچا برق ہے وہ تو اسمان کا

نہیں کوئی اُستے بڑا قدر سوں بڑا سو وہی قدر اور صدر سوں

حبیبِ خدا خواجۂ کائنات ہوے اوس تے نابود لات و منات

سجے (زیب دے) اوس نبوت کی انگشتری کہ پائی صفا اُس تے پیغمبری

محمدؐ وہی ہور علیؑ بھی وہیچ نبی بھی وہی اور ولی بھی وہیچ

دکھیں ہار جو کوئی ہے ان دو میں فرق ضلالت (گمراہی) کے دریا میں جم (ہمیشہ) دوبے غرق

جو کوئی منکر اُس کے اچھے شرع تے نہ کیوں خوار ہوئے اصل (جڑ) ہور فرع (ڈال) تے

بڑے بخت جو میں غواصی غلام ۶۰ ہوں ایسے نبیؐ کا علیہ السلام

سدا پاؤں سکھ میں اُسے یاد کر ہزاراں دُرود اُس کی اولاد پر

در مدح بادشاہ گیتی پناہ سلطان عبداللہ قطب شاہ

زبخن کی توفیق کا نو بہار — جو مج دل کوں بخشا صفاے شمار
پروردگار

ہوا تازہ جیوں باغ میں فرح سوں — کیا گل فشانی نوی طرح سوں

کہ اسحق لطافت بھرے یو گلاں — ہے جیواں کے کاناچ کے یو گلاں
جیاں — کانوں — وہ بالیاں جو اہل ہنود کانوں میں پہنتے ہیں

جو کوئی اُس گلاں میں تامل کرے — کلی سبار کھل آپسیں گل کرے
ہنسنا

اگر اُس گلاں کا جو ٹک پائیں باس — دلاں بلبلاں ہو پھریں آس پاس
ذرا

کہ ہر گل کوں سرخی ہو میں قدح سوں — کیا ہوں کرم شاہ کی مدح سوں
بو — سرخوش

کہوں کوں وو شہ جہانگیر ہے — جو اُس کا علم آسماں گیر ہے

مہاراج سلطان عبداللہ ناؤں — ثریا کے تارک اپر س کلہے پاؤں
نام — سر

کہیں قدسیاں صاحب صدر او سے — کہ ہر شب سو ہے جوں شب قدر او سے

شرافت میں گرد اوس کے نعلین کا — ہے سرما چندر سور کے نین کا
چاند — سورج — آنکھ

دیکھت زور ور طالع اُس راج کے — صفادار روشن دلاں آج کے
طاقت دار

کہیں یوں بحق علی ولی — کہ پھر جگ میں آیا محمد قلی

سجیں آج اے خسرو نیکنام — ہیں اوس کیچ آثار تج میں تمام

تو اس دھات سیتی تجکوں ہر دیس رات — سلام آ کرے چاند تاریاں سنگات

جہاں تے تج اس دھات توفیق اچھے — یو رتبہ ترا کیوں نہ تحقیق اچھے

نہ یو فیض ہے آج کل تے تجھے — نوازیا ہے خالق ازل تے تجھے

سچا توں ملک ہے بشر نوئے توں — خداوند روئے زمیں ہوئے توں

دعاگو سو تیرے ہیں افلاکیاں — ہوا خواہ تیرے سو ہیں خاکیاں

۸۰ توں وہ آج بھوگی جواں مرد ہے — جو دیو اندر ایسا یہاں گرد ہے

فلک سو ہے تابع تیرے عزم کا — سُرگ بن سو سایا تیرے بزم کا

سکیاں سوں تو نکلے کرن گشت جب — تو سنگار بن ہودسے دشت سب

دیکھت عیش کا عین گہناں تیرا — کریں مدح جہاڑاں سوں چمناں تیرا

کلیاں کھول انکھیاں دیکھیں بہو جو راج — کہیں چاند بھرتا ہے تاریاں سوں آج

دنیا میں جو کچ بھوگ کا ہے نشاں — مرتب دسے تج پہ اے گن نداں

شجاعت میں دیکھوں تو اے شیر گیر — ادکھ سخت گیر ہے ولے دیر گیر

جو توں ہو کرے حملہ یکیار کا — اُٹھے شرق تے غرب لگ مارتا

بھر اوسے جو تیزی کو راناں منیں — پڑے زلزلہ آسماناں منیں

سرب دَل سوں توں جائے جب باٹ تے — زمیں گھابری ہووے جھل کاٹ تے
تمام لشکر راہ — زمین چک لاٹ

۹۰ ہو بیتاب دیکھ تج جلالت کی تاب — نہ موں پر کھڑا ہو سکے آفتاب
منہ

جو کرڑی نظر سوں چڑاوے تو بھول — جھڑیں ڈر تے باگاں کے پنجیاں کے نہوں
غصہ کی ابرو — شیر پنجوں ناخن

دیکھت تج بہادر کے نیزے کی جھال — نپٹ گڑبڑا اُو گری ہوئے اُبھال
جھلک — بہت ابر

سنے جب مہابت تیرے گرز کا — تو سینا پھوٹے کوہ اَلبُرز کا
بزرگی

ہنسے تو چندر مکھ تے تارے جھڑیں — کرے قہر تو گرم انگارے جھڑیں
منہ — شرر

دلے حلم سوں زیر غصہ کوں کر — ہوا ہے مہربان توں خلق اُوپر

اگر نئیں تو دھاکوں سے تج شاہ کے — اوڑیں فاختے مہر ہور ماہ کے
ڈر — ہوش

سخاوت میں جو دیکھتا ہوں تجے — سو تج باج نئیں کوئی دستا مجے

کہ یک دیس کا دان تج لال کا — خرچ بعضے شاہاں کے ہوئے سال کا
دن خیرات

تیری انگلیاں ہیں جو چھیلیاں دسے — خدا کے خزینے کی کیلیاں دسے
چھلے — کنجیاں

۱۰۰ عجب کچ ہے تج شہ کی بخشش کی دھات — بغیر دیو نکلے ہنیں تج میں بات
طرح وضع — دیئے

برستا سو دیک ابر تج ہات کا — بھگیا اشتہا طمع کی ذات کا
دیکھ — بھاگا خواہش

دَلدّر تیرے ملک تے پاؤں کر — رہیا جا کے پاتال میں ٹھاؤں کر
افلاس — تہہ زمین مقام

تیرا لطف اے شاہ عالی صفات — دِسے خاص ہور عام پر ایک دھات

ڈوبے تھے ہنرمند سو بھیر کر (گمنام ہوئے) ۔۔۔ نکل آئے تج دور میں تیر کر

دیا جیو پھر راگ ہور رنگ کوں ۔۔۔ کیا دور سیناں یو کے زنگ کوں (شیشہ)

بُدیاونت مُلکے ملک کے تمام (عقلمند) ۔۔۔ تیرے شہر میں آکئے سب مقام

تجے دیکھنے باٹ اگر پاوتے (راہ، پاتے) ۔۔۔ تو آسمان کے لوگ اُتر آوتے

کہ بے مثل راجا تو ایسا چ ہے ۔۔۔ غلط نئیں مری بات یو ساچ ہے (سچ)

کیا مج غواصی کوں توں نے نہال ۔۔۔ کروں کیوں نہیں شکر اے جگ اُجال (نورجہاں)

۱۱۰ الٰہی توں اوس شہ جہانگیر تے ۔۔۔ لطافت کے اس سمد گنبھیر تے (دریا)

قلمرو کوں کر تازہ جوں نوبہار ۔۔۔ بحق علیؑ شاہ دلدل سوار

درسبب نظم این داستان گوید

جو آیا نکل دیس اقبال کا (دن) ۔۔۔ ہوا شاد سینا مرے حال کا

صفا آرسی طبع کی پائی پھر (آئینہ) ۔۔۔ نوی دولت ایک موکھ دکھلائی پھر

مرے بخت کا دیک تارا توی (دیکھ) ۔۔۔ کیا آزمانا مری پیروی (زمانہ)

دیا مہر کر چرخ نیلی مجے ۔۔۔ نوے گنج خانے کی کیلی مجے (خزانے، کنجی)

نکھی جمعیت ہور آرام کا — ہوا پھر مسخر مرے دام کا

گیا زنگ سب دل پو کا پھانک کر — لگیا دیکھنے مج طرف جھانک کر

اُمَس خیال کوں دے بلند دھانو کے — بدل نئیں کہ منج کوئی بد نانو کے

نہ رکھ کونڈ اپس کو کلی سار ویں — نکل آئیا پھول ہو بہار میں

چڑیا دیک کرہات بل بات کا ۱۲۰ بجایا جہاں میں طبل بات کا

بدل نانو کے جو زباں آوراں — جلیج بول کر گئے ہیں یکیک براں

سو وو حق کی درگاہ مقبول ہیں — کدھیں کو نہ کُملائے سو پھول ہیں

ہے مستی اُنہو کی ہر ایک بات میں — کریں حفظ ملک سُن سمٰوات میں

جو یک بیت اونو کی اگر کئی پڑے — اثر ذات کوں بیگ بن مد چڑے

گئے شعر کوں جیو دے اکثر وہی — کئے آپنا ناؤں بر تر وہی

دئے تُس ہیں ذرہ لطافت کوں چھوڑ — سرس تھا سو لگئے ہیں اکثر مڑوڑ

رتن کہاں میانے جو عالی اتھے — رلجا جُن جُن اور کہاں خالی کیتے

عجب وو حریفاں تھے عالی مقام — اچھو اُون پو رحمت ہزاراں مدام

اُنو کیچ دولت تے ہر حال میں — کرا اپنی طبیعت کوں خوشحال میں

جو دل طوطی نامہ پو دوڑائیا ۱۳۰ مناسب مری عقل کے آئیا

سو آپ میں کیا مست بن مئی وہیں ہوا بعد ازاں نظم کے پئے وہیں
(آیت، بغیر، در تنبیہ)

جو اُتلے رتن دل کے سمدور تے جو احسنت بولیں ملک دور تے
(سمندر، مرحبا)

پرویا ہوں میں ایسے کنٹھمال آج جو لے چاند سورج گلے گھال آج
(موتی، مالا)

ہوے کیوں نہ عالم میں مشہور یو نہ کیوں جاوے ملکے ملک دور یو

کہ ہر بیت میں ہے سمایا جُدا ہر یک بات میانے ہے مایا جُدا
(بیتہ، سماں، مطلب)

نہیں یک وضع کی کہیں اسمیں بات ہیں باتاں تمام اسمیں کئی دھات دھات
(طرح)

حکایت سب اس میں کے خاصے اہیں کیتے جنس کے یاں خُلاصے اہیں
(کتنے، قسم)

دیکھے ڈھنڈ تو پند اسمیچ ہے سہیلیاں کے چھند بند اسمیچ ہے
(ڈھونڈ، ناز و ادا)

نہیں داستاں ہے یو ہے بوستاں عجب کیا جو خوش اوس تے ہووے جہاں
(دل کے ہو میں دوستاں)

کہ لک جنس کا اسمیں میوا ہے بار ۱۴۰ کہیں سیب ہور کئیں ہے انگور انار
(لاکھ)

بھریا ہے رنگارنگ پھل پھول سات خزاں کوں سکت نئیں جو دوڑائے ہات

کہ پانی میں اپنے کلیجے کوں کر کیا اس نوی باغ شاہی کوں تر

کرے سیر اس باغ میانے جو کوئی سدا یو ثمر نوش جاں اوسکو ہوئے

لذت چاک میویاں کی جن ہووے شاد بھلا جو دعا سوں کرے مجکوں یاد
(چکھ، جو کوئی)

آغاز داستان سوداگر زادہ و زن او و خریدن طوطی و شارک

(❁)

چُن اس گوہراں کے سمند کا گنبھیر — ہے غواص اس دور میں بے نظیر

سو یوں جوہراں کاڑ لیاتا ہے بہار — جو ملکِ ہندوستان میں ایک ٹھار

نکال — جگہ

کتے ہیں جو تھا کوئی سوداگر ایک — وجاہت منے پاک سیرت میں نیک

اتم بھاگ کا بھوگنی بخت وار — گھر اوسکا سو تھا عین بندر کے سار

اچھے قسمت عیش پسند — بندرگاہ مانند

جتنے اوس زمانے کے سوداگراں — اُوتے اسکے آنگے تھے جوں چاکراں

کیا تھا خدا یوں اوسے سرفراز ۱۵۰ — جو تھے ساتوں دریا اوپر اُسکے جہاز

شہاں پاس نئیں کچھ سو اُس پاس تھا — نکیٹ نورتن گنج تو راس تھا

بادشاہوں — صرف جواہر انبار

سدا تازہ تھا ذوق کا باغ اوسے — ولے فرزنداں نئیں سو تھا داغ اوسے

کتیک دیس پچھیں سوں و داغ جیوں — خدا کے کرم تے ہوا باغ جیوں

دن

ہوا گھر منے ایک فرزند اوسے — سو ویسا ہوا آج لگ نئیں کسے

نشانیاں سعادت کے لے ٹھار ٹھار — ہوا جگ میں اظہار یوسف کے سار

مانند

گھر اوسکا جھلکنے لگیا نور تے   ستارا چل آیا مگر دور تے

کتنیک دیس کوں جس ہوا وہ جواں   سوویں باپ ہنگام اوسکا پچھاں
دن

بھنی ایک محبوب مہتاب سے   لطافت میں نرمل نچھل آب سے
کم سن   خالص صاف

دھنڈا اُنژت پیدا کیا کر نہ دیر   کیا لاکھ خوشیاں سیتی کار خیر
جلد

کتنیک دن کوں گھر میں تے جوں وجواں ۱۶۰   نکل بھار آیا نہ رہ سک براں
جاں

سو بازار دھیر سیر کرتا چلا   نظر ہر طرف صاف دھرتا چلا
کی طرف

سو رانواں یکس کے دکھیا ہات میں   جو مرغولتا ہے وو ہر بات میں
طوطا ایک

زباں پر اوسے یاد ہے سب قراں   فصاحت پر اوسکے ہوا شاد ماں

ہوس دل میں اپنے دھرا بے شمار   لیا مول راویں کوں دے ہوں ہزار

خوشی سوں جو آیا پھر اپنے مندھیر   اوٹھا بول رانواں کہ اے دستگیر
مکان

نمایش میں گرچہ موٹھی پر ہوں میں   ولے علم کے فن میں بہتر ہوں میں
دیکھنے مست

جہاں لگ جہاں میں ہیں اہل کلام   ہیں حیراں مرے بچن تے تمام
سخن

نگینہ ہنر کچ جو ہے مج میں ایک   کہونگا تیسوں کھول ازما کے دیک
تجھ سے

کہ جیسا آنگے ہونے ہارا ہے کام   سکت ہے جواب کھول بولوں تمام
آئندہ

کہ دو تین دن کتے پچھے دیک یاں ۱۷۰   کہ آتا ہے یک کئیں سنتی کارواں
بعد

جنن [جن کے] پاس عنبر ہے اس شہر بیچ	خرید آ کرنہار [کرنے والا] ہے سب وہ ہیچ
وہونا [وہ] آئے لگ ہو خبردار توں	وو عنبر سو لے مول یکبار توں
مری بات سن ہوویگا کامیاب	ہے اس میں تجھے فائدہ بے حساب
ہو خوشحال اس بات تے وو جواں	جنن پاس عنبر اتھا پا نشاں [معلوم کرکے]
لیا مول یکدھر [تمام] ستی بے شمار	بجا اپنے گھر میں بھرایا انبار
یکایک ایسے میں وو کارواں	سو آیا وو راتوں [طوطا] کہے تیونچ واں
طلب تھا سو عنبر لگے دھونڈنے	نہیں پائے کئیں شہر میں کس کنے
وو عنبر بزاں [بعد ازاں] جو گنے مول سوں	دیا اونکوں سنے کیرے [سونے کے] تول سوں
چڑیا ہات اسوقت لئی [بہت] مال اوسے	نظر سو بھری پھر گیا خیال اوسے
جو پھر ایکدن دل منے شوق آن	۱۸۰ چلیا پھیر [پھر] بازار کوں وو جواں
دیکھا ایک مینا کوں مٹھ بول خوب	اوسے بھی لیا ہور دیا مول خوب
مرصع کے خوش ایک پنجرے میں چھوڑ	رکھیا لیا کے رانوں کے نزدیک جوڑ
دیے عقل رانویں میں کچھ اور تھا	ہنر کے بلاغت میں ور زور تھا
کہ ہر بات میں باعبارت نوی [نئی]	کہے ہر گھڑی وو حکایت نوی
جو ناگاہ باتاں میں اوس جواں سات	کہیا جو دریا کی تجارت کی بات

سو بہو تیچ آیا اُمس اوس کتیئیں — دریا کے سفر کا سو کر عزم ویں

لیا بول دل میں جو بہتر ہے جاؤں — تماشا دیکھوں مال لے کچھ میں آؤں

غنیمت ہے فرصت کروں کیا درنگ — کہ دنیا کسی سوں نہیں ایک رنگ

وفا عمر کے تئیں تو چنداں نہیں — سدا اِن منے پھول خنداں نہیں

ایس میں اپے فکر کر اس وضا — ۱۹۰ — توکل ستی دل سور کہہ بر قضا

لے طوطے کو مینا کو ویں ہات میں — سو عورت کن آیا اوسی سات میں

گلے لا محبت سوں گذراں بات — وو دونوں پنکھیاں کوں سو دے اوسکے ہات

ہو مستعد گھر میں تے باہر ہوا — سو بنگی ستی ویں مسافر ہوا

سفر میں لگیا مرد کوں جو درنگ — سو عورت کتیئں گھر لگیا سخت تنگ

نہ گمتا دیکھت وقت حیراں ہوی — مسلم ایس میں پریشاں ہوی

جو تھی گھر میں مہماڑی سو جاوان چڑی — ہلوں کھول کھڑکی تجھاتی کھڑی

سو ایسے منے یک چھبیلا جواں — پڑی اوسکو دیکھے تو دیوے پراں

بڑے دبدبے سات آتا دیکھی — سو اپنے طرف خوش نجھاتا دیکھی

جو تھا مرد کا عشق من میں اول — جو دیکھی اوسے سو گیا وہ نکل

نجھایا رخ اوسکا وہ چنچل جواں — ۲۰۰ — سو ماریا وہیں عشق کا تیز باں

جو اوس باں کی گھاؤ کاری لگی — انتر تیج دونوں میں یاری لگی
بہتر تے سوان جیوڑ اوارتی — امنگ سات اوں ٹونکتا بہارتی
یکا یک نہ اس دہن کو بہار آئے جائے — نہ اوس جواں کوں بس کر جائے جائے
بہر حال اوس عشق پھاندے میں میل — چلیا اپنے مندھیر تازی کوں ٹھیل
بولا یک بڈھی مکرزن کوں شتاب — دیا اوس ٹکے خوش کیا بے حساب
کہا کھول راز آپنا اوسکے دھیر — سو منت پہ منت کیا پھیر پھیر
جو وہ مکرزن اوس دہن کے گھر آئی — وہ مہتاب سا مکھ جو اسکا نجھائی
دیوانی ہو اوسکی وجاہت اوپر — بلی جائیکر اوسکے قامت اوپر
بلالے ہلوں ویں ریجھانے لگی — بچن مکر کے سو چلانے لگی
بچھڑ مرد سوں رہی سو اوحال دیک ۲۱۰ — خوشامد سیتی کھائی حیفی ٹک ایک
بہر حال باتاں سوں اوس نرم کی — محبت منے جواں کے گرم کی
سو جوں موم اوسکے پگل دھیان میں — کہی اوس بٹی کوں ہلوں کان میں
کہ دن عاشقاں کا سو ہے پردہ در — رین ہوئے تو آونگی اوسکے گھر
غواصی اتم رین کا ہی دراز — یقیں جاں ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب اول و کشتہ شدن شارک و نصیحت پیش آمدن طوطی

(۵)

جگا جوت سورج اتم ذات کا　　جو کر سیر سب دن سمٰوات کا

ڈوبیا جا کے مغرب کے ظلمات میں　　لگے دینے جوں دیوے رات میں

سو وہ بے بدل نار چندر بدن　　ہکوں لاجتی آئی مینا کدھن

کہی یوں جو اے توں ہے شیریں زباں　　نہیں کوئی تج باج محرم یہاں

نھنی عقل میں یک گئی ہوں نجاں　　۲۲۰ بہر حال کر منج توں خاطر نشاں

لگیا دل مرا ایک نوے یار سوں　　بھولے ہیں نین اوسکے دیدار سوں

کہاں تے مہاڑی پو جا میں چڑی　　جو آ منج اوپر ایسی بازی کھڑی

دریچا توں اس باب کا منج پہ کھول　　مل اوس یار سوں کیوں گموں مجکوں بول

سنی وو جو مینا نہ سننے کی بات　　براں یوں اٹھی بول کر اوسکے سات

کہ اے موہنی توں ہے ناری اصیل　　سٹ اے نقش توں اپنے سینے تے چھیل

نرا مرد ہوئے تیوں تجے کوئی نہوئے　　کہ تج نار کوں نا سجے مرد دوئے

کہ ہے پاک دامن تو ناریاں میں آج
بڑائی بڑی تج ہے ساریاں میں آج

دو شارو کے موں تے سنی جوں یو بَیں
نصیحت پر اوسکی غضب میں ہوئیں

منہہ بیان

سُٹی بھوئیں پہ وَیں پنکھ اوسکے مڑوڑ
سو مَینا دئے تھر تھرا جیو کوں چھوڑ

پھینکی زمین پر جان

کہ واں تے براں آئی طوطی کے پاس ۲۳۰
مگر آوے اوسکے کدھیں تے وراس

بعدازاں شاید طرف خوشی

سُنا لیا بِرت کا جو تینا اوسے
کہی کھول سب حال اپنا اوسے

عشق بیچین کیا

دو طوطا بچھان اوسکے من کا خیال
نہو گھا بر اعقل اپنا سنبھال

دل

کہا گر اسے منع کرتا ہوں میں
تو مَینا کے نمنیچ مرتا ہوں میں

بھلا ہے جواب قال سے پیش آؤں
اوسی کیچ وہیں خیال میں میل جاؤں

ظاہر مکر حب مل

وفا ظاہراً اوسکو دکھلاؤں کچھ
رکھوں شرم صبا کی اس ٹھاؤں کچھ

تعقل کر اس دھات اوس نار سوں
ہوا بعد ازاں پیش گفتار سوں

کھیا یوں کہ اے شہپری نیک نام
توں عاقل ہو کے یوں غلط کی تمام

دو شارو نسوں گرچہ ہم جنس تھی
ولیکن کہاں عقل اوسکو یتی

جو انیڑا دے تجھ بیگ مقصود کوں
لیوے بانٹ تیرے زیاں سود کوں

پہنچاوے جلد

کہ تھی سخت کودن وو توں اسکے سات ۲۴۰
نہ کہنا انتھا آپنے دل کی بات

احمق ۔ بے ڈھنگ

چھپا راکھ توں آج تے راز یو
مبادا اسنے کوئی آواز یو

که هرکیوں کرونگا ترا کام میں | نکر باطن اپنا پریشان ویں
نہ کئی توں مجے چھوڑ کچھ بُد کچی | کرن جائیگی تو نہو سے سچی
بزاں ہوئیگا قضیہ تیرا بُرا | ہوا تھا جو اوس ایک را وین کیرا
کہتا ہوں سن وو قضیہ اے دِمن تجے | کہ خاطر منے یاد ہے وو مجے

حکایت سوداگر زادہ و زن بدکاو بیگنہ ضایع کردن او طوطی را و نادم شدن

سینا تھا جو سوداگر یک بے نظیر | انھا اوس کنے ایک طوطا گنبھیر
وفادار خوش فام شیریں کلام | ہنر غیب کے تھا سبج میں تمام
کرے گھر کی سب دید بانی وہی | دیوے نیک و بد کی نشانی وہی
جو یکدن وو سوداگرے نامدار | چلیا کرنے سوداگری ایک ٹھار
لگے دیس لئی بیگ پایا نہ آن | تھی جاں اوسکی عورت لگی تلملاں ۲۵۰
جواں اوسکے باڑے میں تھا ایک خوب | لگائی چھپیا عشق اوسے دیکھ خوب
منگے جیو تو گھر بلا بھیج اُسوں | کرے ذوق بھولاں سیں بھر سیج کوں

مُوے

وو طوطا جو کچ ادن کرے سو نچھائے ولے موں پہ عورت کے ہرگز نہ لائے

دیکھے

مُنڈی شہپراں میں دو گرداں کر نچایچ تیوں چُپ رہے جان کر

چھپا

جو آیا وو سوداگرے نیک نام خبر گھر کی رانویں کوں پوچھا تمام

یعنی۔ آپنے مقام

کنے کا جکچ تھا کہیا اوسکے سات دلے نیں کیا فاش عورت کی بات

کتنیک دن کو وو راز جیوں بھار تھے ہوا مرد پر ظاہر یک ٹھار تھے

کتنے

دل اس تے وہیں توڑ لینے لگیا ہلوں اسکوں آزار دینے لگیا

اوناداں ناجان یوں دل میں لیائی کہ رانو ہنچ تھے یو بلا مج پو آئی

یعنی۔ آپ سر

کھیا ہے یہی راز سب کھول اُوسے ۲۶۰ کیا گھات مج پر یہی بول اُوسے

جو پکڑی وہیں ڈنڈ رانویں اوپر سو پنجرے میں تے کاڑ اوپاڑ اُوسکے پر

دشمنی نکال اکھاڑ

تَھچے تل دَرے میل ضایا اُوسے ہوا اوس بڑا دوکھ نہ پایا اُوسے

کوٹھے کے نیچے ضائع

جو پوچھیا اُوسے مرد رانواں کہاں دو ہیٹ بول گیانی فراواں کہاں

شیریں سخن عقلمند

ہوا کیا وو کہہ کھول حالی منجے کہ دِستا ہے پنجرا سو خالی منجے

زباں مکر سوں وُیں وُ عورت پھرائی بِلی کھائی کرلیا کے وو پَر دکھائی

یعنی۔ بلی کھا گئی کر کو پَر لا دکھائی

وو پر دیک کھالاک افسوس مرد غصا دل میں اُبلیا سو نا سوس مرد

بر داشت نہ کر

قباحت سوں آزار دے بے شمار وہیں گھر تے عورت کوں بھایا بہار

نکالا

جو وو بھار کد گھر تے نکلی نہ تھی — گلی ہور بازار چیکلی نہ تھی

بھوکی ہور پیاسی ننگے پاؤں ساتھ — یکیلی نرادھار نا کوئی سنگات

نکل شہر تے جو یکیٹ بھار آئی — ۲۰۰ اتھا ایک روضہ سوا سٹھار آئی

کہی یاں توتیں آدمی کا نشاں — بغیر از زمیں ہور بغیر آسماں

یو روضا سو ہے مٹ کسی خاص کا — کہ دستا ہے یو ٹھار اخلاص کا

بھلا[1] ہے جو ہیں اس ولی خاص سوں — لگا دل کروں خدمت اخلاص سوں

کہ شاید مج او پر مہربان ہوئے — عجب کیا جو یو مشکل آسان ہوئے

چھنک نیر انجو اس صفادار ٹھاوں — رہی دکھ سوں گرداں لے ہات پاؤں

دو را نواں جو پنجرے میں تے بھار کاڑ — لگائی جو تھی او سکے شہپر او پاڑ

نہ ضائع ہو کیں سب بلایاں تھے بانچ — رہیا تھا وطن کر کے اول تے وانچ

دیکھا جوں او سے جھاڑ اوپرال تھے — اوتر آئیا ویں ہری ڈال تھے

چھپیا جا کے روضے کیرا ئیک ٹھار — ہلوں آسرے تھے او ٹھیا یوں پکار

کہ اے موہنی یاں جو تو آئی ہے — ۲۸۰ جو اخلاص ہمنا سیتی لیائی ہے

تیرے سیس پر ہے سو سب کیس کاڑ — بھواں ہور پلکاں کے لے بال او پاڑ

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

مجاور ہویاں بیس چالیس دن — کسی باب دل کوں نہ کرے سنگن

ترا مرد تج سوں ملنہار ہے — تجے فتحیابی اسی ٹھار ہے

سنی یو جو آواز در حال او — سٹی کاڑ سب تن پو کے بال او

ہوا بے وضع روپ جاں کانہاں — نہ پلکاں نہ سر کوں بیٹیاں نا بھواں

رہی جھیج سب تن سوں بھالو کے سار — نکل آئیا موں تنبا لو کے سار

بُری سخت دسنے لگی عیب تے — ہوی مسخراگی بڑی غیب تے

اورانواں بزاں آسرے تے نکل — نچھا اوسکوں یاں واں اوپر ہور تل

ادک تیز کانٹے تے بی سخت بول — لگیا بولنے تائیں منقار کھول

کہ[1] اے بے کٹر دمن اورانواں ہوں میں — ۲۹۰ نکالی جو تھی بگینہ میرے تئیں

میرے حق پو توں کچ بی نکی نہ کی — خدا کا ہوا کھیل کیسا دیکھی

دوکھانے منجے عار تجکوں نہ آئی — پوچھیا مرد تو کئی بلی اوسکوں کھائی

بدی وو بدی یاں جو تیری اتھی — ہوا وو چہ حاصل جو بیری اتھی

پکاریا سو تھا منج تجکوں یہاں — سکت نئیں تو مردے کوں ہے یو کہاں

رنجائی تو توں کیا ہوا منجکوں — اجھوں بی وفادار ہوں تج سوں

۱؎ - یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

نمک لئی ہے تیرا مری ذات میں — ادک شرمندہ ہوں میں اسبات میں

یقین جان میں وُئی بندا ہوں قدیم — کرنہار ہوں کام پھر مستقیم

سکت ہی جواب مُردسوں تج رلاؤں — تجے ہور اوسے ایک دل کر دکھاؤں

کئے ہیں جو کئی لاکو چاڑے یو کام — کروں شرمندے اونکوں سر تے تمام

دے دھیرک اوسے اس وضا بے حساب ۳۰۰ — اڑیاواں تے درحال راناواں شتاب

سو اُتریا قدیم آپنے گھر میں جا — ولی نعمت اپنے کوں دیکھیا نچھا

کیا بے نہایت دعا اوسکے تئیں — کہا یوں اے صاحب اُو راناواں ہوں میں

جو پنجرے میں تے کھینچ کر بھار کاڑ — بلی کھائی نقی منجکوں پھاڑ پھاڑ

سنیا جوں ولی نعمت استے یو بات — عجائب لگیا اسکے تئیں دھات دھات

سو بولیا اچھوں تو قیامت ہے دور — ہوا کیوں کنا پھیر تیرا ظہور

کہیا تب کے اے بھوگنی نامدار — تیرا ناؤں روشن اچھو ٹھارے ٹھار

جو اپنی پیاری سندر نار کوں — غضب بے سبب کر سٹیا بھار توں

فلانے ولی کے سو روضے میں آ — رہی ہے پکڑ گوشہ بھی کئیں نہ جا

مہربان ہو وو ولی اوس اوپر — منج اپنی دعاسات پھر زندہ کر

دئے بھیج تج کن دیو کر گواہ ۳۱۰ — کہ ہے پاک تہمت تے اوبے گناہ

اُٹھے ہیں دنبدے (دشمن) اس پو طوفان لے
وو سب جھوٹ ہیاں تے توں جان لے

جدھاں لگ تیرے گھر منے میں اتھا
نہ دیکھیا کدھیں کوچ استے خطا

چل اوس پاک دامن کیرے ٹھار توں
وفادار ہو مل وفادار سوں

لگی سچ اوسے دل کوں راوں کی بات
اوسی تل (گھڑی) چلیا ویں تتابی سنگات

دیکھت اپنی عورت کوں لایا (لگایا) گلے
سو باہاں (باہیں) کیر (کا) ہانس (ہنسلی - طوق) بھایا (ڈالا) گلے

کتے وضع سوں عذر خواہی کیا
لجا گھر اوسے بادشاہی دیا

اور انواں اوسے کام آیا ہے جیوں
تج کام میں آنہارا ہوں یوں

گر اے موہنی عشق سوں تج ہے کام
اندیشہ نہ کر کام کر لے تمام

تتابی بھلی تج نکو کر درنگ
ہوا اوس نور کے شمع کی توں پتنگ (پروانہ)

محبت لگانے جو نگتی ہے صاف
۳۲۰ نکر یار کا وعدہ ہرگز خلاف

جوں اسی بات پر او چنچل چھند بھری (عشوہ گر)
جو رُخ یار کے گھر کوں جانے کری

یکایک صبا (صبح) کا اوجالا ہوا
اوسے او اوجالا سو جالا ہوا

پریشان ہو پھیر جیت (دل) غم سوں لائی
نکل دیس (دن) آیا سو جانے نہ پائی

غواصی اُتم رین کالی دراز
یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رَین (رات) تھے تو ہے دیس (دن) روشن صحی (صبح)
دلے کال (دشمن) سو عاشقاں کا ہی

حکایت زرگر و نجار بجائے بتخانہ رفتند و حرافت کردند

جو سنار آسمان کا کھُن سال — سُنا سور کا مُس میں مغرب کے گھال
(بوڑھا — سورج، ملاؤ)

رُپا چاند کا کھود مشرق کی کھان — جو آنے لگیا سب جہاں جگ مگان
(یعنے رُپا: چاندی — معدن — یعنے لایا)

سوا او سرو قد نار سندر سو دھن — جڑت ابرن سات سنگار تن
(معشوق — جڑاوی زیور-لباس)

وہی دھک دھکاتے زرینے سینتی — چلی راؤنیں کن جلتے سینے سیتی
(جگمگاتے — لباس)

زباں کھول اُسوں بول اُٹھی اس طریق ۳۳۰ کہ اے میرے من کے موافق رفیق
(اس سے)

نہ جانوں کہ کیوں ہے مرے بھاگ آج — لگی ہے سینے کوں برہ آگ آج
(قسمت — یعنے بڑی، ہجر)

جو عقل آج لگ تھی مرے ہات میں — کدھر گئی کی دستی نہیں ذات میں
(نظر نہیں آتی)

اگر توں نہ کچھ مہربانی کرے — کرے کوں بھی او نشانی کرے

توں اسوقت اے صاحب عقل و رائے — نہ کام آئے تو منجکوں کیا کام آئے

رضا دے جو میں واں تلک جانوں آج — وصال اوس نوے یار کا پانوں آج

سنیا جیوں یو باتاں او رانواں گنی — او ٹھیا بول کر یوں کہ اے موہنی
(عقلمند)

دیکھت بے وضا حال ایسا ترا | یتا کچ منجے لاگتا ہے بُرا
جو کھول اس زباں سات کہیا نہ جائے | اناں اُس تے بیلاڑ سہیا نہ جائے
تجے تا نہ مقصود کوں انپڑانوُں | قرار امن آرام ہرگز نہ پانوُں
ولے میں کہے تیوں توں کرنا بھلا | ۳۴۰ نہ کرنا گلا چھت دھرنا بھلا
جو منگتی ہے جا نیچ توں یار لگ | تو تن پر تے سب جڑت کے کا رنگ
مبادا طمع بست پر کرا و یار | نکالے ننگی کر تجے بہائے بہار
نہ کئیں ووں ہووے تج میں ہور یار میں | ہوا جیوں بڑائی و سُنتار ہیں
سنی جوں او سندر سلونی یو بول | کہی کیوں اہے او سو کہہ منجکوں کھول
سو کہنے لگیا وہیں کہ اے گلعذار | سنیا ہوں جو کس شہر میں ایک ٹھار
اتھے دو جنے مل کے جیوں بھائی بھائی | یکیس اسمیں سُنتار یک تھا بڑائی
ہنرمند یک سینتی یک بے نظیر | ولے گردش چرخ سوں تھے اسیر
نہ لیا بے نوائی کیرا تاب وہیں | مسافر ہو دونو چلے دور کئیں
سو یک شہر میلنے کئے جا مقام | خبر جیوں وہاں کی لیے سب تمام
سو اس ٹھار تخانہ ایسا دیکھے | ۳۵۰ جو تھے پتلے سب اسمیں سنیچ کے
ہوس سات واں خرچ کے لاک دام | کئے تھے جڑت ہر کیس کوں تمام

جمع کرلئے خاطر اپنا او دیک — کلپنے لگے یوں کے ایکیں کوں ایک
ہنر کوں تو چنداں نہیں روچ یاں — نہ ہمنا کوں کوئی دکھتا پوچ یاں
کسی کسب میں تو نہیں یاں نفا — کدھاں لگ اچھیں سوستے یو جفا
بھلا ہے جواب مکر سوں پیش آئے — سٹیں کسب یو بھیس اپنا پھرائے
لے جب مال خوش مکر کا ہات میں — کریں حال پیدا اپن ذات میں
یوں ماہیت یاں کی سب فام کر — نکل جائے فرصت سوں یک کام کر
دئے گو ندا اس وضع سوں دل منے — دئے سٹ او اسباب یک پل منے
چلے دو ئی بتخانہ میں ہیس ویں — عبادت کیے در پئے ہوئے بیس ویں
کتک دن کوں واں کے پوجاری تمام — ۳۶۰ ہوئے معتقد مکر اون کا نہ فام
دکھیت جفت اوں کی عبادت کے دھات — دئے واں کی کیلی کلف اونکے ہات
کشش میں اُنن سات سینا نہ توڑ — خجل ہو چلے وانتے بتخانہ چھوڑ
او جوں غل تے بتخانہ خالی جو پائے — اِلوں شہر میں یک دیس آئے
کہے اس پوجاریاں کوں یوں مکر سات — کہ سارے بتاں ٹیک ہو آج رات
ہمن خواب میں آکو یوں بول اٹھے — کہ سب لوگ یاں کے ہمن تے توٹے
جو دھرتے تھے ہمنا او پر اعتقاد — نہیں کو چ دستا اوڑیا ہے سواد

نہ رَمسے ہمیں یاں نکل جائینگے ۔۔۔ یکٹ دور کئیں پاڑ بلکائینگے

سنے یو بچن جیوں پو جاری تمام ۔۔۔ ہو ہیبت زدے آہ مارے تمام

قرار اپنی بد اعتقادی پو کر ۔۔۔ پڑے آ اُنن دوئی کے پاؤں پر

جو پھر اُٹ کھڑے ہوئے رو برو ۔۲۷۰ کہے یوں جو ہیں تم ہمارے گرو

عبادت ہمیں سب سٹے سو سیچ ۔۔۔ ہو کاہل انن تے توٹے سو بیچ

ہوا ہے ہمن تے بڑا یو گناہ ۔۔۔ تمن بن ہمن کوں نہیں کوئی پناہ

پھر اتبار واں لگ تمیں جاؤ آج ۔۔۔ مِنت کر گنہ سب کے بخشاؤ آج

نکل یاں تے نا جائے تیوں منگ لیو ۔۔۔ تماری عبادت کی سوگند دیو

ہوا اس وضع عاجز و نادان سب ۔۔۔ پھر اُس ٹھار انو کوں دئے بھیج تب

سو فرصت اُنو کوں غنیمت ہوا ۔۔۔ گیا شک سو ہمت پو ہمت ہوا

نہیں دیک کوئی وین آدھی رات کوں[1] ۔۔۔ چڑیا دیک کر خوب بل ہات کوں

او دُستے کے پتلے سو کاڑے تمام ۔۔۔ لجا دور کیں بھیں میں گاڑے تمام

جھنجر کھینچ ویں شہر میں ڈور آئے ۔۔۔ سینا کوٹ لے مکر سوں غل او چائے

کہے آج تو سب بتاں نہاس گئے ۔۲۸۰ نجانے چھپے کاں کس آکاس گئے

---

[1] نسخہ (ب) میں یہ شعر نہیں ہے۔

نہیں کوئی معبود دوجا (دوسرا) یہاں کہو اب کریں کس کا پوجا یہاں

اگر کوئی تمیں سَت (ایمان) نہ بدلاؤ تے تو ہرگز نکل یاں تے نا جاؤ تے

ستم تن پو کے کپڑے لوگاں میں پھاڑ نپٹ (بہت) واں کے لوگاں کوں سب دُگ میں پاڑ (ڈال)

چلے روتے پھیر بتخانے کوں نہ سمجے نمن (ویسا) کوئی اس بھانے کوں

رکھے اپیں گردان یک ساترا (بمعنی قدرت) ہوا جوں تھنڈا گرم او جاترا

رضا لے ملوں واں کے لوگاں کے ہات چلے او بتاں کاڑ لے راتے رات

خلق واں کی احمق دیوانی تمام دغا کوں ان کے سکے کئی نہ فام

خدا کوں جکوئی چھوڑ سَت (ایمان) بت پو لیائے سو کیوں او دغا اس ضا سوں نہ کھائے

جوں او دوئی او باش واں تے نکل غنی ہو اپن شہر کوں آئے چل

رکھ او مال یک ٹھار اپن جان سوں ۳۹۰ خرچنے لگے عقل اور گیان سوں

کتک دن کوں ایمان بدلا سُنار رکھیا جوں نظر طمع پر بے شمار

یکٹ (اکیلا) کاڑ او مال اس ٹھار تے چھپایا لجا ہور کئیں یار تے

نہ جا نیچ تیوں سادگی سار (کی طرح) او بڑائی سوں گمنے (مدن۔ منگنے، پھرنے) لگا بار ہو

ضرورت کی اک حاجت انگے جو آئی لے سُنار کوں او بچارا بڑائی

چلیا او ان تے کچھ کاڑ لیانے کے تئیں نہ تھا واں سو ایسے میں سُنار وہیں

مُنڈا سا پھرا با نہ بولن لگیا — زباں غیر باتاں سوں کھولن لگیا
گردن ۔ دستار نہ
کہ اے یار کم عقل توں یار ہو — دغا خوش دیا یاں طمع دار ہو
یو جاگا تو تج ہور مج باج کوئی — سمجھتا نہ تھا دوسرا آج کوئی
پھرا دل خیانت کیا سو ہتیںچ — چورا مال یاں کا لیا سو ہتیںچ
توہی
کتے دیس کھاگا منجے چھوڑ توں — ۴۰۰ میلا گا کہاں منج ساجوڑ توں
دن کھائیگا
نظر تو پڑی بیوفائی ترتی — کہ بَس آج تے آشنائی تری
مِن بس ختم
سن اے بڑ مڑی بات گم ہو بڑائی — یکایک نہ ٹٹ اس سوں نا کر بُرائی
علٰحدہ ہو
لیا دل میں کہہ یوں کہ ہیں تو یو کام — کیا نیں ہوں ہے یو خدا کو چ فام
مِن ۔ دغا خوش دیا کر طمع دار منج
چورا اب یو کرتا ہے بد نام منج — دغا دینے منگتا ہے یو خام منج
اگرچہ ہے ناحق پو یو نابکار — خدا آپ سکتا ہے یاں حق بچار
سمجھ
سمج سات اس دھات سوں کھول مو ں — کہا اوس دغاباز سُنار کوں
کہ اے یار توں جے کہے سو سیچ — سراسر خطا سو اَہے منج تیچ
ولیکن خدا کوں ڈر اس ٹھار توں — کہ توں یار ہے کیا کہوں یار سوں
نہ لے سوں میں اس مال کا کوچ ناؤں
نہ لے ناؤں میرا توں جا اپنے ٹھاؤں
ہونگا
کہ تج ہور مج بن یو کس فام نئیں — ۴۱۰ منجے آج تے تج سوں کچ کام نئیں

اوسنار جوں نرم پایا اوسے — ہوا خوش بھیبا کرلئی اومال اپے

ولے بھیر دغا کھائیگا سو نہ جاں — سٹیا آپنے دل تے دھوا او گماں
(پہچا — بہت)

براں او بڑائی سو عاقل گنبھیر — کیا فکر گھر بیس خوش بے نظیر
(بڑا — بیٹھکر)

سو سنار کی شکل کے دھات سوں — کیار اس پتلا اپن ہات سوں
(بعدازاں — تیار)

بنایا سلا کپڑے ویسیچ اوسے — رکھیا ایک گوشے میں گھر بیچ اوسے

نچے ریچھ کے کئن تے دو لائیا — اسے پتلے کن باند کر بھائیا
(ملن۔ پالیا رکھا)

سو بھر دور میں اسکے چارا تمام — کھلانے بچیاں کوں لگیا صبح و شام
(داہن)

ہوئے سلگے پتلے سوں یوں اونچے — اوسکے مگر پیٹ تے نیپ سچے
(مانوس — پیدا ہوئے)

جو جاگے پوتے ٹک اوتپلا ہلائیں — تو اسکیچ ہویں پیٹ لگ دڈ جائیں
(جگہ — ذرا)

سلگ خوب اسوں او بچے لائے دیک ۴۲۰ کیا اپنے گھر مہمانی خوش ایک
(اس سے)

جتیاں عور تاں دوستداراں کی تھیاں — بلایا تو آیاں گھر اسکے وتیاں

نہ رک دل میں کچھ ہور نکر کچھ برائی — اوسنار ہور اسکی عورت بی آئی

جو تھے فرزنداں دو سو دو جوہراں — لیکر آئے سنگات آتے براں
(وقت)

ملے داٹ جوں گھر میں مہاندار — دیں ایسے منے او بڑائی عیار
(بہت)

چھپیا اوسکے دو فرزنداں کوں کہیں — نچے ریچھ کے بھار کاڑیا وہیں
(نکالا)

دیا چھوڑ مہمانداراں میں جا — دیکھے جوں او سنار کاموں نجھا

نہ لاشک وہی پوتلا کر خیال — لگے پھیرنے خوش سو او سکے دنبال

وہیں او بڑائی سو اسوقت پر — فلانے کے پنگڑے ہوئے رینجہ کر

پکاریا گلا کاڑ کر شور سوں — ہوا غلبلا گھر منے زور سوں

ملے لوگ باڑے کے سب اوس گھڑی ۴۳۰ کدھیں نین سو ہوی مسخراگی بڑی

ہوا خلق حیراں اس ٹھار کا — رھیا کام سو کچ ہو سنار کا

سو کچواکے گھر میں تے نکلیا بہار — لگے او بچے پیٹ بے اختیار

جو کوئی مار کر دور کرنے کوں جائیں — نہ چھوڑیں اُسے دوڑ اُس پاں آئیں

سو ہر کوئی اس نحس کا دیک دھات — صحی ہے کی سمجے بڑائی کی بات

کہے سب جو گر اسمیں ادراک ہوئے — بھلا جو گناہاں تے سب پاک ہوئے

عجب نیں جو کر لطف پروردگار — کرے او سکے پنگڑیاں کوں اول کے سار

تماشے تے جوں کم ہوئے لوگ سب — او سنار شو کہہ لیا دل میں تب

جو میں اوس سوں نا ہوؤں تا بے وفا — تو نا دیکھتا خلق میں یو جفا

کپل مکر پیدا کیا او اندیش — عجب وضع سوں منج کیا سب تیں پیش

خطا منج کدھن تیچ آیا اول ۴۴۰ ہوا سب منے تو مرا سیس تل

بھلا اب جو اوسکے پکڑ لیوں پانوں — دے او مال اوسے فرزنداں اپنے پانوں

چلیا بعد ازاں وہیں گھر اوس یار کے — رکھیا سیس جا پاپ پر اوس یار کے

ادک عذر خواہی سوں تسلیم کر — دیا لیا کے او مال تقسیم کر

ملیا یار ہو دل سے دھودند کوں — لیا منگ اس دوئی فرزند کوں

گیا آپنے گھر کوں پایا قرار — ہوا یو قصا ٹھار ٹھار آشکار

طمع اس وضا کی ہے سن اے موہن — کسی کا نہ کوئی نیں دیکھیا ہے من

اگرچہ او دو بار تھے ملکر ایک — ہوے یار اغیار او مال دیک

اسی واسطا بولتا ہوں تجے — کہ ہے بولنا تج کوں واجب منجے

خوشی کا سمند کرلے سینا اتال — ترت کاڑ تن تے زرینا اتال

تجے کام سو یار سوں ہے تمام — ۴۵۰ نہ کی تجکوں بستاں سوں ہے کوچ کام

بڑی رات ہوئی مستعد بیگ ہو — جو منگتی ہے جانے بجد بیگ ہو

جب او سندری تن پوتے کاڑ بست — منگی جاؤنے عشق کے مد سوں مست

ہوا نور ویں صبح کا آشکار — سو رہی تہج ایس میں نہ نکلی بہار

غواصی اتم رین کالی دراز — یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت زن لشکری مرد خود را گلدستہ دادن و بادشاہ امتحان نمودن

گگن (آسمان) بن تے جھڑ جوں گل آفتاب　　　لیا آپس بھیں میں مغرب کی داب

کنول چاند کا زیلا (صاف) بے بدل　　　جمن (زمین) تے جو مغرب (مشرق) کے آیا نکل

شگفتا ہو تب چلبلی او نگار　　　لٹکتی چلی چھب سوں (ادا) رانوں کے بھار

مٹھے شکرا یسے ادھر کھول اُسوں　　　لگی بولنے یوں مٹھے بول اُسوں

کہ اے میرے پنکھی (لب) خوش آواز کے　　۴۶۰　　اے بلبل مرے گلشن راز کے

نہیں ٹھارتا من (دل) مرا آج کئیں　　　مرے درد تے تج خبر ہے کی نہیں

توں اے وقت نیں جو کرے کچ ذرنگ (دیر)　　　رضا دے ترت منجکوں آئی (آہ) ہوں تنگ

نہیں اِستے بیلاڑ کچ منج میں تاب　　　کہ عشقوں تے او سکے ہوی ہوں خراب

سن اس بات کوں اونکھی (زیادہ) بے بدل　　　کھیا یوں جو اے مدکی (مست عشق) ماتی چنچل

سبب آپنا من (دل) توں لیتی ہے گال (گداز)　　　اپس کی تو کرتی ہے یوں پائمال

نہیں گنج اگرچہ کسے باج (بغیر) رنج　　　ولے بگ (کیوں) جا آج نس (رات) پاٹ گنج

مبادا سفر سے ترا مرد آئے — تری ہونس رہ یوں تیرے من میں جائے (ہونس)

بزاں شرمندگی ہوئیگی یار تے (بعد ازاں) — ہوا ایک راجا جوں یک نار تے

کہی کیوں ہوا شرمندا او سو بول — سو بولن لگیا اے بچن رول رول (سخن)

سنیا ہوں جو تھا کوئی اک لشکری — ۴۷۰ اسے ایک عورت تھی جوں شہپری

مکھ اس نار کا چودواں چاند تھا (منہ) — دل او لشکری اوس سوں لئی باند تھا

ادک گن میں بے مثل ناری تھی او (بہت صفات) — وفادار ہور ست میں ساری تھی او (بہت، عصمت، کامل)

ولے او سپاہی زمانے پو جا — اپچے اوسکی رکھ دیک میں جابجا (حفاظت)

دیوانا ہو گھر میں تے نکلے نہ بھار — گذرنے لگی مفلسی بے شمار

او عورت سندر گنونتی بے نظیر — کہی عقل سوں ایک دن مرد دھیر (سے)

اگر گھر تے جو توں نہ نکلے بہار — تو کہنا چلے کس وضا روزگار

نفانیں دیوانا توں ہونے منے — رک اس عشق کوں باند کونے منے

میلا چاکری توں نکل گھر تے بھار — کہ ہے چاکری مرد کیرا سنگار

سنیا یو بچن او ستے جوں لشکری — کہیا سچ کتی ہے توں اے گن بھری (کا)

ولے غیرت اکثر ہے مانع مجھے — ۴۸۰ کروں کیوں کتا ئے ایس تے تجھے

یکیلی تجھے سٹ دے کس دھات جانوں — کے جانے کوں آتے نہیں میرے پانوں

بڑا عذر ہے منجکوں سو یہی
سن اے بات عورت اوسے یوں کہی

کہ یے تجکوں جو عذر حائل ہے پیش
سو باطل ہے او عذر دیک توں ن اندیش

جو کوی نار ہے پاک دامن نچھل
ست (عصمت) اوسکا کدھیں کوں نہ جاوے نکل

جہاں لگ ہے بد فعل عورت چھنال
رہے نا جتا کچ رکھیں اوس سنبھال

سنیا ہے کے نیں ایک جوگی مدام
نہ عورت کوں اپنے پتیا (بھروسہ کر) صبح و شام

پھرے پیٹ سوں باند بنوا (جنگل) س او
سو ویسے پو گئی تنو جنیاں پاس او

کتی ہوں سن اسکا کینتھا (قصہ) اے سجان (ساجن)
کتے ہیں جو تھا اک دل آور جواں

ولے اوسکوں عورت کی غیرت نہ تھی
سو اسکیچ عورت اسے اس پوتھی

۴۹۰ منگی یک نس (رات) از مانے انکار سوں
سو گل لاگ (گلے لگا کر) سُنتی (سوئی) مل ہور یک نار (عورت) سوں

جو مرد آئیا بھار تے گھر منے
دیکھیا دوئی کوں ایک بستر منے

پرایا مرد کوئی ہے کر پچھان
ذرہ اوس گھڑی دل میں غیرت نہ آن

کھیا کون ہے اُٹ (اٹھ) مجے سونے دے
کہ آئی ہے نوبت مری ہونے دے

جوں آیا ہے توں تیونچ جا ڈر نکو
بچھانے منے ڈرتے تک بھر نکو

سن اے بات او ہنس پڑیاں کھول ہوں
سوویں اٹ کھڑیاں ہور کھیاں اے جو توں

دلاور ہے نامی دلیراں میں آج
سچا شیر نر ہے توں شیراں میں آج

تجے رشک اس ٹھار پر آئے نا — ہنیں رشک آیا سو کیا ہے کتا

بزاں نا چھپا دل میں او مرد ویں — لگیا بولنے یوں کہ یکدیس (دن) میں

بکٹ ایک جنگل میں جاتا انھا (تنہا) — دیکھیا ایک ہتی کوں جو آتا انتھا

اتھا پیٹ پر او سکے جیو ڈھل (یعنی چنڈول) ایک ۵۰۰ — مری عقل گم ہوی او جیو ڈھل دیک (بمعنی عماری)

کیا ہیبت اسکا مرے من (دل) میں ٹھار (مقام) — سو یک جھاڑ پر جا ہوا میں سوار

بغیر دھوپ واں چھانوں بی کئیں نہ تھی — سو آیا اوسی جھاڑ تل او ہتی

سو ویں پیٹ او پر تے او جیو ڈھل اتار — چلیا آپ چرنے یدل ہور ٹھار

تھی جیو ڈھل (یعنی چنڈول) کے میانے (اندر) سو دیکھی منجے — سو یکنار (عورت) جتنا سراؤں سجے

نکل اس میں تے بھار آئی ہلوں — اپر تے تلے منج بلائی ہلوں

رھیا نیں مرا دل سو آیا اوتر — چلی ویں مجے لیکے جیو ڈھل بہتر (اندر)

سینا کھول او پر جیوں بڑی شوق سوں — کیا میں بھی سنبھو (عیش) کہ اُسوں ذوق سوں

ہلوں بعد ازاں مجکوں باتاں میں پاڑ (ڈال) — اپن ڈب (کمر) میں تے ڈوری ریشم کی کاڑ (نکال)

لے ہاتاں میں ویں کس کو یک گانٹ (گرہ) بھائی (ڈالی) — وو ڈوری پھیرا ڈب (کمر) میں اپنے چھپائی

یہاں عقل میری جو گم ہورہی ۵۱۰ — صریحاً مجے کھول تو یوں کہی

کہ اے جان جن کوئی مرا مرد ہے — سو کوٹیال جوگی جہاں گرد ہے

ادک من میں غیرت سو عورت کی دھر
لے پھرتا ہے منج یوں ہتی ہوئیکر

(بہت دل)
جنگل باج بستی میں منج نا لجائے
مبادا منجے پر مرد کوئی نجھائے

(بغیر — غیر مرد — دیکھے — بنٹ)
اسی ہٹ سوں دی میں دغا او سکے نئیں
نو د پر گئی نو جنیاں پاس یں

سو ہر باریک گانٹ ڈوری میں بھا
بدل باد کے میں رکھی ہوں چھپا

(ڈال)
ملیا توں جو اس جھاڑ تل ناگہاں
او گانٹھاں سو پوریاں ہویاں نشٹ یہاں

سنیا جوں میں اوس نار تے بات یو
تدھاں تے سٹیا دل تے غیرت کوں دھو

میرے ہات میں نیں کہ یو کام فام
خدا پر کیا ہوں توکل تمام

(معلوم)
کہد الیسی حکایت بزاں او سندر
اپن مرد کوں نرم جوں موم کر

(بعد ازاں)
گندی ایک پھولاں کی گیند اپنے ہات
کدم کی او سے اپنے ست کے سنگات ۵۲۰

(گلدستہ — عصمت)
دئی مرد کے ہات میں ہور کہی
کہ اے توں جو ہے لال میرا صحی

مسوں کر لے دل آینا ئیک توں
مرا ست اسی گیند میں دیک توں

(مجھ سے — عصمت)
گر اخلاص ہے تج سوں میرا تمام
جہاں جائیگا توں تو ہر صبح و شام

تیرے ہات میں ہر گھڑی دمبدم
اچھنہار ہے گیند تازا یو جم

(ہمیشہ)
جب یو گیند کملا رہے تج کنے
گیا منج میں کاست تو لیا دل منے

سن اے بات تب او سپاہی ہوشاد
درست او سہیلی سوں باندا اعتقاد

لے سنگات او گیند تازی نچھل — خوشی سوں چلیا چاکری کے بدل

سو پَرَ ملک میں جاکے یک شاہ پاس — لگیا چاکری کرنے راسیک راس

ولے جو بی او گیند اچھے اوس کنے — شگفتا ہو ہر لحظہ ہر پل منے

۵۳۰. جیوں آیا زمستان کیرا ہنگام — ہوا بار کم پھول بن کا تمام

کلیاں تھج رہیاں تھنڈ تے پات میں — سو دیک شاہ او گیند اوسکے ہات میں

(ب) دیکھت شہ او گیند اوسکے ہاتاں منے

کہیا کاں تے یو پھول لیایا ہے توں — یو کس پھول بن میں تھے پایا ہے توں

دیا سو تجے یو کنا کون ہے — بھولا را یہاں آشنا کون ہے

کہ ہے سب چمن تھنڈ تے بیتاب یال — ہیں اس وقت پر پھول کمیاب یال

ہوا جوں بجد شاہ اس بات پر — ادب سوں اٹھیا بول اس دھات کر

کہ اے بادشاہ زمین و زماں — جو ہے جگ تیرے چھانوں تل شادماں

گندے پھول نرل مرے ہات میں — جو تازے ہیں نت جیوں کلیاں پات میں

سو اس دھات کے کئیں پنجسے نہ یاں — کسی پھول ڈالیاں پو اچھسے نہ یاں

کہ آتے براں گھر تے میری حلال — ستاز ماؤ اپنا کہہ میرے دنبال

۵۴۰. اپن صدق کے باغ کے توڑ پھول — دئی منجکوں سو کیا میں قبول

اچھوں لاگ تو کملائے نیں گئیں ہیں یو — ہے یو راست اس ہیں کہ یوں رہے ہیں یو

نجانوں اَنگے کیوں ہیں ربّی کے کام — پتیارا تو اسکا مجے ہے تمام

شہ اسکی زباں تے سن اس بات کوں — کیَا دل میں اپنے کہ اس دھات سوں

کہ البتہ ہے اُوسکی سحر گر — دغا دی ہے تحقیق اِسے سحر کر

جہاں تے فریب اسکوں یوں دے چھپے — کرن غیر کا ماں نجا سے پچھے

اِنے تو اُسے ست ونتی نار کر — رھیا ہے پتیا ہم وفا دار کر

دیکھوں آزما کر یو مایا بری — خبر لیوؤں کیا ہے سمایا بری

کر اس دھات شہ ہٹ اپن فام پر — مسلّم بجد ہو کر اس کام پر

دغا دینے اس پاک داماں کوں — دیا بھیج یک چلبلے جوان کوں

سو ہر حال سوں کھوج پا او جواں — ۵۵. گیا اوس سپاہی کی عورت کنے نھاں

نہ کر راز بھی کئیں ہویدا وہاں — کیا ایک کوٹنی کوں پیدا اوہاں

جو اہر سوں بھر گود اوسکا تمام — کھیا مجکوں ہے یاں فلانی سوں کام

لگیا ہے مرا دل اُسُوں رات دن — منجے یاں نہیں کوئی ہے توج بن

اگر اس سوں یک نس میلا‌گی مجے — تو لئی کچھ اَچھوں دیونگا میں تجے

نظر دھر او ناپاک اوک طمع پر — بہر حال جا دی خبر اوس کے گھر

سو او نار ستونت روشن ضمیر — اتم پاک دامن او عاقل گنبھیر

سن اونا موافق بچن خوب اندیش — کہی یوں کی آئی ہے بازی تو بیش
اگر چُپ رہتی ہوں نہ دے جواب میں — تو کم عقل دسنی ہوں اس باب میں
بھلا جو بلالیا ذکر اوس کہوں — دغا دے او مسے میں سلامت رہوں
بچار اس وضا کوٹنی کوں کہی — ۵۶۰ گر اے بات توں بولتی ہے صحی
توں اوس جان کوں لیکر آ رات کوں — ولیکن نہ کر فاش یو بات توں
بھروسے سوں دے اوس بڈی کوں رضا — کتی گھر منے فکر ہور یک وضا
جو کھو گھر تھے خالی یک تھی سو بائی — منگا نرم بالو خوش اس میں بچھائی
کچھے سونت سینی بوئی یک بلنگ — پلنگ پوش تس پر سٹی تازہ رنگ
امانت رکھی سیج اس کھو اوپر — نہ جانیچ تیوں گھر میں رہی ہیں کر
نما شام ہوی دیک وو آیا جواں — دغا اوس سہیلی کیرا نا پچھاں
گھر آیا سو تعظیم دینے چل آئی — سنواری سوا وصدر اوسکوں دکھائی
وو انجان جوں اوس پلنگ پر نکوت — گیا بسنے کوں سو تٹ جا وو سوت
پڑیا کھو میں غفلت سیتی سیر پاؤں — ہوا کھو میں کھُرے نکل ٹھاؤں ٹھاؤں
قیامت نگر اوسپو نازل ہوا — ۵۷۰ نکل بھار آنے کوں مشکل ہوا
اوٹھیا جوں دو کھو میں تھے کچ ایکار — ہلوں آئی نزدیک تب او نگار

کہی کون توں کاں تے آنا ہوا — بُرا تج سوں کیوں یو زمانا ہوا
تجے یو بلا کھینچ کر کاں تے لیائی — منج اوپرال کی ہوس کیوں تجکوں آئی
جکچ ہے سو کہہ کھول کر سب منجے — جو یاں تے سلامت سیس کاڑوں تجے
ہوا لاعلاج اُن سو کہو ہیں تے تب — جوں آیا اتھا نیوں کہیا کھول سب
سو خاطر میں لیا او حقیقت سکھی — اوسی کھو میں اسکوں سلامت رکھی
لگے دیس لئی دیک او شہ اوسے — دیا بھیج چونڈی دُوَن بھی کسے
سو او بی کیا مکر آلئی وضا — ولے کھا دغاؤ ونچہ پایا سزا
جکوئی جو بدی جس پو چاوے اندیش — سو کیوں او بدی اسکے آوے نہ پیش
اچھے سیتی جے نار اپن ٹھار پر — کہو کیا چلے مکر اوس نار پر ۵۰۰
حیا شرم جسکا الٰہی رکھے — اوسے کون گمراہ کرنے سکے
ہوئے غیب دیک او دو نوجان وِیں — لگی فکر ور زور اوس شاہ تئیں
سواری کے بھانے سوں وِیں ناگہاں — چلیا اوس سپاہی کن آپی وہاں
سو جا او سکے باڑے میں اُترِ یا رَین — سو وِیں بادشاہ ہے کہ سمجھی وو دہن
تب اوس کھو میں تے بیگ دو نوکوں کاڑ — مچھیاں مرد کے بات اُنن کے اُوپاڑ
رِنیا سر تے پگ لگ زنانی لباس — دئی بھیج خدمت کوں اوس شاہ پاس

دیکھے شہ کوں وو دونوجوں نین بھر پڑے لک خجالت سیتی جا پانوں پر
کہہ اپنا سب احوال رو ساک ساک گواہی دیے اسکی عصمت پو پاک
سو پڑے کے پیلاڑتے تب اوتار کہی اس وضا لے شہ نامدار
میں او نار ہوں جو توں باور نہ کر ۵۹۰ لہیا تھا منجے سحر گر ہے گکر
میرا سحر تو اب ہوا تجکوں فام ولیکن نہ تھا تجکوں واجب یو کام
ترے چھانوں تل خلق لئی ہے کی ویں یو تقصیر تیرا سو بخشی ہوں میں
اگر میں تو یک آہ سوں مار دم دوجا کوئی ہوتا تو کرتی بھسم
اپن ٹھار ہشیار اچھ آج تے بری کس پو تہمت نہ رچ آج تے
کہ عالم کے حق پر ہے ماں باپ تِس سمجھتا اہے کیا کہوں آپ توں
نصیحت دے اس دھات جب دی رضا سوویں شرمندا ہو چلیا بادشاہ
نہ گئیں اپنے عاشق تے اے گلعذار خجل ناگہاں ہو گی اوس شہ کے سار
نہ کر کاہلی اُٹ شتابی سوں جا مل اس یار سوں، فتحیابی سوں جا
کیتی قصد جب او نکلنے کوں بہار اٹھیا مرغ ویں صبح کیرا پکار
نہ جا سک رہی ویں پشیمان ہو ۶۰۰ جلی من میں اس دن بنیٹ بھان ہو
غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جاں ہے عیں عاشق نواز

رَین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

روز چہارم حکایت رائی رایاں

سُرج روپ و نتا جو یوسف کے سار لیا چاہ مغرب میں اپیں اُتار

سو مشرق کی مچھلی کیرے کڑپ تے جو یونس کے نمنے چند رنس پیتے

نکل بہار آیا سو پھر او چنچل زلیخا ہور انوں کنے آئی چل

کہی یوں کہ اے بے بدل ہم جلیس جو سب دن وجود آپنا غم سوں پیس

نہ کر ناغہ ہر رات آ تیرے پاس جو تصدیع دیتی ہوں ہیں بے قیاس

نہیں سوؤں نا تجکوں دیوں نہ سوں بجز توں جفا یو سکے سوس کوں

عجب کچ مروت ہی تج ذات میں تیری شرمندی ہوں میں اس بات میں

ولے فکر کر کچ مرے کام کا ۶۱۰ جو کل ہوئے تجکوں بی آرام کا

جو اے بات رانواں سنیا اسکے مول دیا جاب معقول اس دھات سوں

کہ اے دہن اتم ذات صاحب جمال رکھی ہی جو توں مجکوں جا واں سوں پال

سببت یو جو یک وقت پر کام آوں نہ دلگیر کر وقت تیرا گما نوں

رہوں نیک خواہی میں صادق ترِی — کروں فکر ہر یک موافق تری

سونی ہے کہ نین ہند میں ایک ٹھانوں — اتھا راج کوئی رائے رایاں سو نانوں

سو یک جان ہور یک بڈھی کے بدل — این زندگانی کیرے سر تھے تل
جوان، بوڑھا

کیا ہے وو کس دھات اوتار کام — سو کہتا ہوں سن کھول تجکوں نمام
خدائی صفت والا، تجھے

کہتے ہیں جو تھا کوئی راجا گنبھیر — اتھی ایک بیٹی اوسے بے نظیر

پری تھی وو لک ٹھار محبوب تھی — ہنم چاند ہور سور تے خوب تھی
بدر الکامل، سورج

سو یک جواں درویش اُدک نامراد ۶۲۰ — نہ تھا فام اوسے کچ دنیا کا سواد
لذت

پکڑ گوشہ کہیں رہ نہ سک دہر میں — جوں آیا اُسی راج کے شہر میں

دیکھا ناگہاں اُس اُتم نار کوں — سو مجنوں ہوا بھول سنسار کوں
اچھی عورت، دنیا

لگیا عشق کا جوش ور زور زور — اٹھیا شہر میں سب اسیکا چ شور
زور دار

سو جانے لگے لوگ چل اسکے دھیر — حقارت سوں بولن لگے اے فقیر
طرف

گدا ہو کے کیا خیال دھرتا ہے توں — ہلاک ایسیں کیا کام کرتا ہے توں

تجے دیک ہور شاہ زادی کوں دیک — ترے موں کو دیک کیقبادی کوں دیک

زمیں ہو گگن سوں نہ کر ریس توں — لہاٹی سوں کھجلا نکو سیس توں
آسمان، مقابلہ۔ خواہش، سر

ہتی سات گانڈے نکو کھانے جا — نکو سنگ توں سانپ سوں لیانے جا
ہاتی، نیشکر، ساتھ

نہ کر آپنے عشق اوپر اعتماد ‌ ‌ ‌ کہ ہے ٹھارتے توں ادک نامراد

سدا ہیر کوں بس یک چندھوتی تجے ‌ ٦٣٠ ‌ یو دو بونٹ کی بس لنگوٹی تجے

مبادا سنے راج تیری خبر ‌ ‌ ‌ تو ٹکڑے کرے توڑ تیری کمر

نکل شہر تے بیگ جارا تے رات ‌ ‌ ‌ بنچالے اپن سن ہماری یو بات

اوسے لوگ تولئی وضا سوں ڈرائے ‌ ‌ ‌ ولیکن وو شک دل منے کچ نہ لیائے

کہے ہر کسے یوں کہ اے گمرہاں ‌ ‌ ‌ کسی کا کہیا کچ نہ چلسے یہاں

کہ جاں عشق کیرا اوخل سنچر نیک ہے ‌ ‌ ‌ وہاں بادشاہ ہور گدا ایک ہے

منجے عشق دیتا ہے یوں آگہی ‌ ‌ ‌ کہ ہے او دلارام میری ہی

کہ ہات آئے تو مجکوں وہی آؤنا ‌ ‌ ‌ نہیں تو یہ سیر اوس بدل جاؤنا

کہہ اس دھات سوں بیٹھ ویں اوگدا ‌ ‌ ‌ دیا راج کوں جائیکر یوں ندا

کہ اے شاہ میں گرچہ ہوں نامراد ‌ ‌ ‌ ولے عشق بازاں میں ہوں کیقباد

کچ استہار عارف ہو توں داد کر ‌ ٦٤٠ ‌ منجے تیری بیٹی کوں دے شاد کر

گدا ہوں کہ نادیک اہانت سوں منج ‌ ‌ ‌ پکڑ ہات اپنی عنایت سوں منج

کہ اوصاف جاگا تیرا دور دور ‌ ‌ ‌ ہوئیگا ترا ناؤں جگ میں مشہور

سنیا جوں او راج اس گدا تے یو بات ‌ ‌ ‌ ہوا آگ اپسیں ادک قہر سات

منگیا اسگھڑی جو ستوں اسکوں ہار — کرے پار چے دو سر اسکا اوتار

سو ایسے میں وہیں اٹھ کھڑا ہو وزیر — کہیا راج کوں یوں کہ اے شہ گنبھیر

اسے مارستے تو کچ نیں ہے بار — ولے ہوئیگا ظاہر اے ٹھار ٹھار

دیوانا ہے او سُدہ نہیں کچ اوسے — نہیں تو کنے یوں ہے قدرت کسے
ہوش

میں یک فکر سوں ہر سند اسکے تئیں — نہ رہے تیوں یہاں دفع کرتا ہوں میں

کنارے بلا بعد ازاں اوس وزیر — کہیا اے دیوانے کمینے فقیر

۶۵۰ اپے توں کہاں شاہزادی کہاں — دُکھی تج گدا کوں یو شادی کہاں

کہ سمجتا نہیں کچ یو تدبیر تج — جرو سے نہ امرت کی یو کھیر تج
زیب دیتا — ہضم ہوسکے آبحیات

ست اے خیال توں کچ پکڑ خوب گُن — نہیں تو کتا ہوں تج یک بات سُن

اگر چودا بانی سُنا ایک بار — لیکر آئیگا سات ہتیاں کے بھار
بار۔ بوجھ

تو عاشق ہے کر تجکوں میں پاؤنگا — ترے عقد میں تب اوسے لیاؤنگا

سن اس بات کوں وہیں ہوا مبتلا — کہیا کاں تے مجھیر پڑی یو بلا
مجھ بیری

چڑے ہات منج کس جنم میں یو مال — سراسر ہوا کام میرا تو گھال
عمر

یہاں کون ایسا ہے کر منج یو پیار — جو دیوے سُنا سات ہتیاں کے بھار
سونا

یو مشکل نہ جانوں کیوں آسان ہوے — خدا باج تو نئیں مہربان کوئی
کے بغیر

مسلم ہوا اس فکر سوں بے قرار　　سٹیا جیونے [زندگی] کا امید ئیک بار
سوا یسے میں کوئی آ کہیا اوسکے دھیر [دے]　　٦٦٠　　نکو یوں توں دلگیر ہو اے فقیر
گر اے مال منگتا ہے پانے کوں توں　　تو جا رائی رایاں کنے ذوق سوں
کہ ہے ہونہار اس تھے تیرا یو کاج　　کہ بخشش منے ہے او بے مثل آج
سُن اے بیں اُن لاک اُمس پا ٹیا　　سووِیں رائے رائیاں کنے دھائیا [آیا]
کہیا جا قصا [بیان] آپنا [ہمت] اسکے دھیر [تے]　　سوا و رائی رایاں سخی بے نظیر
خزنیا سُنے کا کھولا ئیک بار　　دیا بھر اسے سات ہتیاں کے بھار
لے او مال ان لاک خوشیاں سنگات　　پھر آیا اسی راج کن راتے رات
او فرمائے سو ہدیہ لیا یا ہوں کر　　شتابی ستی بول بھیجا خبر
سوا و شہ وزیر آپنے کوں بلا　　کہیا یوں کہ آیا ہے پھر او بلا
اپنا مال جو لیکر آیا ہے او　　مگر رای رایاں تے پایا ہے او
کر انتبار توں فکر اس دھات [طرح] کی　　٦٧٠　　نہ ہووے جو درویش کے ہات کی
سو پھر او وزیر اپنے من [دل] میں بچار [سونچ]　　بلا بھیج اوس ایک خلوت کے ٹھار
کہیا یوں جو توں تو کیا سچ یو کام　　و لے ہے ترا کام اجھوں [ابھی] نا تمام [اوسکو]
کہ شہزادی اس مال کوں خوش نہ کر　　رکھی ہے نظر ہور مقصود پر

رکتی ہے جو جوڑا وہی ہے مِرا — جو کوئی لیا وے سرائی رایاں رکرا
سراسکا توں سکتا ہے لیانے اگر — تو اُن لوڑتی ہے تجے مرد کر
جو اس دھات سوں بول اٹھیا او وزیر — پشیمان سر تے ہوا و وفقیر
سو اپنے نصیباں پو تقصیر دھر — چلیا رائی رایاں کنے پھیر کر
کھیا جاکے اے جگ کے رایاں کے رائے — کہوں کھول کیا تجکوں کھیا نہ جائے
کہ ہر سات ہر تل منج ایسے گدا — تیرے سیس اپر ال اچھو جم فدا
مرتےئیں تیرے سیر پو آیا ہی بھار — ۶۸۰ کنا لیویگا کیوں توں اے ہار اوتار
اس انکھیاں سوں بن سیر دیکھوں کیوں تجے — نہیں کھیلتی جیب یاں کچ منجے
بھلا جو کر اپناچ سر میں جدا — سٹوں تیرے پاواں پو تجے کر فدا
سمج رمز او سکا دو رائے گنبھیر — کھیا غم نکر سر بدل اے فقیر
جفا سوں تیرے دلارام کوں — دیو نہار ہوں سیر تیرے کام کوں
ولے سیر میرا دیک اوراج اگر — کرے کام تیرا تو ہے خوب تر
جو راضی نہو پھر او بھانا کرے — تیرا کام بھی کون دانا کرے
بری واں تو جیتاچ لیجا منجے — کہ اُسٹھار دستا ہے بجا منجے
منگے او مرا سر تو حاضر ہوں واں — اگر نیں تو لیکچ پو قادر ہوں واں

یقیں جان مقصود یہ ہے میرا — جو ہر وضع سوں کام ہووے تیرا

اودرویش اس دھات سوں بعدازاں ۶۹۰ — چلیا رائے کوں لیکو جیتا وہاں

دیک او راج تب تخت پوتے اوتر — پڑیا رائی رایاں کے آ پاؤں پر

کھیا اے جواں مرد عالی مقام — کرن ایک درویش کیرا توں کام

لے سرہات میں یاں لگ آیا اچھے — تو کیوں تج یو حق کا نہ سایا اچھے

سچا رائی رایاں تو ہے اے گنبھیر — ہوا شاد تج دیک میرا ضمیر

او بیٹی بڑی ذات صاحب جمال — کیا میں تو تسلیم تیری ایتال

جسے توں منگے دے اوسے ہات اوچا — کہیں تج انگے نا سکوں بات اوچا

جو دونوں میں یوں ہم زبانی ہوی — سو درویش کی شادمانی ہوی

اسی دھات سوں اے سہیلی سندر — ہونہار ہے شاد توں غم نہ کر

سنی سربسر یو قصا توں تمام — بڈھے کا بی سن قصا اے نیک نام

کتے ہیں جو بھن یک انجم شناس ۷۰۰ — جم اچھتیا اچھے رائی رایاں کے پاس

جب او گھر سنے تے نکل جائے بھاگ — قرار اس نہ تھا باج کھیلے قمار

پڑ اس کھیل کے شغل میں صبح و شام — گنوایا جو کچ تھا سو مایا تمام

ملامت لگے کرنے لوگاں اوسے — سولاجوں تے او مکھ نہ دکھلا کسے

چلیا زن بچیاں کوں لے ہور ٹیک ٹھار
جو کوئی کھیلتے تھے سو دیکھا قمار

نہ رہ سک حماقت سوں لے پھر اوشاند
مل ان سوں لگیا کھیلنے ہور باند

سو ہار یا وہاں سے ٹکے لاک وین
لئے گھیر اسے سب اونا پاک وین

کشاکش تھے طاقت نہ لیا ہو دکھیا
گرو زن بچے واں سب اپنے رکھیا

حیا چھوڑ بھی طمع سوں باند آس
چلیا دوڑ تا رائی رایاں کے پاس

لگی پیاس کی دھک سو رانی اوسے
ملیا باٹ میں کیں نہ پانی ادسے

سو جا یک جنگل میں پڑیا باٹ چھوڑ ۱۰،
دیکھیا یا ئیں یک چیر ہندی بجوڑ

منگیا نیر جو پیئوں اسمیں انر
سوبے مثل محبوب یک اوس بہتر

جڑت تخت پر چڑ کے بیٹھی اتھی
تندور آگ کا گرم یک کی اتھی

انگار اس میں یوں دھک دھکاتی ہے لال
جو شرمندہ ہوے اس انگے ہلال

چڑا ایک کڑھائی بڑی اس اوپر
سو بھائی ہی مونہہ بھر کے تیل اس بہتر

ادک گرم ہو سلسلاتا ہے تیل
بڈھا ئیک بیٹھا ہے پلکاں نہ میل

نظر جوں برہمن کی اسپر پڑی
سو او پیاس جا بھر بنی اوس چڑی

کیا جوں دعا ہات اوچا اوس اوپر
سو دی ہات کے کاڑ دو مست گر

چڑی جوں بڑے مول کی نست ہات
بھگی لک خوشی سات بہمن کی ذات

جو یک جوہری پاس جا دوڑ او — منگیا بیچنے ترت او بست سو (جلد)

۷۲۰ پکڑ جوہری اسکوں بولیا یو بست — کہاں تے میلی کیوں ہوی تج یو دست (تیرے ہات)

مگر راج کیرے خزینے کوں پھوڑ — چورایا ہے توں بست گر کا یو جوڑ (بمعنی بہت گرکے)

نہ کر جوہری یو خبر بھی کسے — چلیا رائی رایاں کنے لے او سے

دیکھا جوت جوں اس کڑیاں کا اورائی (چمک) — عجب یوں رہیا جو کہیا کچ نہ جائے

بولا اس برہمن کوں اپنے نزیک — کہیا کن سنجی تج دیا ایسی بھیک (یعنی تہیا سچ کہو کن دیا)

نہ جا جھوٹ پر ہَیچ تیوں بول توں — جو سچ جوں اوکن ہے سو کہہ کھول توں (کون)

اوبہمن کہیا تب کھونگا تجے — جو دیگا اول سُن ٹکے لک مجے (سونے کے لاکھ)

نہ رد کر سوال اوسکی خواہش ہے تو یچ — دیا اسگھڑی سُن ٹکے رائی وو نچ

رکھیا تھا گروزن بچے اپنے جاں (جہاں) — رضا لے چلیا پھر برہمن سو واں

دے وو مال ساریاں کوں لیا یا چھوڑا — سو پھیر رائی کے سامنے آ کھڑا

۷۳۰ کہیا قصا اس بائیں کا کھول سب — چلیا رائی اس بائیں کن آپ تب

وو بہمن کہے تو یچ اسوقت پر — وو محبوب بیٹھی ہے چڑ تخت پر

دیک اس نار کا رائی مکھ ماہتاب — اوسی تخت پر چڑ کے بیٹھا شتاب (یعنی جاکے)

لطافت ستی کھول میٹھی زباں — کہیا کون ہے تو کیوں اچھتی یہاں (رہتی ہے)

رکھی ہی سبب تخت اس بائیں (کنواں) میں — گماتی ہی کیوں وقت اس بائیں میں

گرم یو کڑائی چڑائی سو کیا — بھر اوسکے بہتر تیل بھائی (ڈالی) سو کیا

بڈھا مرد بیٹھیا سو ہی کون اے — سمج ہووے (پھر) تیوں یو خبر منج دے

او محبوب تب مکھ صفا سات کھول — اٹھی رائی رایاں سوں اس دھات بول

کہ بیٹی ہوں جناں کے میں راج کی — سو صاحب ہوں لک تخت ہو تاج کی

بڈھا یو جو بیٹھیا ہے منج سامنے — مرا عشق دھرتا ہے (بہت) لئی دل منے

۴۰، مرے پیچ گال آپنا سب سر پر — اِتی برس تے یاں ہی یو جا نگیر

جوانی کیا (پڑہی) عشق سوں پائمال (جسم) — ولے پایا نئیں ہی اجنوں وصال

کہ میں آتشی ہور خاکی اِنے — ہے فرق آتشی (ابتک) ہور خاکی منے

لطیف آفرنش (پیدائش) میں ہیں اِن کثیف — ملے کیوں کثافت سیتی جا لطیف

مرے وصل کا تو اونے ذوق پائے — جو اپس لجا کر کڑائی میں بھائے

ولے شرط وو ہے جو تن سو کہیں — جلے تا نکل (اپنے آپ کو) آئے سارا وہیں

کہ یو رسم جناں کیرا (کا) ہے مدام — بشر کوں سکت کاں ع جلے سر یو کام

نہ یو کام کچ اس سے ہوتا دیسے — نہ منج عشق تے ہات دھوتا دیسے

اسی واسطے سٹ دے (چھوڑ) اپنا دیار — چھپ اس بائیں (کنواں) میں رہی ہوں یوسف کے سار

سنیا جوں یو باتاں تمام اس تھے رای	منگیا جو اس اپنا شجاعت دکھاے
جو آتے براں (وقت) گھر تے آب حیات ۷۵۰	لیکر آیا تھا چھپا اپنے سات
اسی آب سوں کر لے سب انگ (جسم) تر	اتر گرم خوش اوس کڑائی بہتر
سلامت جوں آیا نکل بھاروں	سو دوڑ آپڑی پانوں اوناروں
کہی مرد سو آج کوں تو نچ ہے	اب آرام منجکوں سچ تج سونچ ہے
مرے من میں اب یوں ہے اے شہریار	جو توں جو کہے سو کروں اختیار
سُن اے بات یوں رای بولیا اوسے	کہ میں باپ ہور توں سو بیٹی دسے
نزا مرد آخر سو ہے پیر اے	میں آیا ہوں کرنے کوں تدبیر اے
کر اس دھات کی بات اس دھن (عورت) سنگات	چھنک (چھڑک) اس بڈھے پر وو آب حیات
دیا ڈھیل (ڈھکیل) اس تیل میانے سو پھیر	نکل آیا جواں ہو کر او پیر
کدورت اسّی برس کا کر بُہجن (دور)	ملا نب کیا دوئی کوں ایک تن
عجب کام اقتار اس ٹھانوں کر ۷۶۰	رضا لے چلیا واں تے یک نانوں کر
شہ ایسا کہاں ہے کھو جگ منے	جو ایکس بدل جا پڑے اگ منے
اسی شاہ کا ہوئے عالم میں نام	جو ایسے (عوض) کرے نیک نامی کے کام
جہاں تے شہاں سار (مانند) کرے اے نگار	کیئے ہونگے خدمت یوں اختیار

کروں کیوں نہ میں آج خدمت تری — کہ میں ہوں بندا توں سوں خاتوں مری

ہو مستعد اب توں کہ تھوڑی ہے رات — خوشی ہور کر ذوق جا یار سات

او جانے کوں جاگے پوتے جوں ہی — صبح ہوی سو شرمندی ہو پھر چلی

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین (رات) تے تو ہے دیس (دن) روشن صحی — ولے کال (دشمن) سو عاشقاں کا یہی

روزِ پنجم حکایت چار یار ـ نجار ـ خیاط ـ زرگر و زاہد ـ

جوں اپنا کیا دیس (دن) پارا (پہرہ) تمام — ہوا جمع یکٹھار اندھارا تمام

گیا سور مشرق تے مغرب کوں چل — ستاریاں ستی چاند آیا نکل

پھرا او برہنی عشق کے خیال سوں — چلی راتوں کن مضطرب حال سوں

کہی یوں کہ اے درد ہور دکھ کتے یار (ہجر زدہ) — پڑے مج کلیجے کوں روزن ہزار

ہوا جھیج پنجرا مرا تن تمام — گلے (پگھل گئے) برہ (ہجر) کے اگ (آگ) تے جوبن تمام

بغیر توں تو محرم مرا کوئی نئیں — تری آس سوں جیو پکڑ رہی ہوں میں

رضا دے جو گھر یار کے جاؤں آج — جو راحت فراغت سوں ٹک پاؤں آج

سُن اے بات ہنس پڑا اور انواں اُسے — کھیا یوں کہ اے نار منج یوں دسے

اگر عشق اچھتا ترے دل میں کوچ — تو کرتی گُپت کام یو کس نہ پوچ

کہ ہے سخت الڑ (طفل مزاج) ہور ناداں توں — ہے جلنے میں اپنے پریشان توں

جو ہے ست اس کام میں توں اچھول (اب) — ادک (بہت) خام ہی فام (عقل) میں توں اچھول

نہ کئیں تج تے ہو یار وُوں نا امید ۸۰، — ہوئے ساتوں عاشق وو جوں نا امید

اگر تج اثر ہے مری بات کا — تو کہتا ہوں قصا سن اس سات کا

کتے ہیں جو یک ٹھار تھے چار یار — یک اسمیں بڑائی یک اسمیں سنار

یکن درزی ایکن سو زاہد گنبھیر — اتھے چار ہیں چار فن بے نظیر

سو پردیس جا گشت کرنے لگے — جہاں دل منگے واں اترنے لگے

سو یکدن ہوا یوں جو او چار یار — پڑے ایسے جنگل میں جا ایک ٹھار

جو پھر نا سکے باؤ (ہوا) واں ترس تے — او جڑ (ویران) ہو پڑیا تھا و کئی برس تے

جناور کی دستی نہ تھی ذات واں — کہ دہشت تے ہلتا نہ تھا پات واں

ڈو بیا سو روین واں اندھارا ہوا — یکایک رین (رات) آشکارا ہوا

نہ جا سک اُسی ٹھار پر اُو رہے — سو کر فکر اپس میں اپے یوں کہے

کہ یو ٹھار تو ہے ادک ہولناک ۹۰، — سو سوئینگے ہمیں ہاں تو ہوئینگے ہلاک

بھلا ہے جو نوبت سوں بیٹھیں ہشیار — لیویں بانٹ چاروں جنے چار پار
کریں پاسبانی سو ایکس کی ایک — صبا ہووے گی تو بڑاں لیویں دیک
سو کر شرط یوں جاگنے کے بدل — اٹھیا آپ سب تے بڑائی اول
نہ نیند آئے یوں فکر کر ذات میں — لیا کاڑ تیشہ اپن ہات میں
دکھانے بدل اپنی صنعت گیری — یکے مغز کی ڈال کاٹ یک ہری
کیا یک اس پتلی سو اس دھات تے — مگر آئی تھی اوڑ سماوات تے
اگر آذر اُس وقت پر ہووتا — تو دیک بت تراشی تے دل دھووتا
رہتا دل پو مانی کے بھی داغ یو — بھلا جو نہ تھا اس زمانے میں او
یکیک او بڑائی ہنر مند خاص — جو پارا کر اپنا ہوا جوں خلاص
اوٹھیا وو سنار اس پچھیں دُسرے پار — لگیا دیکھنے کوں جو انکھیاں پسار
سو او پوتلی خوش نظر تل پڑی — سنا کار ڈب بیچ ویں اس گھڑی
گھڑیا بَیس نازوک بَستاں عجب — سو چھوڑیا اُسے ڈوب سنے میں سبب
چڑیا حسن پر حسن سر تے اوسے — لیا نور گھیرا ایکدھر تے اوسے
جو تھی خوب اول تے ہوئی خوب تر — ہوی جا وو محبوب محبوب تر
ہوا او اُلا کام تے جوں سنار — اوٹھیا درزی بارا کرن تیسرے پار

دیکھیا ناگہاں جوں او صورت اونے — نہ تھی کسوت اسکوں سو ایسے منے
(لباس)

رنگیں کپڑے بنچے میں تے کاڑ کر — سو تقطیع سمج سوں سٹیا پھاڑ کر
(کتر بیونت کی سمجھ سوں پھاڑ کر)

کیا مستعد کسوت بے نظیر — سنواریا نزاکت سوں اسکا سریر
(جسم)

سو کسوت میں اوتار دسنے لگی — خوش عاروس کے سار دسنے لگی
(دلہن — مانند)

۸۱۰ ہوا جو کنارے او درزی سنوار — سو زاہد اٹھیا آپ چو تھے پہار

وضو ساز بندگی میں مشغول ہو — یکایک دیکھیا پتلی مقبول او

جو ریجہ اس اوپر وین دعا جو کیا — وہیں جیو پروردگار اوس دیا
(عاشق ہو — جان)

سو موں آدمی کے نمن کھول کر — اٹھی چلبلا ناگہاں بول کر

صبح ہوی سو چاروں ملے ٹیک ٹھار — ہوئے عاشق اوس روپ کے ہر چہار

لگیا آگو چاروں کو داوا اگبل — سو دیسے منے او بڑائی اول
(بڑا)

کھیا اے عزیزاں ہو خوش روزگار — اگر دیکھنے ہیں تمیں حق بچار

سو یو صورت اول تراشا سو میں — یو میری ہے دیسوں نہ میں کس کنے نئیں
(دو رنگا)

سن یو بات سنار ہوں کر لے لال — کھیا یوں کہ اول یو صورت تے گھال
(منھ — ہتاڑ ہو)

زر بینا بنا اس دیا روپ میں — دکھایا ہوں کر اسکوں اپروپ میں
(زیور — خوبصورت)

۸۲۰ چڑھی ہے مری بست اول اسکے تن — یو میری ہے دیکھو نکو اس کرھن
(چیز — کی طرف)

سُن یو بات درزی اوڈھیا کود پڑ   لگیا بولنے یوں غصّے سوں انکڑ

کہ بنیاد میں تھی اول یو ننگی   شرم ڈھانپ کرمیں کیا اس چنگی

یو عاروس [دلہن] میری ہے چھینے اسے   اندازہ نہیں نیچ بغیراز کسے

تعجب میں ہوزاہد اس بات پر   اوڈھیا بول تندی سوں اسد ھات کر

اگر جیو تن میں نہ آتا اِسے   تو اڑکے کوں نا کام آتی کِسے

تمیں گرچہ تیو کئے نین کام   ولے جیو دلایا سوئیں ہوں تمام

یو میری ہی یاراں تماری نہیں   چلو جائیں مل منصفی کوں کہیں

کہیں جس وضا مل لگے نے پہار [غیرلوگ]   چلیں اس وضا زیا [زیادہ] ستے دم نہ مار

ہو اس دھات راضی ہو سنگات لے [بہن سنگات اسکولے]   نکل اس جنگل ہیں تھے لڑتے چلے

سو ناگاہ یک شاہ مارگ [شاہ راہ] منے   ۸۲۰   ہوا جوان یک لشکری سامنے

سو چاروں نہ رُک سک خیال آپنا   کہے کھول اس [سے] ڈھیر حال آپنا

سو خاطر منے خوب لیا یا تمام   دو عیار پایا سو پایا [حقیقت] تمام

دیکھیا تل او پر خوب اس نار کوں   دیوانا ہو گھیرا وہیں چار کوں

کھیا یو سہیلی تو میری دِسے   لیکر آئے ہیں تم دغا دے اِسے

تماری ہوں ہیں اختیاری [جرأت] یو گُم   عجب کوئی اوباش ہو آج تم

مِرا مال دے جیب سلامت سوں جاؤ اگر نئیں تو کتوال کن جائیں آؤ
یعنی مری دے کو عورت
ہو در ہم آپس میں اَپے پانچو تن بدل بناؤ کے آئے کتوال کن
انصاف
او کتوال اول تے تھا عشق باز دیک اس نار کا روپ ہور چھند ناز
مندا سا پہرا پانچو پر باندویں سولے پڑمڑی کا اٹھیا شاندویں
کھیا بھائی میری کی عورت یو نار سو چوراں شبا پر جیواں اسکوں مار ۸۴۰
لیگئے تھے اِسے بسبت ہور بھاؤ سوں بڑا فکر تھا آج لگ منجکوں
زیور
وو چوراں سیں تم ہے خدا ناگہاں لیکر آئیا کھینچ تمنا یہاں
نہ چھوڑوں تمن کوں بغیر کچ کرے چلو قاضی کے پاس جاویں بڑے
ڈرا اس وضا خوب پانچو کے تئیں جو قاضی کن آیا لے دنبال ویں
دغا باز سب تے وو قاضی اتھا سدا ایسے کاماں سوں راضی اتھا
سو دیک اوس پری رخ کوں ہو اٹھ کھڑا ہوا دعویدار آپ سب تے بڑا
کھیا یو تو باندی ہے جیونی مِری وفادار گھر کی سلونی مِری
لے طبلے کئی برس تھے گئی تھی نہاس پھر آئی ہو آئی ہے کر گھر کی آس
صندوق بھاگ
میلی میری باندی تو ہر حال منج دلے کاں ہے لیا دیو وو مال منج
جوں اسد ھات کا شور اُچایا تمام میلے اس تماشے کوں سب خاص و عام ۸۵۰

سو ایسے میں کوئی شخص عارف نول	کھیا اے خصومت تو ہے بے بدل
کہ ہر کوئی جھگڑے تو عالم منے	نبڑنا (نادر) کہ جاتے ہیں قاضی کنے
اہیں مدعی جاں تے قاضی ہووے	کہو کیوں نہ انصاف (فیصلہ نہ کرسکنے پر) ماضی ہووے
کہ سا (جبکہ) تو جنے ہیں غرض وندیو	سو دھرتے ہیں اکیس سوں یک دِندیو (دشمنی)
سکت کاں (منہ) ہے کس آدمی زاد کوں	جو انپڑے انوں کے ترت داد کوں
فلانے جو صحرا میں ہے ایک جھاڑ	جو عالم کے جھاڑاں منے سیس کاڑ (سر نکال)
لگیا ہے بلندی سوں اسمان کوں	کیا ہے پھل اپنے چیندربھان (چاند) کوں
عجب کچھ کرامت ہے آج اس منے	ہے افضل ولی کا رواج اس منے
جو کوئی جس نیت سوں نزک اسکے جائے	تو ویساچ آواز اس روکھ (درخت) تے پائے
گرائے سات مل واں تلک جائینگے	۸۶۰ تو فارغ ہو اس جھنج (قضیہ) تے آئینگے
سنے جوں وو اس جھاڑ کے ناؤں کوں	چلے اس سکی کوں لے اس ٹھاؤں کوں
کھڑے رہے اسی جھاڑ کے نیڑ کن (نزدیک کھڑا کرا او سے)	کہے حال جوں موں کر اسکے کدھن (طرف)
سو قدرت تے یک بارگی جھاڑ دو	لیا کھینچ اس دھن (عورت) کوں دو بھاڑ (ٹکڑے) ہو
برابر ہوا ویں پھر اول کے سار (طرح)	ہوا حق جو کچ تھا سو واں آشکار
وہیں جھاڑ کے ہنس پڑے پانت سب	پھرے واں تے دو جوڑ لے ہات سب

ہوا غیب او جو ہرے شب چراغ سو جل بل الس میں ہوئے داغ داغ

نہ کیں مرد تج نار کوں جوں اوجھاڑ یکایک میانے تے تج لیوے کاڑ

رہے بار تج تے سو نر آس ہو (ناامید) کہ جا آج تو بھی توں اُس پاس سُو

گنوالے نکو رات یو بات تے کہ ہے شادمانی تج اس رات تے

ہوی مستعد جوں وو اس بات پر ۸۷۰ نکل آیا صبح ویں گھات کر

انجو کا لوے دو نین سوں چلا (آنسو بھریں آنکھ) نہ جا سک پڑی گھر منے تل ملا

غواصی اتم رین کالی دراز یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی (رات، دن) ولے کال سو عاشقاں کا یہی (دشمن)

حکایت روز ششم قصہ شہزادہ کند ذہن

سورج جو تھے اسماں کا دیدباں (دربان) گیا دیدبانی کوں مغرب کے میاں

نکل چاند جاسوس مشرق تے بھار جو آیا سو بھر غم زدی ہو وو نار

دے دُکھ سمند کوں جوش سینے منے (سمندر) انجو ڈھالتی آئی رانویں کنے (آنسو)

کہی یوں کہ اے میرے خلوت کے دوست میرا ماس گل جا رہیا تن پو پوست (گوشت)

سینا کونڈتا ہے مسلم مرا ‌ ‌ ‌ قیامت لے آیا ہے یو غم مرا

(بار الم اٹھانا)

نجانوں اُسے کس گھڑی میں نجھائی ‌ ‌ ‌ اُسوں کس بُرے وقت پر جیو لائی

(دیکھی)

کہاں تے نظر اُسپو میری پڑی ۸۸۰ ‌ ‌ ‌ یو کیسی بلا آمیرے سر کھڑی

کدھیں مُنک میں برہ جلی ہوئی نہ ہیں ‌ ‌ ‌ پنجنتیچ کیی اندھلی ہوی نہ ہیں

(ہجر) (پیدا ہوتے ہی نخیوں اندھی)

یو دیدے جو دن دن سیدے ہوئے ‌ ‌ ‌ سو دندے ہو کر مج پو سیدے ہوئے

(آنکھیں) (پختہ) (دشمن)

جوں اس دھات سوں دک اُنڈیلی بہار ‌ ‌ ‌ کھیا تب اورانواں کہ اے گلعذار

جو کچ توں کہی سو صحی جھوٹ نوئے ‌ ‌ ‌ بلا عاشقاں پر سو انکھیاں تے ہوئے

اگر اُسپو تیری نہ پڑتی تو آنک ‌ ‌ ‌ تو جاتا نہ یو دل ترا بھانک بھانک

خبردار ہو قید سوں لے سکی ‌ ‌ ‌ اول تے توں انکھیاں کوں نئیں روک سکی

سمایا تو آیوں کھڑیا ہے ایتال ‌ ‌ ‌ تو ہر وضع سوں آپ اپسکوں سنبھال

(اب)

اگر جائیگی یار کے ٹھار پر ‌ ‌ ‌ نظر کس پو نا کر بغیر یار پر

عزیز کوئی اچھے شاید اسکے نزک ‌ ‌ ‌ اچھے حُسن میں خوب اس تھے ادک

(پہنچے او سقا کوئی)

نہ کئیں تیرے انکھیاں سوں وو حسن دیک ۸۹۰ ‌ ‌ ‌ ترے سر پو لیا ویں بلا ہور ایک

جوں یک شہ کی رانی لکایک نجان ‌ ‌ ‌ دغا کھا انکھیاں تے گنوائی پران

ص۱ ۔ یہ اور اسکے بعد کا شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہیں :۔

وو جنیٹی نہ ہو مج طرف کان دھر | کتا ہوں سن اسکا قصا سربسر
پریشان خاطر
کتے ہیں جو تھا ہند میں راج نیک | سو نئیں نئیں کتے اس ہو فرزند ایک
سوا دتار کچ روپ لے آئیا | نمک حُسن اپ روپ لے دھائیا
تھنا تھا سو جوں ٹک بڑھیا چاؤ سوں | لجا بھائے مکتب میں لکت بھاؤ سوں
سو نکلیا او کیَ ذہن میں کند ہو | چھُرا الطبیعت منے تند ہو
اوّل کا مُلّاں ہو کہ ہو یک لے آئے | کہ شاید کچ اس تے تو بی باٹ پائے
ذرا اس تے بھی باٹ آیا نہیں | نَفَا علم تے کوچ پایا نہیں
دیکھے یو نچ ازما کے بارا برس | سو لے نئیں سکیا کس کنے خوب درس
دکھی ہو نکرا ایک دن شاہ وہیں | ۹۰ بلا بھیجیا سب حکیماں کے تئیں
کھیا حال فرزند کا کھول کر | انو میں یکن یوں اٹھیا بول کر
جو مرے حوالے کریں پادشاہ | تو کر سعی ہر کیوں اسے لیاؤں راہ
ولے خوب یو منج سوں ہوئے لک سنگ | بلانا نہ اسکوں چھ مہینے تلگ
دل و جاں سوں شہ وہیں قبول اسکی بات | دیا اپنے فرزند کوں اسکے ہات
سو لیجا حکیم اپنے گھر رات دن | پڑھانے لگیا کر مشقت کٹھن
جو ذہن اسکی تھی کند سو تیز ہوئی | حیا سوں طبیعت رنگ آمیز ہوئی

ہوا بے بدل نحو ہور صرف میں   سو نکلیا حریف ہوکے ہر عرف میں

چھ مہینے کے جوں دیس آئے نزک   سو خوش ہو حکیم اپنے دل میں ادک

دیکھیا کھول جوں اسکے طالع سوں فال   سو نکلیا بُرا سو ہوا وہیں نڈھال

ادک دُک سوں انکھیاں منے لیا لے نیر   ۹۱۰ نجھا دیکھیا شاہزادے کے دھیر

کھیا یوں کہ میں تو مشقت ہزار   تیرے حق پو کر تج کیا فہم دار

کے جے علم تھا منج منے تج دیا   کسی باب تقصیر تو نیں کیا

ولے کیا کروں آگیا غم منجے   ہے دن سات لگ جیو کا ڈر تجے

نہ کر کس سوں اس سات دن میں توں بات   کہ ہے اختیاری تو تیرے ہات

اگر نیں تو ہے تج دغا یا درک   نکو ڈر توکل سوں دل شاد رک

نصیحت دے اس دھات سوں او حکیم   رھیا چپ وہیں دل کوں کر لے دو نیم

وہیں ایسے منے شاہ کیتا طلب   چلیا شاہزادا ہو حیران تب

کھڑا جوں ہوا شاہ مجلس میں جا   سو بولیا نہ کچ شاہ سوں جیب اوچا

رھیا چوپ یوں مونچ لے ڈنگ جوں   لیا بول تب شاہ آتنگ یوں

تصور کیا تھا جو فرزند یو   ۹۲۰ سِکیا ہوئیگا کچ ادب پند تو

ما ۔ یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

اول تو بھی کرتا اتھا کوچ بات — گنواں بات آیا ہے گنگے کے دھات

میں اسکے بدل اب کروں کیا علاج — مگر دل میں دھرتا ہوں مجلس کی لاج

بری اس حرم بیچ کینا لجاؤں — صبوری سوں کی نا اسے آزماؤں

کہہ اس دھات دے مجلسیاں کوں رضا — چلیا اس حرم میں لے غمگیں وضا

خوش ایسے میں ایک رانی وہیں — شہنشاہ کا رخ بچھانی وہیں

کہی یوں کہ نھنواد تھا یو جدھاں — اتھی دائی میں اول اسکے ندھاں

کدورت سوں رکھیا ہی یو بات باج — نکر غم کیا نیں کہ یو بات آج

رضا شہ کی ہوئے تو گھر اسکوں لجاؤں — خلاصا جو کچ اس کیرا ہو سو پاؤں

دیا جوں رضا شہ سو گھر لے چلی — نچھل اسکے دیدار پر جا بلی

کہی یوں کہ اے شاہ زادے مرے ۹۳۰ — سٹوں وار جوبن چرن پر ترے

دیوانی ہوئی دن تے تنتی تھی میں — ولے آج لگ بل ہوا منج نہ کہیں

نہے بخت مرے جو تج پائی آج — عجب ہانے سوں تجکوں گھر لیائی آج

ہوس ہی جو تج سات یک تل ملوں — منی ہو ترے وصل مد سوں گلوں

یو تن فرش کر تج تلے ٹک بچھاؤں — لگا آنگ کوں آنگ سنتوس پاؤں

جوں ایسی کہی باپ کی بات او — سو در ہم وو شہزادہ لک دھات ہو

غصا لکھا اپس میں اپے بے شمار	نہ رہ گھر میں اسکے جو نکلیا بہار
اُڑے فاختے محض رانی کے وین	سو ڈر عدل کوں خسروانی کے تئیں
کیتی فکر سوں مکر ایک اس گھڑی	سو جا دوڑ پانواں پوشہ کے پڑی
کہی یوں کہ اے شاہ کیا کوں تجے	کہ کہنے کوں آتا نہیں ہوں منجے
جو فرزند تیرے کوں میں گھر لیجا	٩٤٠ لگی پوچھنے حال سو ہنج سنجھا
کہتا ہی جو اے نار بہوت دن تجے میں	ہوں مجنوں ترا اس میں کچ جھوٹ نئیں
نہ کر بات کس سوں زباں باندلے	رہیا تھا ترے تئیں پو نشاندلے
یکا یک چڑی آج توں میرے ہات	ملے بن نہ چھوڑوں نہ اب تج سنگات
کہہ اس دھات آویں پڑیا منج اوپر	سو آئی چھوڑ الیکو میں شور کر
شرم نئیں تو کہا تا چ تھا او مری	یو کس دھات کی کہہ کمائی تری
بگوں میں او سے ما کہ جائیگا وو کیوں	ستیا ماں پو بیٹیا ہو کر ہات کیوں
میرا داد دے آئی ہوں تیرے پاس	اگر نئیں تو جیو دیونگی بہا کو پھانس
سنیا جوں شہ ایسی قباحت کی بات	سو ہو آگ بیٹھے او پر قہر سات
یکا یک حرم میں تے کاڑ اسکوں بہار	دیا بھیج کرنے سیاست کی ٹھار
غواصی اگر نار کھاتک پر آئے	٩٥٠ تو سچ بات کوں جھوٹ کروں مر آئے

برائی - دشمنی   شکست دے

جو پھٹ جا سچاں کا سینا چور ہوئے — بُری ذات ہی یو اگر حور ہوئے
(پیچوں)

تمثیل گفتن وزیر اوّل

جو شہ پاس تھے سات عارف وزیر — حکومت منے ہر یکیں بے نظیر
اُنو میں تے ایکیں ہو آنگے شتاب — کھیا یوں کہ اے خسرو کامیاب
یو روشن تجے ہی جو ہر ایک ٹھاؤں — اندیشا بغیر ترت رکھنا نہ پاؤں
(بغیر سوچے سمجھے) (جلد)
کہ کم عقل ہے عورتاں ٹھار تھے — رنجیدہ نہ ہوان کی گفتار تھے
مسلّم بُری کچھ انھوں کی ہے ذات — بغیر مکر سیدی کریں نا یو بات
انو کے نکر ہور نا جنس گن — منجے یاد کچ ہے سو کہتا ہوں سُن
(بُرے اطوار)
کہ یک جنس کی شوخ عورت اتھی — جو کچ اس کیرے ست کتیں گت تھی
(شخص) (عصمت) (سے)
جو رنگریز یک اسکے ہمسایہ تھا — گیت عشق اس سوں لگا لیتا
گھراں نیچ جوں توں بلاتی اچھے — ۹۰ رہنا نیچ اُس پاس جاتی اچھے
(پوشیدہ طور پر)
دو رنگریز نا فام ہوئے توں کسے — گھر اپنے منگیا لیانے یکدن اوسے
(معلوم)
جو سنا گر دُاُس پاس یک غوب تھا — نھنے سین کا خوب محبوب تھا
(کم سن۔ عمر)

دیا بھیج اسے کاڑ لیانے بدل (لیلئے) گیا گھر میں او جوں بلانے بدل

نظر جیوں پڑیا اُس او چھورا سپول (مقبول) سینے لیائی وِیں بند چولی کے کھول (سینے سے لگائی)

لیگئی سیج پر کھینچ ہوا اُسیو شاد ترُت کر لیتی حاصل اپنا مراد

او چھورا اُدھر بار (دیر) جوں لائیا سو زنگریز کے تئیں غصا آئیا

ہوا ہات میں لے ہو باول وہیں گھر اسکے چلیا ہوا تاول وہیں

(تلوار) جوں اسکے سُنی پانوں کا تنک تنک (دیوانہ) چھپا چھورے کوں ایک جاگے پو رک (بیقرار)

(آہٹ) جو زنگریز کے سامنے چل کو آئی (پر رکھ) نہیں جانتی تیو نچ اپیں دکھائی

کھیا او جو تجکوں بلانے کے تئیں ۹۷۰ دیا اپنے شاگرد کوں بھیج میں

نہ توں آئی نا اُن خبر لائیا چھُٹیا وِیں غصا منجکوں سو آئیا

دئی جاب تب یوں اسے مکر سات کہ کہنہ (بھیجنا) تھا نوں عورت کے ہات

او آکر بلایا منجے بھار تے سو نکلی نہیں بھار اپن دار تے

گیا بھار کا بھار وِیں او نکل توں آیا تو آئی سیر (گھر) انکھیاں سوں چل

جوں اسپات میانے تے ان ہر اونے سو آیا مرد کئیں (تیر) تے ویسے منے

کمر وِیں سو زنگریز کی ہیس گئی رگے رگ میں اس کھلبلی بیس گئی

اُپر آپڑنے (ٹوٹ) تیوں لگیا آسماں ہوا اد موا سخت ارجا (گھس) پراں (ہوش)

سو ایسے میں او نار رنگریز کوں — کہی یوں کہ نا ڈر کے ہو نیز نوں

لہو امیان ہیں تے شتابی سوں کھینچ — اَنیاں جھاڑ تا پانوں پھانتے توں اَیچ

اودھر جاب میں دیؤ نگی ہر سند — ۹۸۰ بُری کچ بلا گرچہ ہے یو مرد

نہ ڈر و بیچ کر نیٹ وو رنگریز — لہوا ئیرے ویں میان تے کھینچ تیز

اَنیاں جھاڑ لیتا ڈگے ڈگ وہیں — گیا تاک سو گھر لگے بھیا نئیں کہیں

دیک اسکا مرد یو تماشا عجب — ڈٹا کر جو پوچھیا تو او نار تب

کہی یوں کہ اے جیو کے جیوں مرے — بلی جاؤں میں قدا و پرتے ترے

کہوں کیا کہ لئی خیر تیرا ہوا — کہ بدمست تھا او بلہاری ہوا

لگیا ایک چھورے کیرے جوں دنبال — ہو ہیبت سوں اسکے وو چھور انڈھال

کھیا گھر منے دوڑ کر آے مائی — چھپا کئیں اسکوں تو منج مہر آئی

چھپائی او سے وتیج یک ٹھار میں — سو او خرس بھی آسنگا تیج ویں

لگیا پوچھنے منج وو چھورا کہاں — او آتیچ ہیں تو جو آیا یہاں

دیکھت چھرا نیرا سو طاقت نلیا — ۹۹۰ او نتر منڈ تلیں کر منڈی پھر چلیا

دلے فاختے اڑ مرے ٹھار تھے — گئے تھے کہ اُتش پاس تروار تھے

بھلا جو لگیا توں نہ کچ اسکے مول — قرار اب ہوا اتک مرے جیو کوں

ترے صدقے سوں بانچیا یو ختا
ہنیں تو وو کیا باٹ ہوتا کنا

جو اسبات پر مرد کوں مہر آئی
سوویں لیا کے چھوڑے کوں پانو ان پو ہائی

شنکے ناتیوں آنے کوں وو دُسرے بار
دلاسا دلا ذوق سوں بھائی بھار

دو مکار جوں مکر لے یوں اُٹھی
سو دی مرد کے تئیں دغا آپ چھٹی

کریں عورتاں مکر سو یوں شہا
لگی بات او سچ تجھے کیوں شہا

سُن اس بات کوں شہ تحمل سنگات
رکھیا شاہزادے سی اس دیس ہات

غواصی ہے عورت بڑی حیلہ گر
کہ ابلیس ویسے کوں اسکا ہے ڈر

جوں آسمان کوں ایسی عورت نجھائے
فرشتہ اُتر جمیں پو ہرگز نہ آئے ۱۰۰۰

حکایت وزیر دوم

جلالت سنی سور جوں سرے دیس
نکل آئیا کھول کرناں کے کیس

لٹاں چھوڑ دے پھر ہورانی گرم
منگی داد شہ کن چلی سٹ شرم

سو فرزند تے شہ اعتراضی ہو بھی
دیا مارنے بھیج راضی ہو بھی

وہیں ایسے منے آکو دُسرا وزیر
کھیا یوں کہ اے خسرو بے نظیر

توں عارف اہے آج ہر باب میں (ع۱ بات) | اچھے خسرواں (ع۱ خسروی) سب ترے داب میں (ع۱ ذات)

نہیں تجکوں واجب جو فی الفور لیں | پھر آوے غضب سات تو طور یں

جنیاں (جوان) ہور بڈھیاں ہیں جو حیلے سیتی ع۱ | نہ جیتیا ہے کوئی اس قبیلے سیتی

کہ ہے عورتاں کا نپٹ (بالکل) کام خام | نہوئے بھیدا نوں کا یکایک فام

ادک (بہت) پیروی ہیاں نوں کی ہو گھات (نقصان) | کتا ہوں سُن اے بادشاہ یک بات

سنیا ہوں جو تھا کوئی ایک پہلواں ۱۰۱۰ | نظیر اس نہ تھا بیچ زمیں آسماں

سو دے زندگانی کوں عورت کے ہات | چلیا ملک پھرنے کے تئیں ذوق سات

نہ رہ سک وو عورت اپس شرم چھوڑ | پڑی فسق کے کام میں گھر کوں چھوڑ

پرت (محبت) خوب جاناں سوں لیانے لگی | لگیا چت (دل) سوراتاں کوں جانے لگی

ٹلک پھر کتک دن کوں او پہلواں | جو آیا لے دولت کے ہمرہ نشاں

یکایک خبر گھر کوں نا بھیج ویں | دے ڈیرا رہیا شہر کے بھار کئیں

کدھیں نئیں سو کر خیال بہر نار (پرائی عورت) پر | بلا ایک بڈھی کوں ادک شاد کر

کھیا آج رنس (رات) ایک محبوب کوں | مرے تائیں لیا دھنڈ کر خوب تیں

جو میں حظ کروں رات ساری اُسوں | گیُت بیشتر لاؤں یاری اسوں

ع۱۔ یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

بڈھی خوش ہو جوں دھنڈنے کوں جو دھائی ۔۔۔ سونا جان اسکیچ عورت کن آئی

جو بے مثل اسکے نظر تل پڑی ۔۔۔ ۱۰۲۰ ہلوں جا نزک اسکے بیس (بیٹھ) یک گھڑی

کہی بعد از اں اس چنچل نار کوں ۔۔۔ کہ تا زاد دنیا دار اس ٹھار کوں

کدھیں (کبھی) نئیں سو آیا ہی لئی (بہت) مال سات ۔۔۔ سوڈ برا دے اترا یا ہی اقبال سات

نہ عورت اسے کوئی چھڑ (تنہا) اچھانٹ ہے ۔۔۔ تجے ہور اُسے اے سکی گانٹ (جوڑ) ہے

لجاؤنگی آو یگی تو اس کے پاس ۔۔۔ کہ حظ پائیگی اس سی توں بے قیاس

جوں اس دھات سوں او بڈھی بول اٹھی ۔۔۔ اوسے عشق کی گدگلی ویں چھٹی

سو سنگار الیس کر گھنگٹ ناز سات ۔۔۔ چلی دیں لٹکتی بڈھی کے سنگات

یکایک جوں اسکی مجلس میں جا ۔۔۔ گھنگٹ کھول جوں دیکھتی ہی بجھا

تو ہی مرد اپنا ہوی ویں ٹھنڈی ۔۔۔ ولے مکر سوں کر تو یک نرمنڈی

لٹاں سیس (سر) کیاں لوچ لے شور اوچائی (اٹھائی) ۔۔۔ گریبان میں اسکے جا ہات بہائی (ڈالی)

ستم اس بیچارے پو کی کوٹ کوٹ ۔۔۔ ۱۰۳۰ تراش اس گھڑی کوچ کا کوچ جھوٹ

کہی یوں کہ لئی (بہت) دن تے تج گھال میں ۔۔۔ دیکھوں باٹ (راہ) تیری جنم جال میں

ٹک پھرنے کا لے تو جیب کیج نانوں ۔۔۔ سہیلیاں کوں ن یوں ڈھونڈیا ٹھانو ٹھانو

تو ایسا ہو لوڑ یاچ (بدچلن) کہہ کی منجے ۔۔۔ پتیانوں (بھروسہ کروں) کیوں اے بکٹر (سنگدل) اب تجے

سفر تے پھریا توں تو گھر آو نا | نہ کی ایسے کاماں کرن جاؤ نا
کیا توں مرے جیو کوں بارا باٹ | لگے کیوں نہ تجکوں مرا کل کلاٹ
آہ۔ کوسنا
بھلی غیب تے ہوی خبر یو منجے | اجھوں نئیں تو کاں دکھیتی ہیں تجے
اب
اُٹ اے بیوفا اب توبی گھر کوں جائیں | اد کھیاں ہیں ہو سرخرو سرا وچائیں
اٹھ | ہم صحبت لوگ
سٹ اس دھات بیس مکر کا اسپو مچ | چلی گھر کوں لے بول اوپر بول رچ
ہیں اس وضع کیاں عورتاں خسروا | نہ دھرتوں ان کے بچن کوں روا
سن اسبات کوں وو شہنشہ گنبھیر ۱۰۴۰ | ہوا مہرباں اپنے فرزند پو پھیر
غواصی جتی خوب عورت اچھے | رہے نا بغیر کوچ حیلے رچے
زباندار عورت تے ڈرنا بھلا | کہ ہے جے بلا بد سو ہے یو بلا
یعنی زبان اور | جو

حکایت تمثیل گفتن وزیر سوم

جو مشرق کے ڈونگر پوتے تسرے دن | نکل آیا سورجوں لال اگن
پہاڑ | آگ
او رانی لے سر تے حماقت کی شاند | انچل سات حیلے سوں سر کھینچ باند
پھر
منگن داد شاہے جہاں ہار دھائی | جو پھر شہ کوں غصے کے عالم میں لیائی
مانگنے

سومنکر ہو فرزند تے بے شمار — رضا مارنے پھر دیا کر نہ عار

جو تیسرا وزیر یو خبر پا ئیا — شہنشاہ کن دوڑ کر آئیا

کہا یوں کہ اے بادشاہ جہاں — شتابی سوں تج کام نئیں ہی یہاں

تُنکر تے اگرچہ ہے عورت مٹھی — ولے سربسر زہر کی ہے گتھی

تیتیا نا نہ اُس ذات کی بات کوں — نہ دِنیا سلگ (رسائی) ہرگز اس ذات کوں ۱۰۵۰

کہ ہے یاد یک (بھروسہ کرنا) مکرانوں کا منجے — کتا ہوں سن اے شاہ عالم تجے

سنیا تھا جو یک شیرنی گر (مٹھائی فروش) جواں — ادک (بہت) سادہ دل ہور تھا مہرباں

سو بازار تے مول لیا نے شکر — دیا اپنی عورت کوں جوں بھیجکر

چلی یک بقال کیرے دوکاں — او بقال چنچل رُخ اسکا پچھاں

مذاق اس ستی کر شکر باج (بغیر) دام — دیا اُن سو چادر میں بندے تمام

حیا چھوڑ دے چلبلے خیال سوں — چلی پل کو گوشے میں بقال سوں

جو شاگرد تھا اسکی دوکان پر — لیا کاڑ (نکال) چادر میں کی او شکر

دغا دینے کا مکر جوں یک گُندیا — سو چادر منے خاک اسکی بندیا

ہوا نجان بیٹھیا پھر اول کے سار (مانند) — یکایک اُن آئی سو بے اختیار

او گنٹھری (گٹھری) بغل میں کھڑی ہو گئیں — شتابی سوں اپنے چلی گھر کوں ویں ۱۰۶۰

دیکھیا مرد جوں کھول ماٹی بغیر　　نہ تھی اس میں شکر سو پوچھیا نڈر

وو فی الحال اٹھی بول یوں مکر سات　　کہ کیا پوچھنا ہی ہنجے یو توں بات

شکر لیاؤنے کوں جو گئی بھار میں　　ہوی یک بلا میں گرفتار وِیں

چھوٹیا تھا منا ایک ہتی کرڈ کرڈا　　پڑی جا کے لوگاں میں میں گر بڑا

تلیں جھٹ پڑے ہات میں تھے جو دام　　دھنڈی کھا بے بین سیں پاواں تمام

یکایک وو ہیکے ملے نئیں سو ویں　　اوچیا واں کی ماٹی لیکر آئی ہیں

اجھوں دھڑ دھڑاتا ہے سینا مرا　　یکائیک بھکل پکڑیا سینا مرا

مرا اعتقاد ایک تھا کرتُسوں　　بچایا خدا جیو دے ہنجکوں

وو مرد اے بچن سن کھیا یوں اُسے　　وو ہیکے تج اوپر تے صدقا دیسے

شکر نئیں تو نئیں شکر جیو بانچ پھیر　۱۰۷۰　سلامت سیوں آئی توں اپنے ہندھیر

وو چنچل کر اس دھات تقریر خاص　　ہوی مرد کی دھاک ڈرتے خلاص

ہیں اس جنس کیاں اے شہنشہ انو　　پتیاوں نہ ہرگز ہیں عارف جنو

کیا جوں اثر شہ کوں اسکا کھیا　　نہ لے ناؤں فرزند کا چپ رہیا

غواصی سکیاں پہ نہ دھر اعتبار　　کہ ہیں اندرائن کے یو پھل کے سار

میٹھیاں گرچہ دستیاں ہیں جوں شکر آج　　ولے دل میں کچ نئیں ہے کڑوائی باج

حکایت تمثیل گفتن وزیر چہارم

جو پھر دیس چوتھے جہاں تاب سور | کیا جگ منے آپنا جوں ظہور
اورانی اُوسی مکر کے دھاؤں سوں | چلی شہ کنے پھر ننگے پاؤں سوں
کہی تند ہویوں کہ اے راجنا | مرا داد کی دیونا نئیں کنا
اگر توں ایسے ہویوں انجان ہوئے | ڈرے کیوں ترے عدل کوں خلق کوئی
کرانصاف اگر کچھ مراتج ہے چاڑ | ۱۰۸۰ اگر نئیں تولیتی ہوں میں جیب اوپاڑ
پھراس بات پر شہ ہوا خشمناک | کیا امر بیٹے کوں کرنے ہلاک
سو ایسے میں چوتھا وزیر آتروت | دعا کر شہنشہ کے تئیں بھوت بھوت
کھیا یوں کہ اے شاہ عالی صفات | نپٹ عورتاں کا ہے ناجنس ذات
بغیر مکر سوں ہیش اُنو آئے نا | گیت گھات کرنے پچھیں جائے نا
کہ اکثر نہیں بات انو کی سچی | سراسر انو کی سو بدھے کچی
سُن یک نار کی بات اے شہ تجے | کتا ہوں کی واجب ہے کہنا منجے
سنیا تھا جو یک برہمن نابکار | نہ لیا بھوک تے تاب ہو بیقرار

منگیا کھان عورت کن آگھر منے — پکائی نہ تھی بیگ سو وِیں اُونے

عصا پیٹ کا پیٹ پر اسکی کاڑ (طعام، شکم، پشت، نکال) — دکھایا سولی ہات تے او سکے جھاڑ

انجو لیالے انکھیاں میں بھرتی اُساس (آنسو، آہ) — ۱۰۹۰ — چلی پانی لیانے کوں یک بائیں پاس

سو اسٹھار یک جو ان چنچل سگھڑ — کتاب ایک بیٹھیا ہو ہت میں پکڑ (کنوئیں)

او سے دیک کد ورت کوں سب دور کر — نزک جا ہلوں ناز سوں گھور کر

کہی کوں توں کیا ہے تج ہات میں — ہے مشغول توں کس حکایات میں

تج اس بائیں پر کام کس سات ہے — کنا کیا تری راز کی بات ہے

جوں او جواں اسنے سنیا یو بچن (باوتی) — چھُپا اسکے دیدار سیتی نیَن

کھیا یوں کہ عاشق ہوں اے نازنیں — نو آج آیا ہوں اسٹھار میں

جہاں لگ سکیاں ہیں چنچل تیز فام — لکھن ہار ہوں ان کے مکراں تمام

اسی فن سوں پھرتا ہوں دن رات میں — یہی دل میں دھرتا ہوں سو رات میں

اگر تج چنچل دھن تے کچ مکر پانوں — غنیمت ستی لکھ لے خوشحال جانوں (حرص)

ہوا سات پر خوش وو دھن چابلی — ۱۱۰۰ — اٹھی بول او سے ہوئے تیوں گُدگلی

کہ اے جواں اگر تج میں ہے یو ہوس — تو دیک آج یک مکر میرا اس رس

و لے میں کہے تیوں توں کر کام ایک — میرا مرد کر آسیں دکھلا ٹک ٹیک (بہترین)

گنگھٹ کراوڑا بھر کے چادر منجے
مرے گھر کوں چل یاتے لیکر منجے

اگر مرد تجکوں جو پوچھے مرا
توں دے جواب اسے میں ہوں سانڈو (ہم زلف) ترا

تیری میری عورت ہی بھاناں (بہن) سگیاں (حقیقی)
ازل تے یو آیاں ہے کہنا لگیاں

ہمن ہور تمن میں جدائی نہ تھی
ولے بن ملے آشنائی (ان کچ صفائی) نہ تھی

ملے آج سوئی (بہت) غنیمت ہوا
صفا سوں مبدل کدورت ہوا

کہ اسدھات (اسطرح کہہ کر) سوں وائیلا (فارغ) ہو ٹکمیک
بزاں (بعد ازاں) کیا تماشا ہے میرا سو دیک

کراو جواں شک دوروں دھیٹ سوں
گھنگٹ کراوسے وبیچ لے بیٹ سوں

۱۱۱۰ چلیا سانج کے وقت خوش اسکے گھر
سو آیا نکل مرد اسکا بھر (باہر)

ادب سوں اَنگے ہو کیا اُن سلام
او سکلائی تھی تیو بچ بولیا تمام

سو سمج (سمجھ) مان او کوچ من (دل) میں نہ لیا
وہیں گھر منے دو کے تئیں لے چلیا

نفکر سوں تو یوں لیا دل میں آن
کدھیں نئیں سو آئی ہی عورت کی بھان (بہن)

بڑی بار تے ان سو گھر میں نہیں
چھپی ہوئیگی ہمسایہ شاید کہیں

بری ترت (جلد) جا اسکوں لیانوں بلا
کروں دونوں بھاناں کے تئیں خوش ملا

کہ لے (کہہ کر) یوں چلیا جوں نکل بھار کوں
ادھر اُن بڑی گھر میں لے یار کوں

کیتی ذوق اُن بھر کو آے تلک
میلی یار سوں دل لگھائے (سیر ہوے) تلک

عبث یاں وُ ہاں اس بدل پھیراو پڑیا گھر میں آچوپ دلگیر ہو

اندھاری اَدھی رات بارڑے منے چلیا اُٹ کے جیون پچھواڑے منے

سو نشک شکت وو دھن فام کر وی گھنگٹ ۱۱۲۰ دھگڑ کوں بکیلا بچھانے میں سٹ

ہلوں کوٹھری میں تے نکلی بھار ارا خت کون بیٹھی اُنید کی سار

سوان اپنی سا لیچ ہے یو گگر ہنسی سوں مُت پڑیا جا ہلوں اوس اوپر

رہی چوپ سے اس اندھارے میں وَیں کیا کام اپنا لڑا اسکے تئیں

گیا پھر وو بیگی سون جوں گھر میں پَیس ادھر آنا ت اُن جھاڑلے خوب بَیس

ہلوں اٹ دھگڑ کیچ نزدیک آئی پڑیا دیکھتا تھا سو اسکوں او جائی

کہی مکر میرا تو توں دیکھیا مسوں عیش مل رات ساری کیا

پھرا یے مرد کوں کیسن ہراتی ہوں دیک خجل کر کے کیوں بیسلاتی ہوں دیک

ولے غل مرا سُن نہ رہ توں یہاں نکل جانہ ہوئے فام تیوں ناگہاں

کہہ اس دھات او جواں کوں او سودھن جھنجر کیچ اُٹ آئی وَیں مردکن

سوتا سو اوسے مار اوچا شور کر ۱۱۳۰ کلا غلبلا سات ور زور کر

کہی یوں کہ اے نحس لا اعتبار تری زندگانی پو لعنت ہزار

کدھیں نئیں سو میری سگی ماو جائی گھر اپنا ہی کر جو ترے گھر کوں آئی

اوپر پڑ شرم اسکی گھایا سو کیوں　　خلل اسکے جیو پر توں لیایا سو کیوں

ہوا کیوں توں ٹال بھان سوں اختیار　　مکر گھانے کوں تج نہ تھا ہور ٹھار

ترے دل میں تھا جو نہ تھی گھر میں ہیں　　یہ چھپی تھی ترے ڈرتے ہیں پانچ کئیں

تیرے رات ساری کے چالے تمام　　مرے من کوں کر راک جالے تمام

اجھوں میں تو جیتی ہوں کچ موئی نہ تھی　　تجے سٹ دیوانی تو کچ ہوئی نہ تھی

یو کیسا مجے داغ توں لیا ئیا　　یو کیسا بلا منج یو لیا بھا ئیا

وو جو نیں دونوں گھتر اوٹ کر　　چلے روتے منج پر سینا کوٹ کر

نہ جانوں وو کیا گھات کرتے ہیں کی　　۱۱۴۰　　یو فریاد کس سات کرتے ہیں کی

موئے جا کہیں ڈب مر اس لاج تے　　مرا مرد کہوا نکو آج تے

فضیحت کر اُس جوں رہی چوپ اُن　　سو ہو گھا برا یوں اگن کا دوگن

کھیا پڑ کو یا واں یو عورت کے ویں　　کہ یو عیب میرا نہ کر فاش کئیں

کیا میں نہ جان اے کچی بد سچی　　نہ دیکھیا کچ اندیشہ آگے پچھے

منجے پیٹ میں رک لے اتبار توں　　نکو کر منجے کئیں گرفتار توں

سُن یو غلبلا او جواں اُٹ شتاب　　گیا سو بغل میں وہیں لے کتاب

بچالے الیس اُن چلیا دور کئیں　　سو لکھنے تے مکراں کیا نو بہ دیں

ہیں ایسے سکیاں شاہ یو حیلہ گر ‏ ان کے بچن کوں توں باور نہ کر

شہ اس بات پر تے ہوا نرم ویں ‏ دیا پھیر جیوداں (جاں) بیٹے کے تئیں

غواصی جو ناریاں کیرا (عورتوں کا) مکر کوئی ۱۱۵۰ ‏ لکھے سٹو کتاباں تو پورا نہ ہوئے

بھلا جو ہو تائب ان تے چھٹے ‏ قلم توڑ کر کاغذاں ڈھوسٹے

حکایت تمثیل گفتن وزیر پنجم

جو دن پانچویں گرم ہو آفتاب ‏ نکل صبح کے وقت آیا شتاب

وہ کم عقل رانی لے فریاد بھی ‏ چلی شاہ کن مانگنے داد بھی

سو فرزند تے شاہ دل توڑ لے ‏ کیا حکم سو مارنے لے چلے

میلا لے وزیر ایسے میں پانچواں ‏ کھیا یوں کہ اے بادشاہ جہاں

زناں کا کھیا سن نہ ہو تیز توں ‏ نہ کر طبع کوں اپنے خوں ریز توں

کہ نئیں ترس انو کوں ذرا حق کیرا (کا) ‏ بجاویں تے پیچھے یوں کرن افترا

کتا ہوں سن اے شہ حکایت نچ ٹک ‏ کہ عارف ہی توں ڈھنڈا سمیچ (بن ڈھنگ سچ سچ) دیک

سنیا تھا جو یک ٹھار تھا کوئی بقال ‏ سو تھی اوسکے بیٹے کی عورت چھنال

ولے نرم تھی پھول کا پان جیوں ۱۱۶۰ نین دو وی تھے لعل مرجان نیوں

جو ایک جواں اس کی او نظر جوں پڑی سو عاشق ہوویں بھل گیا اسکھڑی

سمج خیال اس جواں کا او چنچل منگی اس سوں اس رات گمنے بدل

نین بان سوں کر اشارت اُسے چلی گھر میں نا فام ہوئے تیوں کسے

دو عاشق اول تے دھگڑ باز تھا بجنہار ویسے ادک راز تھا

سمج خوب اسکے اشارات کیوں چلیا اسکے گھر وین آدھی رات کوں

جو یکٹھار خلوت میں دونوں ملے سُوتے یک بچھانے مین جوں لگ گلے

جو ایسے میں سُسرا جو اُسنار کا اوٹھیا نیند اوپ گئی سو یکبار کا

جوں آیا انگن میں او ترزہ پوتے دیکھا بہو کو پر مرد سوں مل سُتے

کرن شور تو کچ مناسب نہ دیک چلیا پاؤں کا کاڑ بینجن لے ایک

کہا یو بیچ بیٹے کو وو دیکھلاؤں ۱۱۷۰ کھتر اوٹ کو جا بہو کے پچھلیا توڑ اوں

ہوا ایسے میں او دھن خبردار بیگ دی اُس جواں کے تئیں رضا بھار بیگ

نہ ہوئے تیوں آواز پانواں کا کئیں سُتی مرد کے گود میں جا کو وہیں

پچھیں تے ہلوں مرد کوں کر ہشار کہی یاں ہوا اگرم ہے بے شمار

ہنس نیند انکھیاں میں آتی یہاں چل انگن منے جاکے سوویں وہاں

کہہ اس دھات جا ملکر اس یار سوں — سُنتی تھی سُتی وانچ لے مرد کوں

ہوا جوں یکایک صبح کا جو بار — سُتا سو مرد کوں سنتم کر ہوشیار

کہی یوں کہ اے مرد کیا کوں تجے — کہ ہو تیج عجب لاگتا ہے منجے

ترا باپ آکر مرے پانوں تے — گیا کاڑ لے پینجن یک پانوں تے

تھی اس رات کیا نسبت آنے اوسے — مرے پانوں پر ہات بھانے اوسے

جہاں تے ہو سُسرا ایجی بد کرے — ۸۰ دو جیاں کا سو کیا باپ کہنا ئے

گل آدھی ہوی میں تو اس لاج تے — کہ دکھلاؤں کیوں موں اوسے آج تے

کیا کام بیچتا ہو کر خام کیوں — لیا ایسیں کر سب میں بد نام کیوں

دو اس بات پر تے پینجن لے کے باپ — گھجر بیٹے کے پاس آیا چل آپ

قصا رات کا جوں منگیا بولنے — سو بیٹا نہ دے موں اُسے کھولنے

کہیا جانتے عورت سوں ہیں آپنے — سُتا ہونگا یک بچھانے منے

آدھی رات کوں آکے بے واسطا — توں پینجن لیجانا سبب کیا اتھا

کہ میرا اسکا ہو ٹیکرہ باپ توں — لیا یو گلے باند کیوں باپ توں

تھکا ہو رہیا باپ اس بات تے — چھٹی اُن تو خوش مرد کے ہات تے

بُڑی کچ بلا ہی شہا یو سکیاں — دیسے مکر میں بے بہا یو سکیاں

انن کے بچن کوں نہ دے کان توں ۱۱۹۰ ہو فرزند پر ٹک مہربان توں

تحمل کر او شاہ اس بات تے غصے کوں سٹیا کاڑ کر ذات تے

غواصی یقیں جان عورت ہے سانپ پھبے بل تو نلدیے بلا عذر جانپ

نہ جا انگی ظاہر کی خوبی پو بھول کہ کانٹے تے ہے تیز گرچہ بھول

حکایت تمثیل گفتن وزیر ششم

چھٹے دیس سورج دبینہار جوں پھر آیا نکل بیچ سنسار ووں

وو رانی سو پھر رووتی ڈھل ڈھل چلی شہ کنے داد منگنے بدل

سو وویں تنگ آشاہزادے نے شاہ رضا مارنے بھی دیا بے گناہ

سو ایسے منے آچھٹا اک وزیر چرن پر شہنشاہ کے راک سیر

کہیا یوں کہ اے خسرو داد گر یو مثلا تو مشہور باور نہ کر

کہ عورت تے کوئی بے وفا تر نہیں سچ اکثر نہیں قول ان کا کہیں

عجب ہے مفتن یو مکر زناں ۱۲۰۰ زناں نئیں ہے یو عین ہے رہ زناں

کہ جالے انوں کے ہیں کئی دھات دھات کتا ہوں سن اے بادشاہ ایک بات

سنیا ہوں جو عورت کسی شخص کی
نہوئے فام تیوں کس کون چوری چھپی

یکس پاس باڑے میں جاتی اچھے
بل اپنا دکھیت ذوق پاتی اچھے

جو یک دیس کس کی زبانی کہیں
سنیا مرد اسکا سو شیوا دہیں

لے چونٹی کے بال اس لڑا مار مار
پچھونڈے سٹیا باند کر ایک ٹھار

سُکی جیو کوں بہا شور ہور شر منے
ہوی رات سو جا سوتا گھر منے

سو ایسے منے یار اس نار کا
طلبگار ہوا اس کے دیدار کا

بُلا بھیجیا ایک کوٹنی کے ہات
سو اوس کوٹنی کوں کہی آج رات

سِمایا تو آیوں کھڑیا ہے منجے
اگر سا تقا منج سوں کوچ ہی تجے

تو میرے بدل توں یہاں دو گھڑی ۱۲۱۰
پچھونڈے ایس باندلے ہو کھڑی

گھڑی کم رضا لے کے وِیں یار تے
کرونگی خلاصی تج اس ٹھار تے

او ناداں اسی دھات راضی ہویں
پچھونڈے بندھالے ایس اسکے تئیں

اسی سات گئی یار کن دوڑ او
اودھر پھر کے آئے تلک بھوڑ وو

اُستا مرد اسکا جو تھا سو اوٹھیا
ہوا سرتے پھیر آ غصا جو چھٹیا

چھوری ہات میں لے نہ لیا زرہ تاب
سو جا ناک کاٹیا ویں اسکی شتاب

شباہت اندھارے میں نا فام کر
ہوا وا اُبلا اُون تو خوش کام کر

کتک بار کوں یار کن تے او آ — جو کٹنی کوں جا دیکھتی ہے بجھا

نہیں ناک موں پر کھڑی ہی ہلاک — کیتی شکر اپن حال پر لاک لاک

انجو اسکے موں پر ٹک انکھیاں نیں لائی — پچھونڈے ہلوں کھول افسوس کھائی

نہ آزار ہوئے تیوں سینا مارلے ۱۲۲۰ — کیتی گھر منے تے بیگ اِن بھار لے

سو ہوا او بچاری ادک دردناک — بلکیتی چلی ہات میں لے کو ناک

اُدھر اُن اپس باندلے ٹھار ٹھار — کھڑی ہورہی چوپ اول کے سیار

صبا کھتر آ دیکھتا ہے جو مرد — نہ کچ زخم موں پر نہ لہو ہے نہ درد

سلامت اول کیچ نمن ہی او ناک — ہے خوشبوی کے باس سوں پاک ساک

پڑیا او سکے پانواں پو جا کر وہیں — کہیا آج سَت کی سو بی بی توہیں

بچھانیا نہ تھا قدر تج نار کا — گنہ بخش میرا نوں اتبار کا

کہہ اس دھات سوں لے چلیا گھر منے — جئے لگ اُسی کے رھیا ڈر منے

او ناپاک کٹنی ہو گھر جائے کر — جو دیکھی بجھا مرد کوں گھر بہتر

سو سوتا ہی لے ہات میں جے کتی — ہلائی ہلوں اس سو کچ سد نہ تھی

سٹی کار میاں اس کتی کا شتاب ۱۲۳۰ — سُتی بیٹ سوں لگ نتھا اسیں تاب

جو کروٹ پھریا او کتی تھا سو ہات — سٹیا اپو سووے یں چلا مکر سات

کہی ناک تو گئی مرے ہوں پوتے — ہوئے کی ستاہات میں لے کتے

نیٹ گھابرا کر کے اسبات میں — ستی ناک اسکے وہیں ہات میں

گنواں آپنے ڈھنگ سوں بے او ناک — بلا مرد پر بھائی کرا و ہلاک

ہیں اس جنس کیاں سخت ناپاک انو — بھلا ہے جو ہوئے نزت در خاک انو

نہیں ذرہ انصاف ان میں شہا — نہ جانوں بچن پر انن کے شہا

سنیا بات یو جوں او راجا گنبھیر — ہوا مہرباں شاہزادے پو پھیر

غواصی جفاکار عورت اگر — کھڑی ہوئے آنکر کے سیس پر

تو یک تل میں عالم کوں برہم کرے — خداوند اس ذات کوں کم کرے

حکایت تمثیل گفتن وزیر ہفتم

جو دن ساتواں مشعلہ سور کا ۱۲۴۰ — ستیا جگ پو تاب آپنے نور کا

دورانی ادک من میں دھر اضطراب — سو جا شاہ کن کھول کر موں نتاب

کہی یوں کہ یک ساتریے تے بھی میں — جو آتی ہوں نت داد منگنے کے تئیں

نہ میرا توں دیتا دسے داد کچ — نہ سنتا دسے میری فریاد کچ

بھلا ہے جواب زہر کھا جیو دیوں — سہیلیاں میں سب ٹیک کرناؤں لیوں

جوں اس دھات وو شاہ کوں لیایی واز — کھیا مار و فرزند کوں راس باز

دیں ایسے منے ساتواں آ وزیر — کھیا یوں کہ اے شاہ روشن ضمیر

مرے تئیں غصا دل تے کر آج دور — بلا شاہزادے کوں اپنے حضور

حقیقت یو کیا ہے سو توں آج پوچ — کہ شاید کہے کھول او تجھوں کوچ

جلکچ ہے سو حق ظاہرا ہوئے آپ — کہ ڈوبے نہ تحقیق چھپے نہ پاپ

جو یو بات ادک خوش لگی شہ کے تئیں ۱۲۵۰ — بلا بھیجیا شاہزادے کوں وین

نزک آکر او شاہ کوں دیکھیا — دعا شہ کوں موں کھول بیحد کیا

فصاحت سیتی بول اٹھیا بعد ازاں — کہ اے بادشاہے زمین و زماں

مرے حق پو کر سعی لئی کچ حکیم — ہنر علم سکھلا کیا منج فہیم

جو خوش ہو دیکھیا کھول طالع مرے — نکل سات دن مچ پو آے برے

سو بولیا کہ اس سات دن میانے توں — نہ کو بات کر ہے خلل تج کوں یوں

کیا میں نہ بات اس سبب سات دن — گنگا ہو ٹیکر چپ رہیا رات دن

جو ایسے میں شہ کا ہوا منج طلب — کھڑیا قصہ آکچھ کا کچھ ہور عجب

مری ماں ہو رانی شہنشاہ کی — پھرا دل برا دشت جو منج پو کی

سینا جھاڑ سولے اوٹھی منج پوگھات | دئی شہ کوں تصدیع لئی مکر سات

ولے کچ اسی کا چلیا نیں یہاں | ۱۲۶۰ کہ حق تھا سو آیا نکل ناگہاں

ٹلے آج تے او سنگیں دیس سات | ہوا میں سرافراز کر شہ سوں بات

جوں اس دھات فارغ ہوا بول کر | گلے لائے وین شاہ دل کھول کر

وزیراں جتے اپنے تھے خاص و عام | کر اس دیس یکدھرتی حاضر تمام

سراسر بھرا مجلس آنند سوں | دیا ملک ہور راج فرزند کوں

کیا او سکے استاد کوں پیشوا | اپیں بادشاہی تے فارغ ہوا

پلا زہر رانی کوں ماریا جیواں | ہوا سرخرو آپ دونو جہاں

وورانواں سو بولیا حکایت تمام | کھیا اوس سہیلی کوں اے نیکنام

پرت کی اگن کی بڑی کچ ہے سیک | اگر توں ہے عارف تو اندیش دیک

مجازی اچھو یا حقیقی اچھو | کرے جیو کی پروانہ ذرا اچ او

کھیا میں تو سب کھول تج گیان سوں | ۱۲۷۰ توں جا یار کن اپنے ایمان سوں

پکڑ جیو اوسکا نظر ٹھار رک | ادکھیاں تے اپیں توں ہشیار رک

درنگ کی توں کرتی روانا ہو بیگ | ولے یار نہ لاگو آنا ہو بیگ

دو جانے بدل جوں سٹی پانون بھار | نکل آئیا صبح دشمن کے سار

پھری سرد ہو وہیں چلی گھر منے — اگن ہو پڑی جا کو بستر منے

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہفتم

جو فرعون خورشید کا چھوڑ شرق — ہوا غرب نیل آب میں جا کو غرق

سو مہتاب موسیٰ نمن دور تے — جوں آیا نکل شرق کے طور تے

پھر او برہنی نار رانویں کن آئی — سو دلگیر ایس تے اُسے سخت پائی

رگے رگ میں پھر بے قراری چھٹی — نپٹ چیٹ پٹی سات یوں بول اوٹھی ۱۲۸۰

کہ اے میرے غمگین کے غم گسار — توں کس فکر تے آج ہے بے قرار

میں آئی جو توں فکر میری کرے — نکی مج دکھی فکر تیری کرے

سن اس بات کوں او پنکھی بہا اوساس — کھیا یوں کہ اے موہنی حق شناس

توں محبوب ہے ذات ونتی گنبھیر — حسب ہور نسب میں نہیں تج نظیر

ولے یار تیرا ہے کس دھات کا — منجے فام نیں اسکی کچ ذات کا

اگر ذات ونتا ہے تج سار کا　　تو یار اس کھیا جائے تج نار کا

اگر یوں نہیں جان صد حیف ہے　　جئے لگ تجے تا ابد حیف ہے

کہ اچھتا ہے جاں جنس سوں جنس مل　　تو کھلتا ہے جوں پھول مل دل سوں دل

اسی بات کی یک موافق کی بات　　کتا ہوں سن اے ہنی پاک ذات

سنیا ہوں جو تھا ایک جنگلی شغال　　۱۲۹۰ پہر بھار تھا حرص کوں لے دنبال

جنگل سٹ طمع دار ور زور ہو　　گھراں میں لگیا پیٹنے چور ہو

ولے رند ہور سخت مکار تھا　　سنپڑتا نہ تھا کس کوں عیار تھا

سو یک روز بر حکم عادت وہیں　　بھکا ہو چلیا سیر کرتا کہیں

نما شام ہوی دیک ہشیار ہیں　　ہلوں نیل گر کے چلیا گھر میں ہیں

بھریا نیل کے رنگ سوں ایک خم　　جو دیکھیا ہلا وین خوشی سات دم

سٹیا جا کے اس خم پو جوں ہات اول　　سو گئے گنٹ تے ہات دونوں پھسل

پڑیا خم میں تل سیر اوپر پانوں ہو　　ڈوبیا نیل میں خوب اس ٹھانوں او

تمام انگ یکرنگ کالا ہوا　　صبا کا نزک جوں اوجالا ہوا

مشقت سوں وس خم تے نکلیا بھار　　جنگل کے کدھن خوش کیا دیں گذار

جنگل کے اوسے دیک حیوان سب　　۱۳۰۰ رہے یک طرف تے ہو حیران سب

جتنے وحشیاں جو اتھے خاص و عام　　دئے باگ کی چھوڑ خدمت تمام

دلاں میں جو کی ہیبت اسکی اثر　　ہوئے سارے اسکے مطیع آئیکر

سیر اسکے چڑی دیک امرت کی بھاگ　　لگے ڈرنے ہم بور نیچے و باگ

ولے سوں صفا باندمیدان ہیں　　لگے چلنے اسکیچ فرمان میں

پھکیا اس خوشی تے سو دورا ہوا　　منم ساٹ مغرور پورا ہوا

وٹلے آپنے حوصلے کوں نچھان　　نہ دیوے درندیاں کوں نزدیک آن

ملے اپنے ہم جنس سوں یار ہو　　کرے حکم ساریاں یو سردار ہو

اٹھے جسگھڑی سب شغالاں پکار　　اپے بی او اٹھے اسگھڑی واں پکار

کتیک دن تچھے جو بن چتل ریچ باگ　　اٹھے خواب غفلت تے یکبار جاگ

جو واقف ہوئے اسکی آواز پر　　۱۳۱۰　　غضبناک ہو اسکے وین ناز پر

پھریا خیال یکدھر تے سب یکبار　　منگے پھاڑ اس ٹکڑے کرنے ہزار

سمج مرگ او اپنی نیلی شغال　　وھانتے کیا نہاسنے کا خیال

نہ کس فام ہوئے تیوں اس ٹھار تے　　گیا تک سو بانچیا اس آزار تے

سینا کرلے اس دھاک تے چور ویں　　رھیا ہور جنگل میں جا دور کئیں

ملہ یہ اور اس کے بعد کا شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

جو اسکے تھے ہم جنس واں بے قیاس — سب یکدھرتے اسکے ملے آس پاس

دیکھت صورت حال اسکا عجیب — لگے پوچھنے تب سو و کھول جیب

جکچ حال تھا آپنا سربسر — کھیا دل میں کچ نا چھپا کھول کر

تب او دل میں سب لیائے حیف اگ — نجھا سرتے یک لگ اوسے خوب دیک

کہے تج تو اے بھائی پروردگار — دیا تھا بڑی کچ بزرگی کا ٹھار

ولے قدر اسکا سکیا نا پچھان ۱۳۲۰ — تیری ابلہی کا دکھیا یاں نشان

نزا قصہ سن اے ہمن ہیں کے یار — ہے تحقیق اسکی حکایت کے سار

کتے ہیں جو کوئی شخص دانا انھا — ولے کج اسوں یو زمانا انھا

سو سامان جا سب پریشان ہو — کہ دلگیر تھا او پشیمان ہو

سو کی مفلسی بہر لے ہیچ اوسے — بغیر ایک گدھڑا نہ تھا کچ اوسے

کہ دبلا ہوا وبی ادک باج گھانس — نکل پیٹ کا بھار آیا تھا بانس

مہربان ہوا اسکے حق پر او مرد — لیا کھینچ آپس پو اسکا او درد

سو پیدا کرا ایک باگ کا چمڑا — سلا سیج سوں خوب اسکے اوپر چڑا

اٹھیا بعد ازاں بول اس دھات سوں — ارے خر سنیگا مری بات توں

جو منگتا ہے توں پیٹ بھرنے کے تئیں — تو جا رات کے وقت چرنے کے تئیں

اگر باغ میں ہوئے تیرا گذر ۱۳۳۰ تو موں کھول فریاد ہرگز نہ کر

جو رکھوال واں تج دیکھن آئینگے تج اس شکل سوں باگ کر پائینگے

ترے ڈرتے نزدیک آسے نہ کوئی توں چرتے وقت تج پھراسے نہ کوئی

چھپا دل میں رک یو نصیحت مری نہ اظہار کر کئیں حماقت تری

سراسر اسے پند دے اس وضا جو چرنے کوں جا کر او دیتا رضا

سوراتاں کوں وو ونچ جاتا اچھے ہریا خوب چارا چراتا اچھے

کنک دیس کوں جب او موٹا ہوا ہری گھانس سوں چرب پوٹا ہوا

پڑے چندنی کی رات جسکی نظر تصور کریں باگ پچلا ہے گر

قضا و قدر یوں ہوا ایک رات چلیا چرنے کوں باغ میں ذوق سات

جو ہور ایک گدڑا ہم اُستے اول اسی ٹھار آیا تھا چرنے بدل

بھریا پیٹ سو دُم ہلا شاد ہو ۱۳۴۰ کیا ناگہانی جو فریاد او

او خرے خری جوں کیا آشکار بسر او نصیحت اٹھیا دیں پکار

پڑیا بھار جوں آپنے راز تے بلا آئی اسیر اوس آواز تے

پڑیا جوں او آواز مالی کے کان صحی اسکوں گدڑا چ ہی کر پچھان

پکڑ اس کتک سات رنجور کر بچارے کی پھسلیاں سٹیا چور کر

طبیعت جو اصلی بد اسکی پھرائی — نصیحت اسے کام واں کچ نہ آئی

کہ او شخص گدڑے کوں کرہے قیاس — جتیا باگ کالیا پنادیں لباس
(یعنی اگر کسی — جتنا)

نہوئے باگ وو یو بچن سانچ ہے — سو گدڑا سو آخر کوں گدڑا چ ہے
(بات — سچ — گدھا)

جو گئی رات باتاں میں تج آج کی — اٹھ اے شہپری شرم ہور لاج کی

ترت آج جا یار ہو یار سوں — کر انکھیاں کوں سیر اسکے دیدار سوں

دیک اس امتحاں کی نظر سات آج — ۱۳۵۰ — سہج خوب ہے اسکی سب دھات آج

کیتی قصد جانے کوں جوں او نگار — سو دن جو ہرا اپنا کیا آشکار

نکل گھر تے اسوقت جانے نہ پائی — گیا چوک بل سو نجھانے نہ پائی
(یعنی گیا جو اُبل)

اُبل آئے سو عشق کوں داب دیں — پلنگ پر چڑی جاکے بے تاب ویں

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہی عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہشتم

مگر سور کا جیوں گگن تے اوتر — گیا ہیں مغرب کی دریا بھیتر
(مگر مچھ — سورج — آسمان — گھس کر — اندر)

سو شرق کے چشمے کے میانے تے بھار — نکل آیا چاند مچھلی کے سار

پھر او نار جیوں بین بن نیر کی — ہدف بے قراری کی ہو تیر کی

طلب سوں جو رخصت کی پراویں گن آئی — انجو برہ کے داٹ انکھیاں ہیں لیائی

کہی یوں کہ اے مصلحت کے عزیز ۱۲۶۰ — مری زندگانی تو کچ ہوئی نہ چیز

کہ تنگ آئی ہیں یار کے برہ تھے — بچالے منجے آج اس گرہ تھے

توں گرچہ مٹھی پر ہے در اصل ذات — ولے عقل میں توں ہی عالی صفات

تج اپرال مرا جو ہے اعتماد — بھلا جو کرے منج دکھی کوں توں شاد

جوں اے بات انواں سنیا کان دھر — دیا جاب اُسے اس وضع گیان دھر

کہ اے نار تیرا ہوں یں گرچہ دوست — ولے مغز سوں توں ہے ہور یں سو پوست

توں اپنی فراست کی دیکھ کھول انکھی — کہ ہے آدمی نفس سو یں ہوں پنکھی

ہوا تج سوں محرم تو یں کیا ہوا — کہ نیری لیکھے روز یں ہوں نوا

چھپانا بھلا راز توں غیر تے — نہ دیکھیا وفا کوئی اس دیر تے

توں عاشق تو ظاہر کھانی ہی سچ — منج انگے توں آتلملاتی ہی سچ

ولے عشق تیرا دسے منج دروغ ۱۲۷۰ — نہیں راستی کا کچ اس یں فروغ

مبادا ترا عشق اے گلعذار — اچھے آج اس ایک رائی کے ہار

اگر جیو منگتا ہے سننے ترا — توسن قصہ کہتا ہوں میں اوس کیرا

سنیا ہوں جو تبریز میں ایک ٹھار — اتھا ایک تاجر بڑا مال دار

سو یک جو تھی ہور ایک بیٹی اُسے — نھنی تھی کہ بھیا کر نہ دیتا کسے

قضا یوں ہوا جو او تاجر گنبھیر — گیا ایک دن گشت صحرا کے دھیر

سو ایک کھوپری آدمی زاد کی — یکایک اسکی نظر تل پڑی

لکھی تھی یوں اسکی پیشانی منے — کہ جس وقت پر جیوتا تھا اُونے

کیا خون انسان کے چار بیس — موا ہے یو اجنو سو یکبار سیس

او ہشتا دنا ہو کے ہشتاد کے — کریگا یو خون آدمی زاد کے

لگیا بھوت تاجر کے دل کوں عجب — ۱۳۸۰ سو یوں بول اپس میں لیا آپ تب

کہ جیتے براں کر دلیری یو مرد — کیا ہے عجب نئیں اسی خون فرد

یو مُردا ہو لگتا ہے منجکوں محال — اسّی خون بھی کیوں کریگا اپال

بری کی، نہیں اس اجا کر لجاؤں — چھپیا کر بھی اسکوں رکھوں ایک ٹھاؤں

کہ اس دھات وو کھوپری خوب یو نچ — پیشانی پو کے حرف سارے کھرونچ

پسا خوب باریک سُرمے نمن — سو حُقّے ہینے گھال راکھیا جتن

ولے یوں نہ سمجھا جو تقدیر کوں — کیا جائے نا دفع تدبیر سوں

کتک دن گذر گئے پچھے ویک بل | گیا جیوں او تاجر تجارت بدل (کے لئے)

جو نبٹی اتھی اسکی جیسی پری | سو یکدن نظر اس چتے پر کری (ڈبیہ)

وو کھانیچ کی بست ہے کر پچھان (کھانے ہی کی چیز) | حقا کھول کر کھائی تھوڑا نہ جان

سو در حال قدرت تے مریم کے سار (طرح) | ۱۳۹۰ ہوی بن پُنس پیٹ سوں او نگار (بغیر مرد کے حمل)

تاثر[۱] جو اس کھو پری کا کیا (اسی وقت، اثر) | وو کھانیچ میں اس حمل رہ گیا

جو نو ماس پورے ہوئے وو نھنی (مہینے) | سلامت سوں او نار بیٹا جنی

نھنی کی جو ماں اس نھنے کوں دیکھی | سو ناؤں ابن غیب اس نھنے کا رکھی (نام)

برس سات بعد از وو تاجر گنبھیر | سفر تے جوں آیا پھر اپنے مندھیر (مکان)

دیک اس خوب فرزند ادب دار کوں (ان کے دیدار) | لگیا پوچھنے آپنے نار کوں

سو عورت کہی سر بسر قصہ کھول | فکر زاد ہو باپ موں سوں نہ بول (ان بات)

سمج یوں لیا جو اسی کاچ میں | ہے آثار کچ یو غلط نئیں ہے ہیں

نہیں کوچ حیلے کوں یاں بل اتال (قوت اب) | نہو سے مقدر مبدل اتال (بات، نہ ہو سکے)

کیا عقل میں آئے تیوں میں ولے | خدائی سوں کیا زور کسکا چلے

کر اس دھات یوں دل کوں خاطر نشاں | ۱۴۰۰ رہیا چوپ گھٹ کر وو چنتا براں (فکر جان)

---

۱ ۔ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے ۔

وو بالک جو دن دن کوں تنانا ہوا (بچہ، بڑا) — خرد مند ہنرمند دانا ہوا (ن۔ خرد میں وحید زمانا۔)

کتک دن کوں دریا پوتے جوہری — لے نادر اتم جوہراں سمدوری (سمندری)

جو تبریز کے شہر میں آئیا — جواہر امولاک جو دکھلائیا (بیش بہا)

وو تاجر کتک جوہراں قیمتی — لیا مول کر جوں انو پاس تھی

وو نادر جواہر پرک ابن غیب — کھیا یوں کہ ہے اس جواہر میں عیب

جھلک میں تو ظاہر ہے یو بے نظیر — ولے کاچ تے مول میں ہے حقیر (کانچ)

اتھے گرچہ واں لئے جواہر شناس (بہت) — ولے اس نمن کر سکے نئیں قیاس (طرح)

تب او تاجراں ہو پشیمان سب — رہے اسکے پارک پو حیران سب (پرکھ)

فراست جوں اسکا ہوا آشکار — سو او جوہری ل کیے یوں بچار

کہ ہر حال کر دل کوں تاجر کے شاد ۔ ۱۴۱۰ اسے مول لینا دے پیکے زیاد (پیسے)

سنیا جسگھڑی ابن غیب یو بچار — کھیا یوں کہ اے تاجر حق گذار

اگر بیچتا تو انو کوں منجے — تو ہے ایسے میں فائدہ لئی تجے (بہت)

وو تاجر سن اس نور دیدے کی بات (ن۔ نور سیدے) — اسی دھات بیچا دیا انکے ہات

جو او جوہری اپنے مقصود پائے — لے دنبال اُسے آپنے شہر آئے (ساتھ)

سو اس شہر کا راج بھوگی گنبھیر — جہاں پروراں میں جو تھا بے نظیر

سو تھیاں عورتاں چالیس اس راج کوں — نہ ویسیاں کہیں شہریاں آج کوں

انو میں جو رانی یکن خوب تھی — سو اس راج کے دل کی محبوب تھی

مل اچھتی براں اس سوں وو شہ چتور — لیکر آئی جیتیاں سو مچھلیاں حضور

جو مچھلیاں کوں دیکھی وو دہن کھول آنکھ — لیتی آپنا موں وین آنچل میں ڈھانک

سبب کھول جن اسکوں پوچھیا وو (عورت) راج — ۱۴۲۰. کہی تب کہ اے صاحب تخت و تاج

مگر اس مچھیاں میں اچھے کوئی نر — مبادا پڑے منج پو اسکی نظر

جوں اس دھات کی بات بولی او نار — وو مچھلیاں وو ہیں ہنس پڑیاں ایک بار

نپٹ (بہت) اس ہنسی پو تھے او دھن او راج — ہو حیراں اپس میں ہوئے لاعلاج

سبب اس ہنسی کا حکیماں (عقلمنداں) کوں پوچ — جو دیکھے کسی تے ہوا حل نہ کوچ

جوں اس باب عاجز ہو سارے رہے — بناں کوئی اس راج کوں آکھے

کہ اس شہر میں یک نوا نوجواں — خدا اسکوں لیایا ہے اس (بعدازاں) درمیاں

سو ہے ابن غیب اس کیرا (کا) نانوں سو — سمجھتا ہے بات اہل دریا کی او

اگر شہ منگے کرنے یو فکر دور — بلا بھیجنا اسکوں اپنے حضور

سبب مچھلیاں کی ہنسی کا تمام — کہیگا وہی جیوں ہے تیوں کھول فام

اسی سات (ساعت) اُسے شہ بلا بھیجا — ۱۴۳۰. نزک اپنے دے مان (عزت) بسلائیا (بٹھایا)

جو تھا جس ہنسی کے بدل بے قرار | کیا اسپو اظہار سب ایکبار
تب او کار دسٹ دل میں تے فنک و ریب | بچن ماہیاں سات کر ابن غیب
کھیا یوں کہ اے راج یو ماہیاں | سو کرتیاں ہیں اس دھات سیتی بیاں
جو ہے عورتاں چالیس اس راج کوں | سو ہر یک جنی چھوڑ دے لاج کوں
خوش ایک ایک امرد کوں رک اپنے پاس | پنا ہر اکیس کوں زنانی لباس
نہوئے تیوں کسے فام ادک شوق سوں | گماتیاں ہیں وقت اپنا ذوق سوں
جے رانی جو راجہ کنے تھی کھڑی | ہے اس کام کے فن میں سب تے بڑی
جو ہمنا کوں دیک مار عصمت کی لاف | چھپائی جو موں وو سو تھا سب خلاف
ہنسا آئیا اس سبب بے شمار | سو سارے ہمیں ہنس پڑے ایکبار
جوں اے بات مچھلیاں کی تقریر سوں ۱۴۸۰ | کھیا کھول اس راج گنبھیر کوں
ہو درہم اور اجا حرم بیچ جا | دھونڈانے جو فرمایا جا بجا
او چالیس مرداں نکل آئے بھار | سب اس عورتاں کوں کیا سنگسار
کہ آخر ہوا وکھو پری ابن غیب | اتھی خون کی بھار بھا سب کے عیب
نہ تاجر کی حکمت چلی کچ یہاں | قضا جیوں اتھا تیوں ہوا ناگہاں
گر اے نار توں جائگی عاشق کے گھر | توں اس سات کچ جھوٹ دعوی نہ کر

توں عارف سہیلی ہے بہو جھند کی
نہیں کوچ حاجت تجے پند کی

اچھیگا ادک منتظر آج یار
رضا ہے مری ترت جائے نگار

ہوی مستعد جوں او جانے بدل
وہیں دیس غوغے سوں آیا نکل

برہ پھر جو اس تیر ہو کر جیبیا
ہدف ہو پڑی سو نجانے چھیبیا

غواصی اتم رین کالی دراز ۱۴۵۰ یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی
ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب نہم

جو سب دیس پھر اژدہا سورکا
کیا غرب کے غار میں ٹھانوں جا

گج اجلا اتم چاند کا بے بدل
گنوارے تے مشرق کے آیا نکل

پھر او برہنی نار گج چال کی
لنبے بال ہور گد گلے گال کی

اوٹھی بول طوطی سوں اس دہات آ
کیا دکھ کہوں تجکوں ہر رات کا

کہ کہنے ہور آنے تے تج ٹھاؤں کوں
گھٹے تو پڑے جیب ہور پاؤں کوں

جو آووں تو باتاں میں بہلا یہی مج
خجل ہر رین کر پھراتا ہے منج

منگوں میں جو تج دھرتے کچ پاؤں سُک ولیکن نہ دیکھوں بغیر دُکھ پو دُکھ

کیا ہے برہ سانپ ہو مج پو قہر اُتار آج توں منج تے ہر کیوں وو زہر

سن اس بات کوں وُ بنکھی نامدار ۱۴۶۰ کھیا یوں کہ اے گیاں ونتی نگار

عبث آپنا تند کرتی مزاج یو کیا سرزنش ہی جو کرتی ہی آج

تیری مصلحت کے بغیر بات میں نہ لیاؤں نُ باں پر کسی رات میں

ذرا فکر کچ میں نہ میرا کروں صبا اوٹھ اندیشہ سو تیرا کروں

کھیا منج ہوا خواہ کا اے سُندر تیرے دل کوں لگتا ہی کڑوا اگر

میرے بول ہرگز توں کڑوے نہ جان میٹھے شہد تے بھی میٹھے کر پچھان

کتا تجکوں منج باج ایسا ہی کون جو بھورا ہو تجھ غم تے لے چھنک لون

اگر یار کا آج منگتی ہے سنگ تو منج لیا نکو اس تے پیلاڑ ننگ

شتابی سوں جالا اُتی بار کی ولے خوب خدمت کرا وس یار کی

کہ جیوں ایک شہزادہ دھو دل تے شک کیا خدمت یک سانپ کی چیدرک

سو وو سانپ اوسے یوں کیا کامگار ۱۴۷۰ جو دیک رشک کھانے لگیا روزگار

سن اے بات پھر اون اک چھند سات کہی منجکوں بول اوسکی خدمت کی دھات

سو بولن لگیا اے مدن کی متی سنیا ہوں جو یک ملک کا جگ پتی

اتھے دوئی فرزند اوسے بے نظیر — سو آخر کوں ہو پیر وو شہ گنبھیر

بڑے فرزند اپنے کوں نزدیک بولا — حضور آپنے تخت پر بیسلا

دیا اوسکے ہت سلطنت کا زمام — سب ارکان دولت کیے آسلام

جو بھایاں منے تھا اول اتفاق — بدل خسروی کے پڑیا آنفاق

تھنا بھائی اپنے تھے جی کوں ٹنک — تعدی بڑے بھائی کی سہ نہ سک

ہوئے فام تیوں کس پچھ ابھیس یں — چلیا سر لے ویتاگ پردیس کئیں

بغر سکھ نہ دیکھیا اتھا کد وہ دوکھ — سو دیکھین لگیا دکھ پو دکھ جاوہ سکھ

بغر نرم تھالیاں بچھانا نہ تھا — ۱۴۸۰ سو وہ چھوڑ بھوئیں کا بچھانا کتا

ہنسا باج رونا نہ تھا فام اوسے — سو آروونے سوں لگیا کام اوسے

دریغے جو آنے لگے دات کر — رہیا ٹکڑے ہو کر سینا پھاٹ کر

غریبی کے غم سوں ہو دبلا تمام — کسی شہر میانے کیا آمقام

نہ محرم جو بولے کچھ اوس کھول مکھ — نہ ہمدم جو خاطر کرے اوسپو دکھ

جیوں ایسا کھڑیا آسمایا اوسے — سو یکرات یوں دل میں آیا اوسے

زمانا تو مج سوں نہیں سازگار — نہ یاں کوئی میری خبر لین ہار

بھلا جو سمجھ اپنی غربت کے دیس — لیؤں دیس جیسے ہیں ویساچ بھیس

نکل آئیگا گر صبا کا پہار | تو گھر میں تے باہر نکل تیچ بار
پڑیگا جکوئی یاں نظر منج کوں | کرونگا اوسے خدمت اخلاص سوں
اوسی فکر سوں رات لہو گھونٹ گھونٹ | ۱۴۹۰ ہوی جو صبا سو جنجر کیچ اوٹھ
نکل گھر تے جیوں پاؤں بھایا بہر | سو کالا پڑیا ناگ اوسکی نظر
کہے تیوچ آنگے ہوا او سکے نہ ٹنک | قدم نیٹ کا ثابت اوس بھار رک
کہا یوں اتم ذات کے ناگ آج | نظر کر جو میرے نے کھلیں بھاگ آج
کہ اس شہر میں ہوں میں وارد غریب | جو نا کوئی مج دوست ہی نا حبیب
مرا ملک سو ہے بخارا و بلخ | کیا دیک فلک نے ندگی مج پو تلخ
بڑے بھائی کے ظلم و آزار تے | لے ویتا گ نکلیا ہوں گھر دار تے
اگرچہ بڑا دوکھ زادا ہوں میں | ولے نسل میں شاہزادہ ہوں میں
ہو بیزار اپن جنس کی ذات سوں | پریشان خاطر ہو اس دھات سوں
تیری چھاؤں میں آئیا ہوں اپتال | لے خدمت مرے ہات کر منج نہال
کہ منج دل منے ہے کہ تج خاص سوں | ۱۵۰۰ گموں ہور کروں خدمت اخلاص سوں
اگرچہ ترے سر میں ہے نیش رنج | ولے ہے ترے پانوں تل نوش گنج
سنیا اس تے جوں یو عجب بات ناگ | کھیا مہرباں ہو تب اوس سات ناگ

ترا اگرچہ دشمن ہوں میں اے جواں　　ولیکن ترا دوست ہوں کر پچھاں

کہ منجکوں اثر کی غریبی تری　　کرہنار ہوں میں طبیبی تری

کسی باب خاطر نہ کرلے ملول　　کہ خدمت کوں تیری کیا میں قبول

دے تقوی اوس اس دہارت اپنی مقام　　چلیا لے سو ہو وہ بجد صبح و شام

لگیا کرنے خدمت خوش اس ناگ کا　　سو دیک اعتقاد اوس اتم بھاگ کا

کھیا ایک دن یوں کہ اے یار میں　　جو یاں دیکھتا ہوں تو نئیں گنج کئیں

جو چلتی مری کوچ تدبیر یاں　　ترے باب کرتا نہ تقصیر یاں

اگر صدق تیرا ہے منج سوں صحی　　۱۵۱۰ تو آآج منج سات کر ہمرہی

فلانے نگر کا جو ہے تربتی　　ہے اس ماپن نادر اک اُجلا ہتی

اس اوپر ال اس کا ایتا کچ ہے پیار　　گھڑی اوس نہ دیکھے تو ہوئے بیقرار

جوں اوس ہست کوں کھول پانی پلان　　ندی کی طرف لیائیگا پیل بان

تو اوس ہست کے سنڈ میں پیس میں　　ضرر دیونگا دوئی دن بیس میں

کریگا کوئی آکر تو اسکا اوتار　　نکل سوں نہ میں سنڈ میں تے بہار

سُنا ہر سند آکو آواز تئیں　　سنگا تیچ نکل بہار آتا ہوں میں

لہ یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

جب اس دھات سوں کام ہو آئیگا　　تو لئی کچ توں اس راج تے پائیگا
بہت　راجا

کر اس دھات اوس جان سنگات بات　　چلیا اوس نگر کی طرف لے سنگات
طرح　شہر

جوں اوس ہست کو لیائے پانی بدل　　سو بیٹیا وہیں سنڈ میں دیک بل
ہاتھی　کے لیے　گھسا　دیکھ موقع

لگیا دیوں اس دھات سیتی ضرر　　۱۵۲۰ جوں آئی بلا ہست کے جیو اوپر
دینے　طرح　ہاتھی　جان

حکیماں جتے واں جو تھے خاص و عام　　وتے حکمتاں کر کے دیکھے تمام
اتنے　علاج

کسی تے ہوا کچ نہیں فائدا　　دئے شہر میں بعد ازاں یوں ندا

کہ جن اس ہتی کا کریگا علاج　　جو کچ اون منگیگا سو دیونگا اوس آج
جو

جو او شاہزادا اسنیا یو خبر　　کھیا خلق کوں واں کی یوں کھول کر

جو شہ کی رضا ہوئے تو یک رات میں　　کروں حکمت اوسکی ہر منج ہات میں
اجازت

کہ حکمت میں جوڑا نہیں منج کئیں　　طبیعت ہتیاں کی سمجھتا ہوں میں
مقابل　کہیں　مزاج

خبر سن شہ اسکوں بلایا حضور　　کھیا گر کریگا توں لے درد دور
یہ

کرونگا سرافراز اس دھات سیوں　　جو توں تھول ہو کھل رہے ذات سیوں
دل سے

سن اس بات کوں ویں ہتی پاس آ　　دکھیا ہات سٹ آنگ پر جا بجا
ڈال　جسم

خوشی سات کر دل کوں جیوں سمندپور　　۱۵۳۰ کیا وانتے سب بیل باناں کوں دور
وہاں سے

گئے بھانک جوں لوگ سب ٹھار ٹھار　　آدھی رات کوں ہات سنڈ پرا وتار
دریا بھرپور　جگہ　بھوٹ منتشر　بہاوت

سنایا جوں اپنا گلا ناگ کوں
سو آیا نکل سنڈ میں تے ہلوں

کر اُپکار اس دھات اس جوان پر
رضا لے چلیا ناگ وین اپنے گھر

جو یک کی ادھر ہست کوں نیند آئی
جھنجر کی ہلا آنگ وے انگڑائی

ہوا جوں انکھیاں کھول یکایک ہشیار
کھڑا ہور دھیا خوب اول کے سیار

جوں لے خوش خبر شاہ کوں انپڑی
بلا شاہ زادے کوں بھیج اسگھڑی

شہانی عنایت سوں بے حد نواز
کر اوس شاد کیتا ادک سرفراز

سمج قدر اسکا گلے لائے کر
لگیا مہر سوں مانے بھائی کر

جو آخر وو شہ حق سوں واصل ہوا
مراد اسکے دل کا سو حاصل ہوا

نظر پھر جو اسپر الٰہی کیا
۱۵۴۰ اسی شہر میں اسکوں شاہی دیا

جو دشمن ہے انسان کا سانپ آج
ہے ویسے کی خدمت میں ایسا رواج

کرے خدمت انسان کیرا جو کوئی
سرافراز دو جگ میں او کیوں نہ ہوئے

کھیا میں تو یو قصہ تج نار سات
بڑی رات ہوئی جا گم اس نار سات

وو جانے کی خاطر کیتی جوں خیال
سو آیا نکل دیس اسکا ہو کال

نہ جا سک ہوی نا امید اسگھڑی
سو پھر گھر میں جا تلملاتی پڑی

غواصی اتم رین کالی دراز
یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت شب دہم

جہاں گرد خورشید جوں وقت شام کیا غرب کے گھر منے جا مقام

نکل چاند مشرق کے باڑے تے بھار جوں آیا سو او دل ربا بے قرار

رضا کے بدل آئی رانویں کنے ۱۵۰۰ زباں کھول کریوں لگی بولنے

کہ اے دوست منج درد ہور دوکھ کے کرنہار فکراں مرے سوکھ کے

کدھاں لگ اچھوں اس جلے بھاگ سوں ہوؤں راکھ جل برہ کی آگ سوں

کہ دن دن دل اس برہ کے جبر تے رہیا لو موا ہو بجر صبر تے

نزک ہے جو بارا مری آہ کا سٹے منج اڑا گرد کر راہ کا

نہیں کچ مرے من کوں طاقت ایتال خدا تائیں دے منج اجازت ایتال

سنیا یو بچن سو کہیا اے سکھی کہ توں عین عذرا ہے اس وقت کی

مل یک دل ہو جا اپنے وامق کوں آج کر آنند یارے موافق سوں آج

ولے جب منگے گی توں دل کھول اسوں تو راز آپنا کچ نہ کو بول اسوں

کہ گر راز کوں فاش او یار دِو — ہوے واز یاری تے توں وُوں نہو

سنیا تھا جو سوداگر ہور یک وزیر — ۱۵۶۰ زمانے میں اپنے اتھے بے نظیر

سو دنیا میں کئیں نئیں سو یاری اچھے — محبت کی لئی اعتباری اچھے

سو یکدیس او تاجر نامدار — تجارت کی نیت سوں نکلیا بھار

چلیا جوں مسافر ہو سمدور کا — کیا دور لگ جا سفر دور کا

دیکھیا ایک جاگے پو جا شہار ٹیک — سو تھا واں ہنروند نجار ٹیک

کہ اس باج کشتی کے کوئی کام میں — نہ تھا نوح ثانی اس ایام میں

کرے چوب کا طوطی اس دھار اس — جو گویا ہو بولی وہ راسیک اس

نہیں تحفہ کچ اس تے بیلا ڑکر — دیا مال لئی کچ اوسے کاڑکر

دل اسکا پکڑ جو ہوا یار باش — سو ویسا چ را نواں دیا اوس تراش

چڑیا تحفہ نادر جو تاجر کے ہات — کھلیا پھول کے سار ادک ذوق سات

ولے جوں سفر میں لگیا اوس درنگ — ۱۵۷۰ وزیر اوسکی عورت سیں یاں جوڑ سنگ

گیپت عشقبازی لگایا اتھا — برایا ہو بل خوب پایا اتھا

سفر سے کتیک دس کوں تاجر جو پھیر — گھر آیا سو پایا خبر او وزیر

خوشی سات یک دیس مجلس بھرا — ویں اسکوں بلا بھیج اپنے گھرا

لیا ہات دل خوب خوشحال کر　　محبت کی منی سات متوال کر

کھیا یوں کہ اے میرے مجلس کے یار　　میرے تائیں لیایا توں کیا یادگار

او تاجر کھیا بعد ازاں اے امیر　　کہ لیایا ہوں میں تحفہ یک بے نظیر

یقیں جان اس دھات کا یادگار　　نہیں آج لگ لائیا کوئی یار

کہ اوگرچہ انواں تو ہے چوب کا　　دیوانا ہے عقل اوسکے آشوب کا

کہ گویا ہو کرتا ہے بات اس وضا　　جو حیران ہووے سن قدر ہور قضا

وزیر اس بچن کوں سنیا جسگھڑی　　۱۵۸۰　وہیں بے قراری سر اوسکے چڑھی

سو یک شخص کوں ترت ایسے منے　　دیا بھیج تاجر کی عورت کنے

اورانواں ترا مرد لیایا ہے سو　　گر اس وقت بھیجے گی منج پاس تو

اسے یک نظر دیک تیری سرائے　　سنگات بیچ میں بھیج دیونگا پھرائے

وو معشوق نا ٹھیل عاشق کی بات　　دی بھیج ترت آئے سو اوسکے ہات

دیکھیا جوں اورانواں تو ویساچ　　صفت اوں کیا تھا سو برجا چ تھا

بلا ایک نجار کوں کر نہ فاش　　شتابی سوں ویساچ رانواں تراش

دیا بھیج پھر اوسکی عورت کنے　　سو دیک فرق کچ کر سکی نئیں اونے

ولے دل میں یوں نا چھپا سک وزیر　　کہا کھول کر اپنی عورت کی دھیر

بہر حال او وقت گذران کر   دوجے وقت تاجر کوں مہمان کر
گزار   دوسرے

کھیا جے بچن منجکوں بولیا ہے توں   ۱۵۹۰ سو باور نہیں آؤ تا منجکوں
جو بات

جناور کہیں چوب کا بولتے   سنیا میں نہ کس تے ہوئے دن بیتے

ا؎ اوٹھیا بول تاجر تو اس دھات سات   اگر تجکوں باور نہ آوے یو بات

تو آ ہوڑ باندے ہمیں ہور تیں   کہ جے کوچ ہمن دو کی ہی ملکت میں
شرط ہم لگالیں   جو

جنے ہوڑ جیتیا اوسی کا ہے مال   قبول اس بچن پر ہوں جنتی حلال
یہاں تک کہ ہوئی

کر اس دھات سوں نبیڑ گھر آئیا   سو ویں رانویں کن شوق دھر آئیا
ٹھہرر

کھیا اے جو نادر ہی توں بات میں   بھریا ہے فصاحت تری ذات میں

ترے تئیں عجب ہوڑ بھایا ہوں آج   بڑا غل نگر میں اُچایا ہوں آج
لئے شرط کیا   شہر اٹھایا

صبا وقت ہی جو توں باتاں میں آئے   فصاحت سیوں یکدھر تے سب کوں رجھائے
صبح   ایک ساتھ بھائے

کہ مٹ بول رانواں ہی اوتار توں   مری آبرو رک یوں اسٹھار توں
شیریں سخن

بچارا ہوا او ازیوں بول بول   ۱۶۰۰ دلے کوچ نہ بولیا او منقار کھول

پڑیا شک میں بسلا لیا ویں کمر   گیا موں یو کا نور سارا اوتر
بھٹلالیا   منھ

پڑیا بھیں اپرال ویں آہ مار   لگیا لڑنے ماٹی منے بے قرار
زمین پر   لوٹنے مٹی میں

ا؎ ۔ یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

ستیا (پھینکا) پھاڑ تن پر کے کپڑے تمام ‫ کھیا کیا کچا (خام) ہیں کیا آج کام

بھروسے سوں اس پارچہ (ٹکڑے) چوب کے ‫ پڑیا ہیں تو دریا ہیں آشوب (مصیبت) کے

ستم ہور (شرط) نازوک گھیا لیا اپال ‫ کروں فکر کیا میں تو ہاریا اپال

نصرف میں میرے (ڈالا) جکچ (اب) آج ہے ‫ نہ رہسے (رہیگا) صبا (صبح) یو بڑا لاج (شرمناک) ہے

کیا کام کیسا غلط آہ میں ‫ ہوا کیا سبب آج گمراہ میں

مگر سحر گر تھا وو نجار کا ‫ دغا باز او باش سنیار (دنیا) کا

کیا تھا منتر پھونک گویا اوسے ‫ مری زندگانی نو کھویا اوسے

دغا آہ کیوں منج او پاپی دیا ‫ ۱۶۱۰ ‫ کھیں سر او چائے (اٹھائے) نہ تیوں منج کیا

گنوا (کھو) عقل کیا آج جھک (غلطی کیا) ماریا ‫ مرے سر پو ٹھولا فلک ماریا

اسی غم سوں کر آپسیں (اپنے آپ کو) مبتلا ‫ ہوا بے خبر تلملا تلملا

خبر لیا کیا گم او فرہاد جیوں ‫ یکائیک آیا اوسے یاد تیوں

سنیا سی اتھا ایک اس شہر میں ‫ کرامت سوں مشہور تھا دہر میں

مرادی (مراد مند) جکوئی دوڑ جاتا اچھے ‫ مراد استے البتہ پاتا اچھے

او رانوا لے سنگات ویں او نراس (ناامید) ‫ پکڑ آس (امید) بارے گیا اوسکے پاس

جکچ حال تھا کھول کہہ عجز سات ‫ او رانواں دیا کارٹب اوسکے ہات

ہوا واقف او جوں وو اسرار پر
دے تاجر کوں دھیرک کہا غم نکر

اچھن دے اے رانواں مرے پاس آج
کہ شاید بر آوے تیری آس آج

اگر بات گویا ہو رانوں کرے ۱۶۲۰
کریگا توں کیا نذر میری برے

اگر ہوڑ توں جیت خوشحال ہوئے
تجے دست اوسکا جو سب مال ہوئے

منجے کیا دیویگا سو تحقیق بول
او تاجر زباں اسگھڑی خوش ہو کھول

کھیا تجکوں او مال سب دیونگا
ہور اخلاص سوں تجکوں نت سیونگا

کھیا بعد ازاں او سنیاسی کہ ہیں
ہوں لا طمع منج مال کا طمع نئیں

اگر اوسکی عورت جبڑے ہات تج
حوالے مرے کرکے دے بس ہی منج

او تاجر قبول اون کہے تیوں نچ کر
رکھ اوس پاس رانواں چلیا اپنے گھر

جو قدرت کی اس دھات بازی گھڑی
سنیاسی کوں پھر سک سوں مستی چڑی

کہ تھی عاشق اسکی اول تے او نار
محبت گیپت لائی تھی بے شمار

چلاتی تھی اوس پر ادک ناز او
ولے کسپو ظاہر نہ تھا راز او

سنیاسی او سے بول یوں بھیجیا ۱۶۳۰
اگر سانچ ہے منج پو تیرا جیا

ترا مرد رانواں جو لکڑی سوں اس
کئے سو رکھیا جو اہے تیرے پاس

جو بھیجی گی منج پاس تو دیک دیں
پھرا بھیج دیونگا اسی سات ہیں

پکڑ خاطر اوسکا جو دی بھیج او ۔۔۔ اوسے رکھ اور رانواں دیا بھیج یو

صبا ہوی سو تاجر جھنجر کیچ اوٹ ۔۔۔ ستارے نمن آپنے گھرتے تٹ

کیا جوں سنیاسی کوں تسلیم جا ۔۔۔ دل اوسکا ہوا شاد او بیم جا

بزاں اوسنیاسی کھیا اس طریق ۔۔۔ نکو ڈر ہے توفیق تیرا رفیق

جو میرا دعا حق کیا مستجاب ۔۔۔ کیا تیرے رانویں کوں گویا شتاب

خوشی سات اوسے لیکے جا گھر اتال ۔۔۔ ہو ور اوسپہ کام آپنا کر اتیال

ہوا دست جیوں ویچ رانواں اوسے ۔۔۔ سو حاصل ہوا سکھ فراواں اوسے

چلیا گھر کوں ویں اوس دنیا دار کے ۔۔۔ ۱۶۴۰ ملے لوگ یکبھر تے سب شہار کے

ہوے شک کیا سرتے محکم وو ہوڑ ۔۔۔ دیا لیا کے رانویں کوں مجلس میں چھوڑ

سو یوں وہاں لگیا خوش ہو مرغولنے ۔۔۔ رنگا رنگ باتاں میٹھیاں بولنے

جو مجلس ہوا شکرستان تمام ۔۔۔ دلاں کھل رہی جیوں گلستاں تمام

ہو حیران آپس میں آپ وو وزیر ۔۔۔ کلینے لگیا دیک رانویں کے دھیر

عجب اے جناور کی تقریر ہے ۔۔۔ یو تاجر کی مت گھر کی تاثیر ہے

چلیا اوٹھ وہیں اپنے رانویں کے پاس ۔۔۔ دیا کچ نہ وو جواب سو ہو نراس

تمام اپنے سامان سوں عورت کوں ہار ۔۔۔ خجل ہو خموشی کیا اختیار

کر یکدھیر تے دست تاجر تمام — کیا اوس سنیاسی کوں جا کر سلام

وو عورت وو سامان سب اوسکوں بخش — چلیا آپنے گھر کدھن ٹھیل رخش

ہوا جمع خاطر سو تب کھول ہوں — ۱۶۵۰ وو رانویں کوں پوچھن لگیا اے سونوں

نہ کر بات کل منجسوں خاموش تھا — سو کہنا نزاکاں گیا ہوش تھا

کہا تب وو رانواں کہ اے سائیں ہیں — نہ تھا کل تیرے گھر ہیں تھا ہور کئیں

کہ عورت کوں تیری مگر او وزیر — لگا عشق مخفی کیا تھا اسیر

سو اوس پاس منج بھیجکر دی اونے — ویں ایمان بدلا وہ ایسے منے

جو تھا اوس کنے ایک نجار کا — تراش ایک رانواں ہرے سار کا

دیا سو اوسے بھیج تج گھر دیا — مجھے سو نزک آپنے رکھ لیا

جو توں پھر اور انواں سنیاسی کے پاس — گیا لیکے دلگیر ہو بے قیاس

سو پا بھید خوب او سنیاسی تمام — نہوئے نیوں کسی کوں سمجھ ہور فام

ترت اوسکی عورت کنے تے مجھے — منگا بھیج جوندی سوں دیتا تجھے

کہ عاشق اتھی اوس سنیاسی کی اون — ۱۶۶۰ دغا کھائی بات اوس سنیاسی کی سون

عقیدہ تیرا خوب تھا کر قدیر — کیا سرخرو سب میں تج آج پھیر

اگر کوئی کسی پر اندیشے بدی — پھر اوس پر بہے وو بدی ہوندی

کیا مکر تج یار سوں جیوں وزیر ۔۔۔ لیا بیر وو مکر اوسکوں نچ پھیر

نظر شرم پر جو کہ دوسریاں کی بھائے ۔۔۔ خدا شرم پھر اوس کی کیوں نا گنوائے

سنیا بات تاجر جوں اس دھات کی ۔۔۔ رہیا گم ہو سُد چھوڑ دے ذات کی

ویں اوس نار تے ہات دھو ایک بار ۔۔۔ غصا آئیا سو کیا سنگسار

خدا کی محبت سوں دل جوڑ ویں ۔۔۔ دیا سنگ یہ ساریاں کیرا چھوڑویں

عجب آج کا دور ہے اے نگار ۔۔۔ کسی پر کیا جائے نا اعتبار

تو دانی ہے ہر بات کیا کہوں تجے ۔۔۔ نکرا ستے پیلاڑ غمگیں مجے

اگر اس پو ہے پیار تو اوڈھا ایتال ۔۔۔ ۱۶۷۰ ۔۔۔ بہر حال جا یار کا پا وصال

اوسے آپنے دام کا کر شکار ۔۔۔ ولے راز دل کا نہ کر آشکار

جیوں او نار جانے بدل قصد کی ۔۔۔ نکل دیس آیا ہوی بھر دوکھی

پلو سوں لے مکھ آپنا ویں لپیٹ ۔۔۔ رہی جا چھپانے میں دلگیر لیٹ

غواصی اتم رین کالی دراز ۔۔۔ یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ۔۔۔ ولے کال سو عاشقاں کا یہی

(حاشیائی الفاظ: دشمنی، عزت، ڈالے، طرح، ہوش، عورت، ساتھ، کا، زیادہ، اب، کیلئے، دن، منہ، آنچل)

حکایت شب یازدہم

سوتے کا پنکھی سورجوں سیر کر — چلیا غرب کے آشیانے بھتر

طلاء پرندہ سورج

بگولا روپے سار کا صاف چاند — کیا دیکھ پرواز انچل سر کوں باند

چاندی مانند — میں

جوں او نار دلگیر رانوین کن آئی — سو بولی کہ اے بھائی تیری ڈُرائی

کے پاس — دہائی

میں اے عشق کرتی جنم جیو کہنی — کہاں تے مری مائی ہنجکوں جنی

جان کندنی

جتا دل کوں کونڈوں نہ دے راہ میں — تو رہتا ہنیں کیا کروں آہ میں ۱۶۸۰

مقید کروں ضبط کروں

یو کس دھات کی آکے بازی کھڑی — کدھر کی بلا آ مرے سر پڑی

قسم

کہ ہر سات دستا ہے منج غم نوا — یو کیا کام کی منج کوں کیا ہوا

ساعت

یو کیا عشق بھیدیا مری ذات میں — کہ آتا ہنیں یار اجھوں ہات میں

سمایا — ابھی

نہ منج بیقراری کوں ہے ٹھیر کچ — نہ کوشش کوں تیری ہے تاثیر کچ

ٹھکانا

ہوا فکر تے چور سینا مرا — یو کس دھات کا آہ جینا مرا

معما یو کھلتا ہنیں کھول توں — مرا عاقبت کیوں ہے سو بول توں

یو باتاں سنیا جبوں و را نوان تمام — دیا جواب یوں اوس کہ میں تو مدام

خدایا سِ منگتا ہوں اس دھات سات کہ دنیا میں جو لاگ ہے تیری حیات
جب

کسی باب کا نا اچھے غم تجے ملے ترت تیرا وو ہمدم تجے
ہو جلد

ولیکن اپتی بے قراری نہ کر ۱۶۹۰ توں ٹکڑے الیس جیوں سُپاری نہ کر
اپنی سپیاری (چھالیہ)

کہ جو کام ہوتا اچھے صبر سوں اُتا لا نہ کرنا او سے جبر سوں
ہو بیقراری

مری سعی کوں آج ضائع نہ جان کہ ہے کارگر آس آخر پچھان
امید

جو یک ہو وین دو دل مل اخلاص سوں تو اولٹھا گھڑی میں سٹیں پھاڑ کوں
اولٹ

سُنی ہے کہ مُیں یو قصا اے سُندر کہ یک مینڈک یک ڈھونک ہور یک بھنور
پھینکیں بھونرا

اگرچہ اہیں یو جناور نھنے ہوئے مل کے یکدل تو تینو جنے
جانور چھوٹے

ہتی سار کے جانور کوں پچھاڑ کیے زیر حیلے کے پھاندے میں پاڑ
مانند پھندے ڈال

کتا ہوں سن وو قصہ تج سات میں کہ یک تھا جنگل میں کتیتے جھاڑ کئیں
کیتنے

شہانی چھتر سار کا سایہ دار چڑیا تھا جنگل کوں سب اوس تے سنگار
سایہ مانند

سو اوس جھاڑ پر یک چڑی مستدام فراغت سوں رہتی اچھے کر مقام
چڑیا مدام

کتک دن کوں آ ایک جنگلی ہتی ۱۷۰۰ ہلانے لگیا جھاڑ سو اوس پہ تے

جھڑ انڈڑے سب اوس کے لگے پھوٹنے لگی وو چڑی غم سوں لہو گھوٹنے
انڈے

بچیاں کے بدل ہو پراگندہ حال پریشاں ہو پھرنے لگی ڈالے ڈال
لیے

چلی کچ نہ تدبیر سوں تلملے — مچھر کا ہتی پر کہو کیا چلے

جو یک ڈھونک سیتی تھی یاری اَوے — نہ سہ سک یو دو کہہ جا پکاری اَوے

کہ اے دوست کچ نئیں رہا مج میں حال — کہ ہوں یاک بلاتے نپٹ پائمال
(بہت)

کدھی نئیں سو اس بن میں یک آ کے ہست — مری جمعیت کوں دیا سب شکست
(کبھی)

جب انڈڑیاں تے میرے نپجے بہار آئیں — تب اوسکے ہلانے تے پڑ بھوئیں پہ جائیں
(انڈے — ہاتھی — زمین)

رگڑمال ہوویں جو چمٹیاں کے بال — چُبے ہر گھڑی منج کلیجے کوں بھال
(چونٹیاں — حوالے — باہر — چبھے — بھالا)

بہر حال توں ایسی تدبیر کر — جو میں اس بلاتے چھوٹوں پھیر کر

بغیر آشیانا بغیر خانماں ۱۷۱۰ قیامت گزرتا ہی کر منج پہ جان

سن اے بات وو ڈھونک دلگیر ہو — کھیا مشکل اوسکی ہے تدبیر سو

کہ ہے وو جناور بڑا اوسپہ آج — چلے منج یکیلے کا کہہ کیا علاج

بری دوست میرا جو ہے یک بھنور — بچار اوس سوں میں دیونگا تج خبر
(بھنورا — البتہ — پوچھ)

کہ تدبیر میں آج دانا ہے وو — فراست میں منج تے توانا ہے وو

کہہ اس دھات دونو چلے اوس کنے — سنیا بات جو خوش حکایت اونے
(طرح)

سو بولیا کہ اے دوستاں دوست یں — جو کام آ پڑے تو کرے ناخوبیں
(کئیں)

کرہنار ہوں اوسکی تدبیر میں — نہ کرسوں کچ اس ٹھار تقصیر میں
(کرونگا)

ولے دوست میرا ہے مینڈوک ایک　　کریں مشورت بارے اوس سوں ٹک ایک
ذرا

وو تینو بھی ہو مضطرب بے قیاس　　چلے متفق ہو کہ مینڈک کے پاس
ــــ مضطرب

جو ظلم اوس ہتی کا کہے کھول کر　　۱۷۲۰ وو مینڈوک تب یوں اوٹھا بول کر
ــــ مینڈک نے

کہ اے دوستاں کچ کرو غم نہ کو　　جمع ہر سند خاطر اپنا رکھو
ــــ خاطر اپنی کو ہر کیوں

کہ حیلے سیتی یار سوں دند سار　　کیا جائے جیوں موم نرم ایکبار
سے　دشمن کی طرح

جو منگتے ہو تم وو ہتی دفع ہوئے　　سنو میں کہے تیوں جو کچ نفع ہوئے
چاہتے

بھلا جو بھنورا اول اوس پاس جائے　　ہلوں شور کاناں میں اوسکے اوچائے
بھونرا　کانوں　اٹھائے

کہ ہے عاشق وو اوسکی آواز کا　　ہے خواہاں ادک اوسکے پرواز کا
بہت

جب او مست ہو اوسکی آواز پر　　اچھیگا کھڑا ویں لے سُنڈ اپنی سر

بزاں ڈھونک جا آپنی نوک سات　　سٹے پھوڑ انکھیاں کرے اوسپہ گھات
بعد ازاں　پھینکے　دشمنی

جو اندلا ہو جاگے تے سک مین نہ ہل　　دو دن اوسپہ گذرین تھیں دیک پل
اندھا ــــ وہاں تے سکے نا او چل　بعد　موقع

ہلوں جا نزک میں اٹھونگا پوکار　　کہ بُجتا ہے میں ہوں کہ پانی کے ٹھار
آہستہ　نزدیک　سمجھتا　جگہ

جب آواز میری کوں او پائیگا　　۱۷۳۰ ہو پیاسا وو میرے دُنبال آئیگا
پیچھے

بزاں اوس لجا ایسے بائیں منے　　سٹونگا جو بھی پھر نہ نکلے اونے
بعد ازاں　کنوئیں میں　ڈالونگا

کر اس دھات کا خوش ایس میں بچار　　چلے اوس ہتی کے نزک ہر چہار

اوسی دھات اول بھنور گھمگما   کیا کان ہیں اوسکی جیوں زمزما

سو ہو مست وو ویں دیا سنڈ چھوڑ   سو جا ڈھونک انکھیاں سٹیا اوسکی پھوڑ

ویں اڑپڑا اور دسات سر جھاڑ جھاڑ   نہ ہل سک کھڑا ہو رہا جیوں پہاڑ

چلا

کتیک بار کوں جوں وو پیاسا ہوا   سبج باٹ ناسک اُداسا ہوا

دیر راستہ غمگین

جو ایسے میں مینڈک نکل ناگہاں   پوکاریا سو تقوی ہوا اوس وہاں

ڈھارس

ہلوں ڈگ اوچا اوسکی آواز پر   چلیا اوسکے دنبال ویں خیال دھر

قدم اٹھا پیچھے

سو کرڑکی پو یک بائیں کی لے گیا   سلامت اپے جا کنارے رہیا

کنارے کنوئیں

یکایک جو سنبھال ناسک وو تول ۱۷۴۰ جو سٹنے گیا پاؤں آنگے ٹول

ڈالنے آگے

پھسل پاوں مینڈک کہے تیو نچ وو   پڑیا ڈب موا بائیں میں وو نچ وو

ڈوب کنوئیں

چڑی کوں کر اس دھات امداد ویں   وو تینوں چلے پھر کہ ہو شاد ویں

طرح

سن اے موہنی پدمنی ذات کی   کہ یاراں کی یاری ہے اس دھات کی

اوٹھ اے دل ربا فکر کر دل کی دور   بڑی رات ہوی یار کے جا حضور

جو خوش ہو کیتی خیال جانے بدل   نکل صبح آیا تیا نے بدل

کی کیلئے

نہ جاسک رہی ہو نراسی وہیں   پڑی جا بھوکی ہور پیاسی وہیں

ناامید بہت

غواصی اتم رین کالی دراز   یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب دوازدہم

سورج دیس کے روم کا بادشاہ کیا جا کے مغرب مین جوں تخت گاہ

رین شام کے ملک کا راج چاند ۱۷۵۰ نکل آیا دیکھ او دھن لے شاند

انجھو میگ انکھیاں تے برساوتی چلی راتوین کن پھیر دھنڈلاوتی

کہی یوں کہ اے طیر گن گیاں کے اے ٹھنڈک میرے دل و جان کے

ہنوز جیو اچھوں کو تلک اس وضا ترت آج کی رات دے منج رضا

جو پنج میں اچھتی اگر سنگ تے تو کر دل کوں گھٹ چپ رہتی ننگ تے

ولے کیا کروں ہے پنج خاک تے اسی واسطے برہ کی دھاک تے

اپس میں اپے گل کے ہوتی ہوں نیر تو ایسے منے گر نہوئے دستگیر

تو سینا مرا ترٹ ختے بار نئیں کہ سکھ سوں رہنے جیو کوں ٹھار نئیں

ملاوا اگر نا اچھے یار سات تو کیا کام آوے کنا یو حیات

رہیا آ کے ہونٹاں منے جیو آج بھلا جو ملے منجکوں وو پیو آج

سُن اس دھات کی بات رانواں گنبھیر ۱۷۶۰ وین آنکھوں سیتی ڈھال دو بوند نیر
تسم سے ڈال بند پانی

کھیا یوں کہ اے موہنی یو حیات بھلا جو ہووے صرف یاراں سنگات

گذر عمر جاتی ہے جس یار باج وو جیتیاں منے مُئیں مویاں میں ہے آج
جسکی بغیر زندوں میں مُردوں

اگر ہے توں عاشق صبوری نہ کر متی ہو پرم کی غروری نہ کر
مست محبت

جو دیکھے گی مجلس توں جب یار کا ادب دار ہو رکھ ادب یار کا
باادب

نہ ہنس پڑیگا یک ہنسالے نکو ہے گنبھیر تو تج یو چالے نکو
بزرگی حرکات

کتا ہوں حکایت ہنسی کی تجے سُن اے دھن خدا دیوے نیکی تجے
عورت

کتے ہیں جو کرمان کا تاجور دھر نہار تھا ایک رانی سُندر
ن تاجدار ن رکھی ایک رانی سندر اپنے نھار

رین دن اسیکلچ اوسے خیال اچھے محبت کمال اوسکے اوپرال اچھے
رات رہے اوپر

ندیم ایک نادر جو اوس پاس تھا ظرافت کی یاکی منے راس تھا
دوست ن خلافت میں سرتاپاؤں لگ

وو ہنستا تو جھڑتے اتھے موتی پھول ۱۷۷۰ اکرے شاہ اوسکی ظرافت قبول

جو یک دیس حاضر نہ تھا او بلا سو گھر تے اوسے شاہ بھیجا بُلا
دن

نکل گھر تے آتے براں وو ندیم دیکھا باٹ میں ایک زنگی لئیم
وقت راہ حبشی

جو کرتا ہے رقص اور اوچایا ہے شور ہے ایک آنکھ روشن دوجی آنکھ کور
اٹھایا دوسری

نہ کچھ ذوق میں اوسکی ذرا ہے فرق ہوا ہے نپٹ شوق میں اپنے غرق
بالکل

یو حالت دیکھ اوسکا جو پوچھا ندیم — دیا جواب اس دھات (طرح) سوں و لئیم

کہ یو ذوق ہور شوق اے شخص عین — مجھے اس سبب ہے کہ میں آج رین (رات)

کرونگا ملاقات محبوب سات — ملونگا سہی آج مطلوب سات

کسی کی مجے اس بغیر چار (پرواہ) نئیں — خوشی بھی مجھے استے پیلار (زیادہ) نئیں

ندیم اوسکو پھر خوش ہو باتاں میں گھول (ڈال) — کھیا کوں محبوب تیری ہے بول

سو بولیا کہ آیا ہوں میں یاں (یہاں) نوا — ۱۷۸۰ لگی اس محلہ کی خوش ہنج (مجھ کو) ہوا

اسی ٹھاؤں (جگہ) دو دن تے ہوں میں مقیم — سنیا ہوں جو یاں کوئی شہ کا ندیم

رہتا ہے سو ہے عورت اوس خوب ایک — وو عاشق ہوی ہے مجے آج دیک

وو جاتا ہے خدمت کوں شہ پاس آج — سو پھر گھر کوں آیسے (آئیگا) نہ دن دوئی (دو) باج (بغیر)

منجے ذوق ادھر اوس سکھی سات ہے — مگر آج معراج کی رات ہے

ندیم اوس زنگی نے سن اس بات کوں — لیا ٹکڑے کر دل (اندر) بہتر ذات کوں

کرے کیا سما (وقت) یا کھڑیا زور کا — بولانے شتابی (جلدی) سوں کوئی ہور آ

نہ چھوڑا اوسے لے چلیا شاہ پاس — بچارا وو دلگیر ہو بے قیاس

ہنسائیں (ہنسی) اوسکا جو گلریز تھا — ظرافت جو اوسکا رنگا میز تھا

بسر (بھول) سب گل اوس فکر تے نیر (پانی) ہو — کھڑا شہ کنے آکے دلگیر ہو

سچیں جس کے دل کے بہتر غم بسے ۔۔۔ ۱۷۹۰ کہو او ادھر کھول کر کیوں ہنسے

ہنسا خرمی باج آوے نہ کس ۔۔۔ خوشی بے غمی باج بہاوے نہ کس

دیکھا جوں اوسے شاہ غمگیں عظیم ۔۔۔ تصور کیا جو ستم یو ندیم

ہو مغرور ادک خودپسندی سیتی ۔۔۔ کیا ہی ترش روئی رندی سیتی

غصے کی نظر سات دیک شاہ اوسے ۔۔۔ دیا بھیج زنداں میں ناگاہ اوسے

سو عالم ہوا اوسپہ تاریک پھر ۔۔۔ چڑی فکر زنگی کی زور اوسکے سر

لگی چٹپٹی سو اُدھی رات کر ۔۔۔ کیا شاہ کے قصر کی رد ہر نظر

سو اوس قصر کے کاندسیتی پھرا ۔۔۔ گئے ہیں کھڑا مست کُنجر بڑا

اوس اپرال بیٹھا ہی یک فیلباں ۔۔۔ قوی دھنگ ورزور کٹا جواں

جو دلخواہ رانی تھی اوس شاہ کی ۔۔۔ ہلوں قصر اپرال تے راہ کی

سوئی دیکھ سر کی اپس دھیٹ کر ۔۔۔ ۱۸۰۰ پڑی آ اوسی ہیت کی پیٹ پر

کر اوس فیلباں سات سنبھوگ واں ۔۔۔ چڑی قصر پر واں پکڑ ریسماں

ندیم اے تماشا عجب دیکھ جیوں ۔۔۔ ہنسا سو جھڑے موں میں تے پھول یوں

جو زنداں گلستاں ہوا اوسگھڑی ۔۔۔ سو وہیں یو خبر شاہ کوں انپڑی

صبا ہوی سو وو شاہ جوں پھول کھل ۔۔۔ جو بیٹھا اتھا اوس سکی سات مل

کھِلے پھول نرگس کے لیا صدر پر | رکھے تھے سو دیکھی (بغور) بچھا وو سندر

شباہت وو دھرتی ہیں کر آنکھ کے | بچن (بات) شہ سوں موں پر انچل ڈھانک کے

کہ تیرے نین (آنکھیں) بن بگانے (غیر کے) نین | مناسب نہیں دیکھنا مج کدھن (طرف)

جیوں یو بات اوٹھی بول کر وو چنچل | سو وہ پھول نرگس کے تازے پچھل (بعد ان)

یکائیک سب ہنس پڑے غیب تے | سو وو خام (بے عقل) دھن (عورت) غافل اس عیب تے

پکڑ کھینچ ویں شاہ کے دور (دامن) کوں | ۱۸۱۰ کہی کیا سبب یو ہنسے بول توں

کہ نا کھول توں یو نہ بولے منجے | نچھوڑوں ہیں اسے دیونگی جیو (جان) تجے

ہو حیراں ویں شاہ اس بات کا | کیا من منے فکر کئی دھات (طرح) کا

ولے پا نہ سک بھید اس راز کا | ہوا عاجز اوس شوخ طناز کا

بولا شہر کے عارفاں کوں تمام | دیکھا پوچھ وو شاہ عالی مقام

سو کوئی جواب اوسکا نہیں دے سکے | رہے لوگ حیراں سب شہر کے

بزاں (بعد ازاں) وو خردمند زیرک ندیم | جو زنداں کے تھا بند میانے (میں) مقیم

دیا بھیج پیغام شہ کوں شتاب | جو ہوئے امر شہ کا تو اسکا جواب

کھونگا حضور آئیکر کھول میں | سمجھتا ہوں اس راز کا بول میں

یو پیغام سنتا چ وو داد گر | بولا بھیج اوسے لکھ وضا شاد کر

کہیا اے ظرافت کے سمدور گنبھیر ۱۸۲۰ شگفتا ہو جوں باغ میرا ضمیر
سمندر بزرگ

جو برسائیا پھول تج لب تے رات سو کیا ذوق تھا تج کنا مج یو بات

زباں کھول تو وو ظرافت شعار دعا شاہ کوں کر اول بے شمار

قصا اس زنگی ہور عورت کیرا کر اظہار بولیا کہ سینا مرا

جو دکھ سات دا اٹیا سو تج سات ہیں مجالس میں کیتا نہ کچ بات ہیں
کا بھر گیا کیا

سو زنداں میں کر خشم بھیجا مجے لیا بیر بھر غم پہ غم آ منجے
دشمنی

لگی جیٹ ہٹی نیند اوڑی آنکھ تے کلیجے میں سو فکر جیوں بانک تے
بے قراری

اٹھا جاگتا سو آدھی رات کوں دیکھا شہ کی محبوب اتم ذات کوں

جو بیلیبان کے عشق کی ہو متی اشارت کیتی سو نزک لا ہتی
متوالی کی

پھر آیا جو دیوار کن سو اوتر محل تے پڑی ہستی کی پیٹ پر
کے پاس ہاتھی

کر اوس ٹھار خوش حاصل اپنا مراد ۱۸۳۰ چلی پھر سو آیا ہنسا مج زیاد
جگہ

جو تھا میری عورت کیرا دکھ مجے گیا وو نکل کر ہوا سکھ مجے
کا

جہاں تے پریزاد چاتر سکھی کرن کام اس دھات کا نہیں شکی
جبکہ چالاک کرنے جھجکی

بچاری وو عورت میری بے ادب کرے کام ایسا تو کیا ہے عجب

وو سر پاؤں لگ فسق میں ڈب تمام کہاتی دیکھت تج انگے نیک نام
ڈوب کہلاتی دیکھکر پاس باعصمت

لگیا جھوٹ سو ہنس پڑے نرگساں — عجب کیا جو اوس پر ہنسیں کرگساں

کیا ختم اس دھات جوں بات کوں — شتا لیا غضب شاہ کی ذات کوں

سو چاروں کو فرمائیا سنگسار — کیا فسق تے پاک دونو دیار

اگر نر ہو یا نار ہوے نگار — بھلا جو اچھے اپنے ست پر قرار

کرے کام اگر کوئی تو ایسا کرے — جو اوس کام پر بول کوئی نا دھرے

اتال اے سہیلی نہ کر توں درنگ — ۱۸۴۰ بجا یار سوں آج خوش راگ و رنگ

درس یار کا جب نچھاگی سیرس — نکی تب ہنسی میں سٹیگی الیس

جو کچ میں کتا ہوں سو واں یاد رک — اپسے نشاد اچھ ہور اوسے نشاد رک

منگی جو سٹے بنک تے پاؤں بھار — صبا ہنس پڑی سو رہی اپنے ٹھار

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہی دیس روشن صحی — ولے کاول سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب سیزدہم

جو رانواں کندن کا سورج جگ اوجال — لیا آپس مغرب کے پنجرے میں گھال

اتم باز اُجلا چندر کھول پنکھ　　اُڑیا شرق تے جیوں گگن پر نسنکھ
(نیک، پر، آسمان)

سو او غم بھری نار غم آسو پھیر　　نچھا دیکھتی ہی جو رانویں کے دھیر
(عورت، آسے، پھر، بغور)

منڈی شہپراں کی طرف کھینچ ویں　　ہے مشغول اپس میں انکھیاں موںچ ویں
(طرف)

دیک احوال بولی کہ اے سبز پوش　　۱۸۵۰　　یتی فکر کیا ہی جو ہے تو خموش

میں آئی جو اپنا کہوں دکھ کو کھول　　توں بتری کیا منجکوں غمگین نہ بول
(بدتر)

میں آئی جو تج سوں کروں بات کچ　　ولے دیکھتی ہوں تیرا دھات کچ
(وضع۔طریقہ)

میں آئی جو تج سوں صفا یاؤں آج　　تو لینا چ میرا سٹیا ناؤں آج
(لیتا ہی، چھوڑا، نام)

میں آئی جو برہا کرے دور توں　　کیا سر تے مج دکھ کے سمدور توں
(نے سر سے، سمندر)

میں آئی جو کچ جمع نے جنیت ہوئے　　کیا پھر پریشان نہ کہہ مجکوں کوئی
(غم ہجر، دل جمعیت مجھ تے)

میں[1] آئی جو لیوے مرا بھار او تار　　سو پورا او چایا مرے سر پو بھار
(بار، اٹھایا، بار)

میں آئی جو تج تے کھلیں یو نصیب　　کیا کی تغافل توں یوں اے حبیب
(کیوں)

انکھیاں کھول اس بات پر تے جواب　　دیا تب او رانواں کہ اے ماہتاب

تیری فکر کا اضطراب آج منج　　لیا بیر کر بے حساب آج منج
(دشمنی)

کہ تیری برت کی اگن میں وو یار　　۱۸۶۰　　جو ہی سر تے پاداں تلگ جلنے ہار
(عشق، آگ)

---

[1] یہ شعر نسخہ الف میں نہیں ہے۔

سر پر اپنا راکھ کی راس کر ۔۔۔ رہیلا ہے تیرے وصل کا آس کر
(جسم ۔ ڈھیر طرح ۔ تیار)

نکی کام اوسکا نہ پختا ہو خام ۔۔۔ یکائیک رہجائے ووں ناتمام
(نہ کہیں ۔ اسطرح)

کہ جوں زحمت اوس بادشہ کا بھلا ۔۔۔ نہو سک وہیں رہگیا نمکلا
(ناتمام)

وو کیوں نمکلا رہگیا سو تمام ۔۔۔ کتا ہوں سن اے دلربا نیک نام

سنیا ہوں جو کس ملک میں ایک ٹھار ۔۔۔ صفادار تھا نادر یک مرغزار
(کسی جگہ ۔ نایاب)

ہریا ایک اونچا جو تھا جھاڑ واں ۔۔۔ سو تھا ایک رانواں بچے کاڑ واں
(ہرا ۔ نکال)

جو اوسکے بچے ٹوک شانے ہوئے ۔۔۔ قوت تن منے آتوانے ہوئے
(ٹک بڑے ۔ طاقتور)

اوسی جھاڑ تل ایک روباہ اچھے ۔۔۔ خوشیاں سوں اچھلتے دیک اوسکے بچے
(رہے)

ہوس آئی سو جھاڑ پڑتے اوتر ۔۔۔ ل اون سوں لگے کھیلنے سنگ کر
(ساتھ ہو)

سو بھایا نہ وہ کھیل رانویں کے تئیں ۔۔۔ ۱۸۰۰ بچیاں کوں بولا اپنے نزدیک وِیں

کہا اے بچے بہو ہیں نادان تم ۔۔۔ کہ دھرتے نہیں کچ اجھوں گیاں تم
(بہت ۔ عقل)

تلے جانے کا چھوڑ دیو خیال ۔۔۔ گمو جھاڑ پر خوش پھرو ڈالے ڈال
(پھرو)

تمہیں اور ہیں ہور اُنو اور کچھ ۔۔۔ مبادا یکایک بدہوے شور کچھ
(ہو)

اُنن سات گمنا تمن خوب نئیں ۔۔۔ پھرانا تم اے انجمن خوب نئیں
(ان)

سنو کان دھر پند میری سچی ۔۔۔ ہو میرے بچے ناکرو بدبچی
(بیوقوفی)

کہ یک باندرا یو نچ اپن جنس چھوڑ — یکا ئیک جا غیر سوں سنگ جوڑ

ہم جنس کو — ساتھ

بلا آپنے جیو پر لالیا — کیا بدکچی سو جیو آخر دیا

سُن یہ بات دنبال پڑ وو نچے — کہے بول ہمنا جو وو یاد اچھے

اصرار کر — ہو

وو رانواں زباں کھول کر بعد ازاں — کیا اس صنا سات خاطر نشاں

کہ یک کوٹھ کے پھانچ پر کر بسرا ۱۸۸۰ مدام ایک رہتا اچھے باندرا

قلعہ — دروازہ — مقام

سکیا تھا وو شطرنج کا کھیل یوں — جو کوئی شہر میں نا سکے کھیل ووں

جو کتوال سوں واں کے ہو ایک دل — اچھے کھیلتا روز شطرنج مل

محبت جو ہوی وو طرف تے زیاد — سو پورا لگیا کھیلنے کا سواد

نفع

جتے اوس کے سنگات کے باندرے — کہیں ہیند تو کچھ اثر نا کرے

جو یکدن بھرا مجلس وو کوتوال — کیا گرم شطرنج پر کا خیال

لگیا کھیلنے کھیل جیوں جیوں بھرا — سو تیوں تیوں لگیا جیتنے باندرا

بار بار

برا مان کر دل میں وو کوتوال — ہنسی میں ستم اس گھڑی ایسے گھال

اپنے آپکو ڈال

جو یک مہرہ شطرنج کا کھیل کر — دیا باندرے کے اوپر پیل کر

چُکالے ویں اوسکی لڑیا ہات کوں — بچالے چلیا آپنے ذات کوں

جیوں اس دھات کا آسمایا کھڑیا ۱۸۹۰ کسی ناہس پر پھانچ پر جا چڑیا

نس

جو دن دن کوں وو زخم چرنے لگیا — مسلّم او سے درد کرنے لگیا

اگرچہ او سے زخم تھوڑا ہوا — ولیکن وو تھوڑا سو پھوڑا ہوا

جتے مرہماں لا لگاویں او سے — تو اگلا چ ہو فائدا نا دِسے

کتک دن کوں یاری دیے دیکھ نصیب — یک اوس شہر میں کئیں تے آیا طبیب

جو اوس درد کا پوچھے اوسکوں علاج — کہیا نہیں علاج اسکا یک چیز باج

اگر باندریاں کا لہو گرم لائیں — جراحت پر اوسکے پیاپے لگائیں

سو درحال ہووے بھلا زخم یو — نہیں تو بڑی کچھ بلا زخم یو

جوں اسد ہات فرمائیا وو طبیب — پھرے دیکھ اوس باندرے کے نصیب

بلا ہو شکاری لگ اوسکے دنبال — پکڑ لائے ہر حال جالے میں گھال

محبت اول کا جو ماضی ہوا — ضرورت سیوں کتوال راضی ہوا ۱۹۰۰

سو تُرت اوس بچارے کے پرزے کو کاٹ — جراحت پر اوسکے لہو لائے داٹ

ہوا وو جراحت تو اوسکا بھلا — ولے آئی باندر کے جیو پر بلا

اگر آدمی سوں نہ کرتا وو سنگ — تو یوں زندگی اوسپہ ہوتی نہ تنگ

دندے ہو دنداوس سات دھرتے نہ کوئی — پکڑ اس وضا خون کرتے نہ کوئی

تہیں اے بچے مرے فرزند ہو — بچیاں سات روبہ کے کھیلو نکو

دیا اس وضا پندرانواں تو لئی　　نہ رہیں اس بچیاں سوں گمے باج وے

قضایوں ہوا جو او روباہ کئیں　　گیا ایک دن دور چارے کتئیں

سو آیک درندہ جناور وہاں　　بچے اوسکے سب کھا گیا ناگہاں

جو آ دیکھتا ہے وو روباہ شام　　بچے نئیں ہیں خالی پڑیا ہے مقام

کلیجا لیا درد سوں چیر ویں　　۱۹۱۰ پڑیا بھیں پہ ہو سخت دلگیر ویں

کتک بار کوں ٹک جو پایا قرار　　لیا آپنے دل منے یوں بچار

کہ رانویں کے شاید پکڑنے بچے　　شکاری یہاں کوئی آیا اپچھے

نہ سنپڑے دیکھ او ہات خالی نجا　　بچیاں کوں مرے لے گیا ویں اُچا

یو رانواں نہ اچھتیا گر اس جھاڑ پر　　بچاتا نہ کوئی یوں بچے کاڑ کر

بلا اوسکے ہمسایہ تے منج پہ آئی　　یو ہمسائگی سخت منج دوکھ میں بھائی

کہہ لے دل منے آپنے اس طریق　　جو تھا ایک سیہ گوش اوسکا رفیق

دُکھ اوس پاس جا سب کہیا کھول کر　　سو پھریوں اوسے وو اٹھیا بول کر

کہ اے یار تقدیر تھا سو ہوا　　توں اس ٹھار تدبیر کر کچ نوا

پُڑو لے نکو دکھ کے بھلے اپتال　　بچے تو گئے توں بچا لے اپتال

ہے توں گرچہ حیلے میں منج تے زیاد　　۱۹۲۰ کتا ہوں تجے حیلہ یک رکھ توں یاد

جو یانتے تو گھر آپنے جائیگا — شکاری کوں کئیں باٹ میں پائیگا
(اپنے گھر — راہ)

اوسے دور پرتے دے دکھلائی تو یوں — جو آوے نیرے پیٹھ لگ وو لکو

لجا کھینچ اوس جھاڑ لگ وین اوسی — جو رانواں بچیاں سات اوسکوں دسی
(عقب میں)

کریگا جب اوس پر نظر وو بلا — ترا خیال سٹ دے کریگا کلا
(شور)

سٹ اوس جھاڑ پر بعد ازاں دام وو — بچیاں کوں تمام اوسکی کر رام وو
(ڈال)

لجاویگا اوسکا ہے یو کام خاص — بزاں دغدغے تے توں ہوگا خلاص
(بعد ازاں فکر)

جیوں اس دھات کی وو نصیحت دیا — سو روباہ وین گھر طرف رخ کیا

سو دیکھا جنگل میں شکاری کوں ایک — دیا وو بچ دکھلائی اوسکوں ٹک ایک

چلیا وو شکاری جو لگ اوسکی پیٹ — اوسی جھاڑ کن لے گیا اوسکوں نیٹ
(سیدھا)

چھپیا جا جھڑپ میں اپے ناگہاں — ۱۹۳۰ بزاں وو شکاری کھڑا رہ وہاں
(جھاڑی - جلد)

بچے دیک رانویں کے اوس جھاڑ پر — شتابی سوں جالا سٹیا کا ڈکر
(ڈالا)

وو سینٹرے سب یکدھرتے جالے میں جیوں — کہا تب وو طوطا بچیاں سات یوں

مری بات سن تم نہ کرتے کلا — تو آتی نہ یوں آج لنگے یو بلا
(شور)

بچیاں سوں جو روبہ کے یاری کئے — ابہیں ہو تم اپسیچ خواری کئے

کہو یاں جواب میں کروں کیا ایتال — گلے بھالیے دام کر کام گھال
(ڈال لیے — خراب)

کتا ہوں کر واب تو بھی ایک کام　　مُوئے تیو نچہ دکھلاؤ اپسیں تمام
ویسنے
نہ پلکھاں ہلا خوب انکھیاں مونچہ لیو　　کتاک بار نا چھوڑ دم کھینچہ لیو
کتنی　دیر
اگر منج پکڑ کر لجاوے تو وو　　مرے تئیں دوکھی ہونکو غم کرو
لیے
اگر منجکوں جیتا رکھے وو قدیر　　تو آملنے ہارا ہوں تمنا سوں بھیر
لے ملونگا میں جلدی سوں آتم۔
اسی دھات سوں وو نچے دم نہ مار　۱۹۴۰　موئی تیو نچ دکھلائے اپس ایکبار
طرح
وو صیاد سچ مچ موئے کر کو جان　　دیا چھوڑ کر جیوں سو پائے پران
جان
بزاں کھول پر پھڑ پھڑا دو نچے　　اوڑے جھاڑ پر دیں ہو آنگے پیچھے
آگئے
ولیکن وو رانواں اپے سنپڑیا　　کرے کیا قضا اوس اوپر آ کھڑیا
گئے ہات تے سب وو صیاد دیک　　لگیا فکر کرنے کوں من میں ٹک ایک
دل
سو ایسے میں رانواں زباں کھول کر　　اوٹھیا اوس شکاری سوں یوں بول کر
کہ اے ان بچیاں تے جو ہی تو دکھی　　کرنہار ہوں میں تجے لئی سکھی
بہت　آسودہ
جو کچ اس بچیاں کا اچھیگا بہا　　سو چوگُن تج اپنڑ اُونگا غم نہ کہا
قیمت　چوگنا
کہ میں وو جنا ور ہوں گنبھیر آج　　جو ہر درد کا جانتا ہوں علاج
دھروں دل میں دریائے عرفان میں　　کہ حکمت میں ہوں آج لقمان میں
سن اے بات صیاد ہو شاد تب　۱۹۵۰　کھیا اے پنکھی توں ملیا مج عجب

نہ دیکھا پنکھی کئیں ترے طور کا تون سچلا ہے لقمان اس دور کا
طرح سچا
کتا ہوں سن اک بات تج سات میں بڑا ایک دھرتا ہوں سو رات میں
آرزو
کہ اس شہر کے شہ کوں ہے درد ایک جو ہر کوئی رہتا ہے حیران دیک
حکیماں کئے حکمتاں دھات دھات ولے خوب نئیں ہوئی اجھوں اوسکی دات
طرح ابھی
ہے علت جو کہتے ہیں اوسکوں جذام کیا وو تناب اوسکے تن کوں تمام
لاغر
اگر درد اوس شاہ کا توں گنوائے خلاصی مرے ہات تے بیگ پائے
جلد
کہا یو کتا کام ہے غم نہ کر مجے اس حکیماں کی توں سم نہ کر
برابر
اگر میں جو حکمت کیرے سر پر آؤں تو مہتاب کے موں کے چھایاں گنواؤں
کے منہ
داغ
قوت سوں مرے علم کے وید کے سٹوں کاڑ زردی کوں خورشید کے
اگر کوئی جو سو برس کا ہو ملول ۱۹۶۰ تو ہلکا گھڑی میں کروں اسکو پھول
بیمار
بری منج لجا ترت اوس راج پاس سرافراز کرتا ہوں تج بے قیاس
پس جلد
خوشی سات انویں کوں پنجرے میں گھال چلیا ویں اوسی شاہ کن لے دنبال
ڈال
کیا حیثیت اوسکی شہ پر عیاں سنیا اوسکی حکمت کے شہ جو بیاں
دی دینار صیاد کوں دس ہزار لیا مول اوسے وو شہ روزگار
دو سمرت پنکھی بھوگنی دسرے دن دیکھا شاہ کا جیوں وو زحمت کٹھن
نیک

دے تقویٰ علاج اوسکا کرنے لگیا   سو دن دن کوں زحمت اترنے لگیا

ڈھارس   بیماری

طبابت میں اوُن بے بدل ہو کہ فام   ہوا شاہ کا شاد روں روں تمام

سمجھ   رواں رواں

جو آدھا ہوا تن تے زحمت بھلا   لگیا شہ کوں چڑنے کلا پر کلا

گوشت آنے لگا

ولے جیوں بچے آویں انویں کوں یاد   تو ہوتا اچھے تلتل اوس دوکھ زیاد

براں اکیدن اوس شہنشاہ کوں ۱۹۷۰ کہیا نفع تو مج تے پاتا ہے توں

ولے پنجرے بیچ شدت سوں ڈال   رکھیا ہے منجے عاصیاں کی مثال

رہا کر جو انگن میں گھر کے پھروں   خوشی سوں علاج اس تے بہتر کروں

صحن

کیا شاہ جیوں اوسکی بات اعتبار   درونی تے پنجرے کے کاڑیا بہار

نکالا

سو در حال اوڑ قصر کے بام پر   جھوٹیا بند تے جیوں چلیا کام کر

ہوا غم سوں وو شاہ پھر مبتلا   وو زحمت سیوں وہیں رہ گیا نمکلا

رچھا دیکھکر اوس کے ظاہر کتے زیب   دغا کوں نہ سمجھا سو کھایا فریب

مائل ہونا

نہ سنتا اگر اوس غرض مند کی بات   تو دلگیر ہوتا نہ اس دھات سات

طرح

یقیں جان اے موہنی نیک بخت   منجے فکر سو یہ ہے ہر ایک وقت

مبادا ترا کام وہیں ناتمام   رہے ہو ہووے توں دکھی صبح و شام

ترا مرد اجھوں آیا نئیں تلک ۱۹۸۰ گلے کوں توں جا یار کے آج لگ

ابھی

اے فرصت غنیمت ہے کر جان توں | یو مشکل ترت کرے آسان توں
اوتالی وو جانے کی جو باب ہوئی | یکایک صبا ہوئی سو بے تاب ہوئی
وہاں لگ نہ جاسک وہیں رہ گئی | پھر انجواں کے پڑ لہر میں بہہ گئی
غواصی اتم رین کالی دراز | یقین جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی | و لے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شبِ چہاردہم

جو سلطان خورشید کا شام کوں | چلیا غرب کے گھر میں آرام کوں
نکل گشت کوں چاند کا کوتوال | جوں آیا سو وہ نار صاحب جمال
دریا عشق کا پھر کیتا دیک جوش | گرجتی بدل نسار کرتی خروش
جو راویں کے آیا سس یوں بول اوٹھی | کہ جلتی اچھوں کو تلک جوں بھٹی
جو ہے عاشقاں کا طبیب آج توں | ۱۹۰ دوا کر مری اے حبیب آج توں
کہ علت برہ کا لیا بیسر منج | کیا سر تے بے تاب دکھ چھیر منج
پڑی بھار طاقت نکل ذات تے | پنکھی اوڑ گیا صبر کا ہات تے

گر ایسے میں دیتا ہے توں منج رضا — سنبھالونگی اس جیو کوں ہر وضا

جنم جاں تے اس دھات سوں فوت ہوئے — نہ کی ہر گھڑی یوں ہری موت ہوئے

سن اس بات کوں او بنکھی آہ مار — کھایوں کہ اے موہنی بے قرار

نہیں عشق کا درد جس دل منے — بھلا جو سٹیں اوس بجابل منے

جھڑیں نا جس انکھیاں تے بُند برہ کے — او انکھیاں اچھو مبتلا گرہ کے

جے سینا پرم آگ سوں نا جلے — بھلا اوس سینے جو کٹاری سلے

جو ہے عشق کا تج کلیجے پو داغ — نہ اُس داغ کر جان توں ہے او باغ

جتا آج ہے تج جفا عشق تے .... ۲۰۰ — وِتا تجکوں دِن دِن نفا عشق تے

بہر حال پاگی توں مطلوب کوں — ولے منج سوں اخلاص دھر خوب توں

منجے آپنا مخلصے خاص جان — توں اوس راج منے نہو بدگمان

جو پوچھی بھیر او نار اس بات کوں — او ٹھیا بول بعد از اوں اس دھات یوں

سنیا تھا جو گذرے سو ایام میں — انتھا ایک صیاد کئیں شام میں

جو لے ہات میں دام کھیلن شنکار — گیا شہر کے بھار سو ایک ٹھار

لگیا ایک رانوں وہاں او سکے ہات — سو باناں میں آیوں کھیا او سکے سات

جو سنپڑیا ہوں میں آج تج ہات میں — خوشی آن لے توں تری ذات میں

که مج سار کا آج لگ کئیں شکار — نہیں سنپڑیا تج دریں روزگار

ہر حیثیت میں ہوں او تار میں — یقیں جان توں ہوں وفادار میں

اگر بیچنے منجکوں منگتا ہے توں ۲۰۱۰ — تو ہر حال منج ایک دنیادار کوں

جو تجکوں دو لاؤں اوستے لئی مال ہیں — اچھوں اوسکی صحبت میں خوشحال میں

جو صیاد اس بات کوں خوش کیا — لیجا شام کے شاہ کوں بیچیا

جو او بادشہ امتحاں کے بدل — کیا بات اُسوں سو کھلیا جوں کمل

فضیلت منے دیک اوسے بے نظیر — نہ دلگیر ہووے تیوں اوسکا ضمیر

نہ رکھ پنجرے میں اوسے قید سات — دیا چھوڑ کر ہور کھیا اوس یو بات

کہ تج سا پنکھی بے بدل حیف ہے — جو شدت سیتی پنجرے میں رہے

توں خوشحال اچھے تو ہے میری خوشی — رہویاں تو یا جاؤ تیری خوشی

رہتا ہی تو تیرا یو گھر ہے کہ جان — اگر نئیں تو جاجاں ہے تیرا مکاں

وو رانواں سن اے بات خوش ہاں کر — ہو شرمندہ اوس شہ کے احسان پر

جے رانوان جو تھا راج رانویاں منے ۲۰۲۰ — گیا وانتے درحال اوڑ اوس کنے

جو احسان اوس شاہ کا سربسر — کھیا خوش ادا سوں اوسے کھول کر

لگیا اوس شہ طوطیاں کوں عجب — سو یوں کھول منقار او ٹھیا بول تب

کہ منجکوں نہ تھا آج لگ یو گماں | جو انسان اس دھات ہوئے مہرباں

جہانتے جفا کار انسان ہو | کیا ہو وے گا تج پہ احسان وو

بھلا جو کرے خدمت اوسکی توں خوب | جو وو خدمت اوسکے رہی دل میں جوب

اگر کچ ہے ہمت تیری ذات میں | فلانے طرف جا توں ظلمات میں

ہے امرت کے چشمے نزک جھاڑ ایک | لیکر آ پھل اوس جھاڑ کا کاڑ ایک

وو پھل پیر کھاوے تو ہووے جواں | قیامت لگ اوس مرگ نئیں کر پچھاں

لے وو پھل کوں اوس شاہ کن انپڑا | کہ ایکبار اس تے نہیں کچ بڑا

دوراں واں شفقت اوسی دھات کر | ۲۰۳۰ پھل اوس جھاڑ اپر ال کا ہات کر

گیا شام کے بادشاہ پاس پھیر | کھیا اے شہنشاہ آفاق گیر

جدھاں لگ مرے تن منے ہے پراں | تج احسان کا میں بندا ہوں کہ جاں

کیا مج ترا لطف گستاخ دیک | لے آیا ہوں تحفہ ترے تائیں ایک

کہ ہے خاصیت ہیں وو آبِ حیات | رَس اوسکا سو ہے جوں شرابِ حیات

اگر شاہ اوسکوں کرے نوش جاں | تہوئے پیر دن دن کوں ہووے جواں

کہہ اس دھات وو پھل دیا شہ کے ہات | دیک اوس پھل کوں وو شاہ عالی صفات

کہیا اے پنکھی دھر مج اپر ال پیار | مرے تئیں توں لایا عجب یادگار

ولیکن حکایت وو عرفان کی　　سنیا ہے کہ نئیں توں سلیمان کی

کتے ہیں جو کوئی ایک دن جام سات　　سلیماں کَن لائے آب حیات

کیئے جوں او تکلیف پینے بدل　　۲۰۴۰ ابد لگ سلیمان جینے بدل

سلیمان ارکان دولت سوں تب　　کیئے مشورت سو کہے خوش ہو سب

کہ اے خاص پیغمبر اللہ کے　　اے ہادی دنیا دین کی راہ کے

بھلا جو کرے نوش یو جام توں　　ابد لگ جہاں کوں کرے رام توں

جسے پوچھے تو بھی دئے اے جواب　　بزاں کر طلب سیمرغ کوں شتاب

کیئے مشورت سو کھیا یوں اونے　　جو ہے توں نبی نادر اس جگ منے

دسے منج تیرے پورتے کاج یو　　جو توں آج پیوے یکیلاچ یو

عزیزاں ترے جائیں سب ہوں فنا　　کریگا یکیلا توں رہ کیا کتنا

تجے کاں وو سنیا ہے کاں وو قرار　　جو سوسے دنیاں کا فراق ایکبار

اگر تجکوں اتنا سکست ہو تو پی　　قیامت تلگ توں اکیلاچ جی

سن اس بات کوں وو خدا کا نبی　　۲۰۵۰ پھر اتب دئے جام اکیلا نہ پی

منج انماں سوا ہے اے جانور　　یکیلا رہوں کیوں اسے کھائیکر

کھیا بات جوں اوشہ کامیاب　　دیا پھر اوسے یوں اورانواں جواب

کہ اے شہ سلیماں کوں ممکن نہ تھا تب او جام سے او تغافل کیا

ولے تجکوں ممکن ہے فرما کسے جو بیریں لیجا باغ میں ترت اسے

پیرانے توں جسدن یو فرمائیگا اوسی دیس ہو یو جھاڑ بار آئیگا

بڑاں مل عزیزاں سوں کر نوش تو ولے ہنج نہ کرنا فراموش توں

وو پھل بیرنے شہ جو فرمائیا اوسی دیس پھٹ جھاڑ بہار آئیا

ہلایا قضا اوسکے جوں پات کوں پھل اوس جھاڑ کا تٹ پڑا رات کوں

یکایک ہوا سانپ کا واں گذر سو وو پھل لے موں میں سٹیا پھیر کر

ادھی رات کوں ہوگیا کام یو ۲۰۶۰ قضا کے بجز کس نہ تھا فام یو

جو رکھوال دیکھا جھنجر کیچ اوٹھ پڑیا ہی تلے ایک پھل خوب تٹ

او چالے خوشی سوں وو پھل دیک لے دیا لیا ترت بادشہ کوں وو پھل

چڑیا ہات دیک شہ وو پھل نرملا کیا امتحاں جوں اکیس کوں کھلا

سو در حال اوسے سانپ کا زہر چڑ ہوا بے خبر سو موا بھوئیں پو پڑ

تب او شاہ برہم ہویوں کہہ لیا بھلا جو نہ کھامیں تامل کیا

اگر بات رانوین کی سن کھاوتا تو میں بھی نتیجا یہی پاوتا

غصالا ہوا جوں او شہ داد گر کرن گھات اوسکے منگیا جیو پر

بچارا او ورانواں ہو حیراں ئیں — ایس میں اپے ہو پشیماں ویں

کھیا تب کہ اے شاہ گردوں وقار — منجے قید میں آج رکھ توں نہ مار

ہوا زہر کیوں یو سو حیران ہوں — ۲۰۷۰ گنوا عقل کوں یاں پریشان ہوں

مرے دل کوں آتا ہے یوں دغدغا — کہ اس ٹھار ابنہ ہے کچ دغا
(خیال۔گمان) (بات ہیں)

بھلا جو صباحل کے اوس جھاڑ تل — اَپے بادشہ جا اوتار او سکے پھل
(صبح) (نکال)

کھلا یک بڈھے مرد کوں دیکھئے — گر او بھی جو اِس کے نمن ناجیئے
(بوڑھے) (خود آپ) (طرح نہ زندہ رہے)

عذاباں سوں کر منج گرفتار توں — لیوے جیو تو میرا سزاوار ہوں
(سخت سزا) (جان)

ولے کم توں یاں سعی تیرا نہ کر — مشقت تو ناچیز میرا نہ کر
(محنت) (رائگاں)

سن اسکا بچن وو شہنشہ گنبھیر — چلیا وہیں اپے صبح اوس جھاڑ دھیر
(سخن) (کی طرف)

پھل اوس جھاڑ پر تے اتار اپنے ہات — بڈھا ینکھ یک شخص جو تھا سنگات
(بہت بوڑھا)

کھلایا اوسے جیوں سو درحال او — ہوا جوان کالے بڈھے بال ہو
(اسی وقت)

ہوا شاد بھو تیچ شاہ اوس گھڑی — رکھیا رانویں کی شرم اللہ اوسگھڑی
(عزت حق)

کسی کی بھلائی کوں پروردگار — ۲۰۸۰ کیا نئیں ضائع کہیں اے نگار

غصا دل میں وو شاہ لاے زیاد — ہوا تھا جو رانویں تے بداعتقاد

جو اوسکی بھلائی اگے او سکے آئی — سو شہ کی غضب کی اگن کوں بجھائی
(غصہ) (آگ)

جو خدمت مرا تج پو اظہار ہو — ہوویگا بوجھیگی مرا قدر تو
پہچانیگی

اگر منجپو تیرا کچ اخلاص ہے — تو جا یار کن یو گھڑی خاص ہے

وو جالیا اچھیگا ترے تئیں سر پر — تیرے وصل کا جا چھنک اوسپو نیر
جلالیا ہوگا تیرے جان — چھڑک پانی

منگی جوں او جانے سو آڑا ہو دن — نجانے دیا سو رہی پھیر ان
سدِّ راہ — واپس ہوکر

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہی عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب پانزدہم

سورج بور بچا جوں آسمان پھیر — کیا قصد مغرب کے جنگل کی دھیر
بچہ پھرکر — طرف

ہرن چاند کا اپنے بچیاں سوں ہل — ۲۰۹۰ جو مشرق کے صحرا تے آیا نکل
بچوں کے

پھر او دھن پریشاں ہوے حساب — جو نزدیک آنویں کے آئی شتاب
عورت

کہی اے میرے من کے جونے عزیز — سنی ہوں جو سنسار میں چار چیز
دنیا

چھٹیا تیر ہور موں تے نکلی سو بات — ہوا سو قھنا ہور گئی سو حیات
چھوٹا ہوا تیر منہ — گذرا وقت

بہ پھر آنا عجب یو پھرنہار نوئے — پھرایا نہیں آج لگ انکوں کوئے
واپس ہونے والے نہیں — واپس لایا تک

گذرتی ہے نت غم سوں مری حیات　　کدھاں لگ اچھوں غم سوں لیئوں جو رہات

ہمیشہ　رہوں　کب

کہ دن دن کوں میرے اوپر گھات کیاں　　گذرتیاں ہیں آتاں بُری دھات کیاں

دشمنی کرتے　طرح کی

جو ذوق آج کی رات تے ہیں نہ پاؤں　　عجب کیا ہے جو مر سینا ترخ جاؤں

تڑک

نہ ضائع کر اے عمر باقی مِری　　کہ گھٹتی ہے نت اشتیاقی مِری

ہمیشہ

نظر آج کر مج پو ٹک پیار سوں　　میلا ہر سند بیگ اوس یار سوں

ذرا　ملا　طرح　جلد

سن اس بات کوں خوب باگوش ہوش　　۲۱۰۰　دیا جواب یوں اوس کہ اے سبز پوش

کہ اے گلبدن گن بھری ماولی　　شتابی غضب جاہلی کاہلی

یوں چاروں بُرے کچھ ہے کر جان تو　　کہ دھرتی ہے ہر بات کا گیان تو

سمجھ تو　رکھتی　عقل

اچھے دور دو ڈگ جن اس چار تے　　نہ دیکھے ضرر کچھ وو سنسار تے

بچ رہے　قدم　جو　سے　دنیا

گھڑی کام آ کچھ کبل ناگہاں　　تو سنبھال لے وو تو اپیں ہاں ولاں

سخت　اپنے آپ کو

کہ جیوں نار یک بور نیچے کے ہات　　سنبھڑ کر رہی تھی سنبھال اپنی ذات

عورت

جوں یو بات اوسکوں عجائب لگی　　سو پھر پوچھنے کی لگی تکبکی

بے چینی

زباں کھول تب یوں لگا بولنے　　جواہر نصیحت کیرے رولنے

کے

سنیا تھا جو یک مرد کی نار تھی　　ادک جنگجو ہور عیار تھی

عورت　بہت

چھرالی بُری بدروش تندخو　　بھواں میں سدا گانٹھ ہور ترش رو

ابرو　ہمیشہ　بل

مسلّم رکیک ہور جھو جھی بتنگ　۲۱۱۰　لگی جسکے موں تو لگی جیوں جینگ

کہ ہمسائے سب جو بھی اپنے منڈھیر　چلانے تھے اوسکے اچھیں باز سیر
مکان　شور مچانے　رہیں　سر کیڑ

نہ عورت کہوں تھی وو سیر زور تر　اچھا مگر سو عین اوسکا ہنر
بہت　تھا

نہ پنجی تھی کیں کوئی اس طور کی　کہ سچلی وو ڈائن تھی اوس دور کی
نہ پیدا ہوئی

بشر نھاستے دیو کوں دیک ڈر　ولے دیو نھاسے اوسے دیک کر
بھاگتے　بھاگے

برے ڈھنگ مرد اوسکے نا سوس سک　کیا خوب یکدیس اوسکوں کتک
برداشت کر　ایکدن　مار

سووِیں شور کرتی خیالے خیال　دو فرزندا تھے سو لے اونکوں بل
دنبالا

نکل گھر منے تے پڑی جیوں بہر　چلی نیٹ جنگل کی دِہروِیں نہ ڈر
میں　باہر　ساتھ　سیدھا　طرف

سو اوس عین جنگل منے ایک ٹھار　دیکا یک ہوا بور بچا دو چار
جگہ

لگیا اوسکے نزدیک جیوں آونے　منگیا پنگڑیاں سوں اوسے کھاونے
آنے　فرزنداں سمیت

کمر ٹیس جا سخت ہوی گھابری　۲۱۲۰　یہ چھٹی ہات ہور پاؤں کو تھرتھری
اٹھے　بیٹھ　پریشان

سو من میں لیتی بول یہاں ہیں تو موئی　بچیاں سات اپنے گرفتار ہوئی
دل

جھگڑ مرد سوں کاں تے ہیں ہار آئی　کدھر کی بلا آج اپن سر پو آئی
اپنے

خدایا بچا آج اس ٹھار توں　نکر اس بلا کا منج آہار توں
جگہ　بمعنی شکار۔ مبتلا

ئلہ یہ شعر نسخہ الف میں نہیں ہے۔

جو ہوتا ہے اتبار توں مہرباں ‏ — کہیا مرد کا ٹھیل سوں ناکہ جاں (ٹھیلوں پھر)

کراس دھات سیتی تو یہ پھر نیٹ کر ‏ — لیتی کونڈیوں آپنے دل بہتر (طرح، مقرر، لی، سوچ)

کہ سر پر تو آئی ہے سچ یو بلا ‏ — ولے ترت یک حیلہ کرنا بھلا (مگر، جلد)

بغیر حیلہ یاں ہور تدبیر نئیں ‏ — اگر ہوکر آوے تو چھٹتی ہوں میں

کہ اس دھات سیتی کمر باند کس ‏ — یکایک دلیری سوں آنگے ہو دیس (طرح، پیش)

کہی یوں کہ اے بورنیچے ٹک ایک ‏ — اَنگے آمرے سن مری بات ایک (ذرا)

کہ اس ٹھار اچھتا ہے ایک باگ ‏ ۲۱۳۰ نہ کی باگ وو بلکہ ہے عین آگ (رہتا، شیر، نہ صرف شیر)

ہے درہم جہاں اوسکی ہیبت تے آج ‏ — درندیاں منے سب اوسی کا ہے راج

ہر روز اپنے چارے بدل دو جنے ‏ — ہمیشہ معین کیا ہے اونے (غذا کے لیے، وہ)

نہ چوکے من اوسکی معتاد کوں ‏ — لیجاتی ہوں اس دونوں نخواد کوں (کمسن)

اچھیگی ترت بھوک تو آشتاب ‏ — ان دونوں میں ایک کوں کھا شتاب (جلد، ان)

کہ دستا ہے توں منجکوں وحشی دلیر ‏ — بھلا جو کروں تج ضیافت سیتی سیر (تجھے)

ایدھر باگ کوں جواب میں دیونگی ‏ — جو کچ آکھڑیگا تو سر لیونگی (اپنے پر لے لونگی)

گیا نئیں ہے محروم کوی مج تے ایک ‏ — کروں تجکوں محروم کیوں دیک دیک

ولے رہ نکو یاں ترت پاؤں کر ‏ — کہ شاید سنے باگ تیری خبر (نہ، جلد، بھاگ جا)

که اسٹھار اوسکی رضا باج کوئی — بشر کے جو آزار کے پے میں ہوئی

(اجازت بغیر — در پئے)

تو بنیاد اوسکی نہ رہے ٹھارتے ۔ ۲۱۴۰ — ہے عالم خراب اوسکے آزار تے

سنیا اوسنے جیوں بور بچایو بات — ادک گھابرا ہو حماقت سنگات

(بہت)

وو عورت جو کچ کہی سو تحقیق جان — پھر یا واں تے ہور ویں چلیا ہور ٹھان

(بولی سو — جگہ)

سو ایسے میں روباہ آیا یک کہنہ کار — ملیا سو دیکھیا اوسکوں دلگیر اپار

(تجربہ کار)

لگیا پوچھنے حال سو بے درنگ — کھیا کھول عورت کی بات اولنگ

وو روباہ ملامت سوں تب کھول جیب — کھیا اس وضا ائے دلاور حبیب

سنیا ہوں بزرگاں کے موں تے یو آج — که جاں لگ شجاع ہیں سو احمق ہیں ساچ

(منہ — سچ)

وو چار اترا نھانہ کہا توڑ اوسے — ہو مردانہ کیوں تو دیا چھوڑ اوسے

(پھاڑ)

شجاعت اچھے تج میں تو کیا ہوا — ولے عقل تیرا ہے یا در ہوا

که جاں لگ اہے نار و نر کا نشاں — سہی مکر کا دام ہینگی پچھاں

(عورت مرد)

نہ کر اعتبار اوسکی کئی کا ایتا ۔ ۲۱۵۰ — کہ ہے عیں وو چرب تیرا بھتا

(کہے — غذا)

دلیر اوسپہ پھر تجکوں جو پاؤنگا — تو سنگات ہیں بھی ترے آؤنگا

کہ ہر کیوں اوسے آج کھانا بھلا — لذت اوسکی ہیڑے کی پانا بھلا

(کسی طرح — گوشت)

لیا ہے مجھے اشتہا گھیر آج — بہ دولت ترے میں بھی ہوں سیر آج

(بھوک — تیری وجہ سے)

سنیا بور بچا جیوں اس بات کوں ۔ کھیا پھیر روبہ کوں اِس دھات سیوں

کہ اے دوست گن گیاں کے حق گذار ۔ ہے روباہ بازی میں توں نامدار

جکچ توں کتا ہے سو تحقیق ہے ۔ پھر اوس پاس جانے تو توفیق ہے

ولے جو نکہ منجکوں بڑا ہے یہی ۔ نہ کئیں بات اس عورت کی ہووے صحی

اگر اون کہے تیوں اچھے باگ واں ۔ تو کہنا چلے کیا مرا لاگ واں

بھلا جو اس عورت تے میں ہات دھوؤں ۔ گرفتار پنجے میں اوسکے نہوؤں

کہ کرنا بدی باگ سوں خوب نئیں ۔ ۲۱۶۰ پلو باندھنا آگ سوں خوب نئیں

جو روباہ اوستے سنیا بات سُست ۔ کہا دُم ہلا پھیر کھڑا ہو درست

اگر کچھ تجے اے شجاعت شعار ۔ نہ اچھے مرے قول کا اعتبار

تو باند آپنے پگ سوں میرا گلا ۔ لیجا اپنے دنبال واں لگ چلا

اچھے باگ اگر واں تو کر منجکوں پیش ۔ سلامت نکل جا توں برجائے خویش

لگیا دیک دنبال ادک چھند سات ۔ بہر حال نا ٹھیل سک اوسکی بات

اسی دھات اپس پاؤں کوں باندھ پھر ۔ چلیا بور بچا اوس عورت کی دھیر

جوں وو شوخ مکری مفتن سکی ۔ پھر اوس بور بچے کوں آتا دیکھی

فراست سوں فی الفور اُن پائی بھی ۔ کہ روباہ لاتا ہے اوسکوں صحی

بھلا جو کروں ہور حیلہ اتال — نہ دیوں چھوڑ ہمت کوں ڈھیلا اتال

جوں آیا وو نزدیک چل اس کے ٹھار — ۲۱۷۰ دلیر او سیو ہوویں اوٹھی ہانک مار

کہ اے بور بچے جو آیا توں پھیر — مگر مرگ لیایا ترا میرے دھیر

تجھے کھائے بن نا رہوں میں اتال — مرے داڑ کا ہے توں لقمہ حلال

کہ در اصل راکس کی جائی ہوں میں — ہزاراں درندیاں کوں کھائی ہوں میں

مرا باپ دادا و نانا مدام — رہتے ہیں اسی دشت میں کر مقام

جناور ترے سار کے پاک ساک — صبا اوٹھ خوراک اونکی تھی لاک لاک

حکایت تجے باگ کا اس بدل — کہی جو غصا تجکوں آوے اول

کرے حملہ مج پر تو دیں کھاؤں پھاڑ — کلیجے سوں تیرے کروں گرم داڑ

ولے کیا کروں منجکوں نا آس کر — گیا او سگھڑی بیگ توں نھاس کر

پشیمان بیٹھی ہوں میں تب تے یہاں چ — کہ منج ہات میں تے گیا کیوں توں باچ

بچھائی تھی میں دام تیرے بدل — ۲۱۸۰ پھر آنا کہ ہرگیوں توں اس باٹ چل

نکو جان عورت کہ منج سیر سری — ہے مشہور یاں میری جادوگری

ولے بول منج کیا یو تیری ہی شاند — جو لیایا ہی روباہ کوں پگ سوں باند

کہ میرے خورش کے تو لائق نہیں ان — تجے یو کیچی بُد سکھایا سو کن

جو لیا تا ہتی کوں تو یا باگ کوں ۔۔۔ بجھا تا مری بھوک کی آگ کوں

مری یو لکھی یک ڈلی ہے کہ جان ۔۔۔ کہ بھکسے نہ کچھ اوستے میرا پران

سنیا جوں دو روباہ اوستے یو بات ۔۔۔ ہوا گھابرا دھڑتے اوڑجا حیات

کھیا تب ہلوں بور نیچے کی دھیر ۔۔۔ کہ عورت نہیں یو بلا ہے گنبھیر

لے آیا تجھے کاں تے میں یاں تنتال ۔۔۔ پڑیا مایہ اوسکا سمجھ مج اتال

ترا کام نئیں جو کرے اسپو روز ۔۔۔ یقیں جان توں یو بلا کچھ ہے اور

کہیں جسکو دادی ہے شیطان کی ۔۲۱۹ ہے ڈائن یو سچ اس بیابان کی

بھلا جو بچا لیکر اس نار تے ۔۔۔ اُچا پگ کرے تگ توں اس ٹھار تے

لگی بور نیچے کوں یو بات سچ ۔۔۔ چھوٹی کھلبلی سو چلیا واں نہ اَچھ

پکڑ باٹ ہور ایک بنواس کی ۔۔۔ دیا چھوڑ سُد بھوک ہور پیاس کی

بندیا تھا جو روباہ کوں اپنے پاؤں ۔۔۔ گئی اوسکی کھُرری نکل ٹھاؤں ٹھاؤں

جوں اس دھات کی اوسیہ بازی کھڑی ۔۔۔ نلیا تاب دیں ہنس پڑیا اوسگھڑی

لگیا بور نیچے کوں تب یو عجب ۔۔۔ سو چلتا چ پوچھیا ہنسی کا سبب

دیا جواب روباہ پھر اوسکے تئیں ۔۔۔ کہ ہنستا ہوں تیری حماقت پو میں

نہ یو وقت ہے جو منجے پگ کوں باند ۔۔۔ چلے لنگتا چھوڑ دے توں یو شاند

مبادا وو ڈائن لیوے تج رلا — منجے چھوڑ دے بیگ اپسیں چلا

دیا چھوڑ یکبار گی جوں اوسے ۲۲۰۰ — ہوا پھر حیات آئے نوی تیوں اوسے

چھپا جا کے سوراخ میں ایک ٹھار — ہوا جمع خاطر سو پکڑیا قرار

جو اوس بور بچے کو ہیبت بڑی — لگی سو کھڑا کئیں نہو اوس گھڑی

چلیا نھا یں قلب لیسے ڈونگر کے دھیر — جو بارا ڈھونڈے اوس تو پاوے نہ پھیر

وو عورت جو کی اس وضا حیلہ خاص — ہوی بور بچے کے ہت سے خلاص

تو اے موہنی آج اگر جائیگی — ملاقات اوس یار کا پائیگی

جو ایام ہونا موافق ترے — ترے سات روباہ بازی کرے

توں ہر حال یک مکر حیلہ سنگات — اوسی نار کے سار پاتوں نجات

سنی جوں او دھن یو حکایت تمام — کیتی ساز جانے بدل وقت فام

یکایک صبا ہوی سو ہو گھابری — وہیں کاڑ کسوت سٹی زر زری

جیوں اس دھات سوں کام ابتر ہوا ۲۲۱۰ — سو دوزخ بھر او سکے لکھی گھر ہوا

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہی عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب شانزدہم

(۞)

یو جُونا فلک بے بدل حقہ باز کیا مکر کا بھیس جوں حقہ باز

ہوا غیب سور آپنے دیس سوں جو نکلیا چندا رین کے بھیس سوں

وو برہی جلی دلربا بعد ازاں ہو پژمردہ جوں پھول وقت خزاں

جو راتوں کن آئی اَدھیرات کوں چلائی ادھر کھول یوں بات کوں

کہ اے توں جو دانا ہے ہر باب آج منگنہار میرا جو ہے لاب آج

جو ڈھنڈتی ہوں حظ یار کی ذات تے تو جاتا اہے مرد مجھ ہات تے

اگر منگتی ہوں مرد کوں بے قیاس تو ہوتی ہوں اوس بارتے میں نراس

ہوں حیراں اس ٹھار اپن گیاں ہیں ۲۲۲۰ کہ کیوں دو کھنڈے مائینگے یک میان ہیں

یو پردا مری شبہہ کا کاڑ توں نکو دغدغے میں منجے باڑ توں

کہ اس راز کا یار سو توچ ہے عزیز اور فادار سو توچ ہے

کر ایسا نصیحت جو خوشحال ہوں تر و تازہ جوں پھول کا ڈال ہوں

کہا[1] تب کہ اے بے بدل دلربا اچھو تج فراست پو صد مرحبا

---

[1] یہ اور اس کے بعد کے تین شعر نسخہ الف میں نہیں ہیں۔

اگر پوچھتی ہے منجے بات سچ ۔۔۔ رضا میں تو اوس یار کی آج اچھ

اگر مرد تیرا خبردار ہوئے ۔۔۔ تو یوں اوس کروں جو نہ دل تج تے دھوے

کدھیں موں پھگا تج تے مخول ہوئے ۔۔۔ کروں حیلہ ایسا جو پھر پھول ہوئے

جوں یک نار مقصود اپنا نہ پاڑ ۔۔۔ سٹی مرد کی بد گمانی کوں کاڑ

غبار اوسکے سب دل تے پو کا جھاڑ میں ۔۔۔ سٹونگا اسی دھات سوں کاڑ میں

بہر حال خوشحال اچھ غم نہ کر ۔۲۲۳ ترا پیار اوس یار تے کم نہ کر

وو ناری تھی کیسی سو کیوں اوسکے گن ۔۔۔ سنیگی تو کہتا ہوں دھر کان سن

کہ پورب میں سوداگر یک نادار ۔۔۔ دھر نہار سامان تھا بے شمار

نہ تھی عقل کچھ اوسکو نادان اچھے ۔۔۔ بدل مال کے نت پریشان اچھے

دنیا کا دھر نہار تھا طمع بھوت ۔۔۔ دھرے خرچ تھوڑا کرے جمع بھوت

جو تھی عورت اوس ایک چندر مکھی ۔۔۔ حماقت تے اوسکے اچھے جم دکھی

محبت پوتے اوسکی لئی کاڑ دل ۔۔۔ کرے ذوق دانا جواناں سوں مل

وو جوں جوں کرے طمع سوں جمع مال ۔۔۔ یو کہا عاشقاں سوں کرے پائمال

کتک دن کوں جو مرد پایا خبر ۔۔۔ چھپا دل میں عورت پو ظاہر نہ کر

کھیا ایک دن یوں کہ اے گلعذار ۔۔۔ نہ کر میں سفر کئیں ہوے برس چار

ہوس ہے جو میں آج جا نوں سفر ۲۲۴۰ تماشا دیکھوں ہور پھروں بحر و بر

کدورت کروں دفع ہور نفع پاؤں — میلا مال لئی کچ فراغت سیوں آؤں
(افلاس — لیکر — بہت)

نہ گھر فائدہ کچ ہے رہنے منے — ہے صافی سو پانی کوں بہنے منے
(میں — صفائی — روانی میں)

کہہ اسد ھات سیوں ہو بجد بے شمار — رضا لیکو عورت کی نکلیا بہار
(طرح — مصر — اجازت — باہر)

اتر شہر تے دور صحرا میں کئیں — یکیک واں تے پھر رات کے وقت ویں
(سے — تنہا — سے)

حماقت سیتی امتحاں کے بدل — چھپا جا پلنگ کے تلیں دیک پل
(سے — لئے — نیچے — موقع)

وو عورت سیو اوس رات جوں پھول کھل — پلنگ کے اوپر ایک عاشق سوں مل

جو مشغول تھی آپنے خیال میں — سو ناگاہ اوسی ذوق کے حال میں

پڑی دشٹ جب اوسکے دامن اوپر — سو تحقیق سمجھی کہ ہے مرد کر
(نظر)

حماقت پر اوسکی ہنسی مسکٹی — سُتی تھی سو سمجھے نہ تیوں اوس اوٹھی
(سوتی — وہ)

کلپنے لگی دل میں یوں اوسگھڑی ۲۲۵۰ کہ بے وقت بازی تو منج پر کھڑی
(کہنے — بے موقع وقت آپڑا ہے)

حماقت منے گرچہ ہے فرد یو — ولے ہر سند ہے مرا مرد یو
(میں — بے مثال — یقیناً)

مبادا پلنگ کے تلیں تے شتاب — نکل آکر یگا منج اپر ال عتاب
(نیچے سے — غصہ کرے منج اوپر کچھ)

کہ میں تو کری ہوں نہ کرنے کے کام — ولیکن نہ سمجھے تو بہتر یو خام
(غصہ نہ کرنے کیسا کی ہوں — یہ بیوقوف)

ہے ظاہر مرا سئی اُو سے اعتبار — رکھے شرم اس ٹھار مرا کردگار
(بہت — غصہ پروردگار)

بھلا جو کروں حیلہ ایسے میں کچ　　گر او مرد سچلا ہے نادان ہیچ

جلیچ میں کھونگی سو سچ ہے کہ جان　　نہو ہے مرے حق پو کچ بدگمان

اشارت سیتی وو رمز عاشق پو کھول　　یکایک اوٹھی اس وضا سات بول

کہ اے باپ ہور اے مرے بھائی آج　　میں یک کام تے یاں تجے لیائی آج

بُری آنک سیتی منج کدھن توں نہ دیک　　منجے یوں سمج لے جو بیٹی ہوں ایک

کہ میں مرد کی برہ تے ہوں ڈھال ۲۲۶۰　　ستی تھی دو پھار آج انجھو ڈھال ڈھال

سو یک پیر مرد آ کو سپنے منے　　زباں کھول منج سوں لگیا بولنے

کہ اے ماؤلی پاک داماں کی　　جو بے تاب ہے مرد کے دھیاں کی

ترے مرد کی عمر تو سب سری　　حیات آج کے دن تھی اوسکی بھری

مرے کان میانے پڑی جوں یو بات　　رہیا آ کو ہونٹاں میں میرا حیات

نہ لیا تاب تب میں کہی موکھ کھول　　او جینے کی تدبیر اچھے کچ تو بول

کہیا بعد ازاں اس وضا منج سات　　کہ تدبیر یہ ہے جو توں آج رات

اگر ایک پر مرد سوں گھر منے　　لیجا آپنے پاک بستر منے

دے حرمت دیانت سیتی بسلائیگی　　تو جیتا تیرا مرد کوں پائیگی

ولیکن شتابی سوں کر یو علاج　　صبا کام نا آوے جو کی تو آج

جوں اس بات پرتے ہوی میں ہشیار ۲۲۷۰ کر اس پیر کے بول کا اعتبار
سے / ہوشیار / بات / سے / اعتبار میں

مرے مرد کے جیو او پرتے سدا منج ایسیاں سہیلیاں اچھو لک فدا
جان / ہوں / لاکھ

مرے جیو کا ہے کہ او ننگ نام مرے سر پو جیتا اچھو کر مدام
جان / رہو

بجد ہو اسی کارسازی بدل اسی کی صحت جاں درازی بدل
کارروائی / نے لئے / کے لئے

تجے بھارتے میں بولا بھیج کر کیتی گفتگو بیس یک سیج پر
باہر سے / بیٹھ / پلنگ

نہیں تو اپتا کیا منجے تھا ضرور جو نکلوں پرائے مرد کے حضور
اتنا / غیر / سامنے

صحی ہیں تجے بھائی کر پائی ہوں منجے بھان کر مان اے بھائی توں
صحیح / کے اپنا / بہن

ہوا گرچہ تصدیع تج بے حساب ولے دو جہاں میں ہی لئی تج ثواب
زحمت / تجھے / بہت

اگر اس سفر تے سلامت سوں پھیر جو آوے مرا مرد میرے مندھیر
پلٹ / مکان

کھونگی او سے کھول کر یو تمام جو او بھائی کر مان تجکوں مدام
کی طرح سمجھے

رضا دیوے گھر آنے جانے کی توج ۲۲۸۰ کرے عذر خواہی ترا قدر بوج
تجھے / معافی مانگے / پہچان کر

کہ اس بھار کا دوست پرور کہیں یقین جان اس دور میں تو نہیں
سے / کار / زمانہ

کہ تج تے تو میرا بر آیا مراد الٰہی رکھے دو جہاں تجکوں شاد

روانا ہوا الحال اپنے مقام ولے یو سگائی اچھن دے مدام
اب / رشتہ / رہنے

کہہ اس دھات سوں دے رضا اسکے تئیں پلنگ پر ستی پھیر استجان ویں
طرح / سوتی

او احمق جو تھا اوس پلنگ کے تلار — ہو عورت کے باتاں پو خوش بے شمار

اپس میں لیا بول یوں اوسگھڑی — یکائیک کیا بدٔ مرے سر چڑی

جو ایسی وفادار پر ہیں نہ جان — ہوا امتحاں کے بدل بدگمان

منگے اون سوں یوں منجکوں اخلاص سوں — کروں ہیں سو رندی پو یں اوس خاص سوں

ہوا خواہ میری ہو کیا خوب آج — مری جاں درازی کی پرا کی علاج

منج ان جاتے اس دھات منگتی اچھے ۲۲۹۰ — منگوں کیوں نہ اس مرد ہو ہیں سچے

اگر منجکوں جیتا رکھیگا خدا — تو اوسکے کہے تے نہ ہوسوں جدا

کرونگا بجاں خدمت اوسکی اپتال — کہ بھی منجکوں ملنا ہو ایسی محال

گر اس دھات اپنے معمے کوں حل — پلنگ کے تلیں تے ویں آیا نکل

سو بے تاب ہوا وسکے دیدار کا — دہٹیا ہات سینے پو جوں پیار کا

نہ جانیچ نمنے تغافل کیتی — دیوانا اوسے سرتے پانگل کیتی

ہوا دیک اوسکا محبت زیاد — ہلوں کھول انکھیاں اندیے کے ناد

کہی یوں کہ اے سائیں سمرت سندر — عجب منجکوں لگتا ہے تیرا سفر

گیا کیا سبب بھی پھر یا کس بدل — یو مشکل منج اپر ال کرنا تو حل

جو آرام ہو وے مرے دل کوں پھیر — ہوئے تازا جوں پھول میرا سیر

زبان بعد ازاں عذر خواہی سوں کھول ۲۳۰۰ اوٹھیا اپنی عورت سیوں اس دھات بول

کہ اے پدمنی ذات سندر نگار — جو تحقیق ہی توں مرے گل کی ہار

لے بہانا سفر کا مندھیر تے نکل — یکایک پھیریا بیگ میں اس بدل

چڑی سیس دیوانگی سو نہ جان — ہوا تھا ترے باب میں بدگمان

جو تج اپنی انکھیاں سوں انز ماؤں آج — کہ دل تیرے کیا ہی سو بھی پاؤں آج

چھپیا آ بہانے پلنگ کے تلار — جو کچ تھا سو منج پر ہوا آشکار

مری فکر سوں دل مین جوں موم گل — بجد ہو مری جاں درازی بدل

جو کچ بولتی تھی توں ایمان سوں — او سنتا اتھا آپنے کان سوں

سیرا سر مری خاطر آیا تمام — ترا صدق و اخلاص پایا تمام

کہی تھی توں جس بھائی کر موکھ کھول — گیا یاں تے او بھائی کس باٹ بول

ہوس ہی جو پیدا کر اوس سوں سگائی ۲۳۱۰ کہوں میں بھی اوس آپنے موں سوں بھائی

دیووں اوسکو تنبول اپن ہات سیوں — کروں خوش اوسے ٹک میٹھی بات سیوں

کر اس دھات عورت کوں خاطر نشاں — سٹیا دھو کے دل مین جو تھا بدگماں

جوں او رات جا دیس آیا نکل — بولا بھیج اوس شخص کوں لایے گل

مل اس سات اس دھات ہمدم ہوا — جو شک چھوڑ پورا او محرم ہوا

اگر مرد تیرا کدھیں اے نگار | جو دیکھے تجے یار سوں ایک ٹھار

کروں حیلہ ایسا چ اس وقت ہیں | جو کوئی نا کیا ہووے عالم میں کہیں

رکھوں اس رضا تجکوں سنتوس کر | جو آڑا نہوئے تج سوں اور وس کر

کروں یو محبت کوں اسکی زیاد | جو تجکوں نچ کرنا اچھے اوپوں شاد

نکو کر اندیشا توں اس باب کا | ہوں رکھوال ہیں تج سو مہتاب کا

نہونا سو عاشق ہوی جوا تیال ۲۳۲۰۔ | نہ کر بے وفائی سوں یاں توں زبال

غنیمت کر اس عشق کوں جان توں | بہرحال ہو اوسکی مہمان توں

جوں یو بات سن شرم کا پردہ پھاڑ | قدم بھار سٹنے جو کھولی کواڑ

شفق کی نکل آئی لالی وہیں | دے اپنے نصیباں کوں گالی وہیں

پھری ناامیدی سوں بھرتی اُساس | نہ جاسک ہوی شرمندی بے قیاس

لگی فکر اس کوں سو ہو بھرنڈھال | لیتی برہ کی آگ سوں تن کوں جال

غواصی اتم رین کالی دراز | یقیں جان ہی عین عاشق نواز

رین تے توہی دیس روشن صحی | ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت شب ہفدہم

سُورج روپ وَنتا اتم شہ جواں — کیا جا کے مغرب کے حجرے میں ٹھاں
خوبصورت — جگہ

چندا نو عروسی کے جلوے سنگات — جھمکتا نکل آئیا ذوق سات
چاند — جمکتا

پھرا او موہنی دوکھ کی سمدور ہو ۲۳۳۰ — برہ سات سب دیس ادکھ جور ہو
سمندر — ہجر — دن بہت

کہی آ کو رانوں کو اے کارساز — ہوا حد تے بیلاڑ میرا نیاز
زیادہ

پھتر غم کے ڈھو ڈھو یو کھاندے گئے — میری عقل کے پانوں باندے گئے
پتھر — اٹھاتے اٹھاتے — دوش۔ بازو — جکڑے

جدھاں تے پرت دل میں خانہ کیا — مرے ہوش تے منج بیگانہ کیا
جب — محبت — عقل

نہ دیکھی کسی رات موں خواب کا — جو ٹکڑے کلیجا ہوا تاب کا
نیند — منہ — گریبان ٹکڑے — ہوا — صبر

سکت نیں جو کچ موں سوں بولوں تجے — عبث کیا کی باتاں میں گھولوں تجے
طاقت — منہ — فائدہ — کیوں

اگر ہی ترے دل میں میں آہس پانوں — رضا دے جو اوس یار لگ آج جانوں
میں — اہس — تک

اگر نئیں تو کہہ منج صریحاً اتال — جو اوس یار کا چھوڑ دیوں خیال
صاف — اب

سن یو بات رانواں دیا جواب یوں — کہ اے نار نا ہو توں بی بیتاب یوں

کہ بن مشورت کچ دنیا کے کام — پکڑتے نہیں صورت اے نیکنام
بغیر — طے ہوتے

جو کرتی ہی آ مشورت منج سوں یوں ۲۳۴۴. زیاں استے نا دیکھی آج توں

دیکھیگی

توں دیکھیگی اس مشورت تے وہی — او دیکھیا ہے کچ برہمن صحی

جو — صحیح

جو پوچھی برہمن کی بات او دورا — سو بولن لگیا اس طریق ان پھرا

دوڑ ھاکر

سنیا تھا جو یک راج اتم نیک بخت — گھڑی خوب دن خوب ہور خوب وقت

خوشی کا جو دل میں بھیا باؤ خوش — منگیا کرنے فرزند کا بھیاؤ خوش

چلا ہوا — بیاہ

سو ایسیچ کچ مستعیدی کیا — جو اسمان دیک انگلی کرڑ لیا

ایسی ہی تیاری — دیکھ کاٹ کھایا

کیا خاص ہور عام کوں حکم یوں — جو دیں شہر کوں زیب فردوس جوں

اور

گڑاں ہور کوٹاں کوں سنگار کر — جو دکھلائیں اسمان کے سار کر

قلعہ — مانند

بنے بن کے جھاڑاں کے پاتاں سمیٹ — کریں زرزری یوں ملمع سوں میٹ

قلعہ — پتوں ایک جاکر — زرین

جو دیک اوس جھاڑاں کی جھلکار داٹ — انکھیاں مہر ہور ماہ کی جائیں پھاٹ

خوب — آنکھی — پھٹی رہ جائیں

دیسے تیوں سب آفاق جم کا ہوا جام ۲۳۴۵. لیا یا زمیں کوں سونے سوں تمام

جہاں — بچھوایا

جہاں کا تہاں ساز ایسا کیا — جکوئی شہ نہ دنیاں میں ویسا کیا

سامان

گنایا خوشیاں سات جس دن یو کاج — بولا پیشوا کوں کھیایوں کر آج

منایا — تقریب — وزیر

جیتے بحر ہور بر کے ہیں ساکناں — جہاں لگ کے یاں ہیں جہاں لگ جناں

دریا زمین

مرے گھر کے یکدھرتی مہماں ہوئیں — صفا منج تے پاجوں گلستاں ہوئیں

سب — مجھ سے شفا

یونا ہو کے سونے میں یکبار آ ۔ دیا ہے دریا منجکوں دیدار آ
اوسے بھی بلانا کرہے دل منے ۔ کر اس بات کی فکر اس تل منے
توجہ سوں دل کی سن اس بات کوں ۔ دیا پیشوا جاب اس دھات سوں
کہ اس دور میں اے شہ کامگار ۔ توں اوبے بدل ہے سخی نامدار
جو تیری سخاوت انگے لیا نہ تاب ۔ پگل زہرہ سمدور کا ہووے آب
عجب کچ بزرگی ہے تج شان میں ۔ ۲۳۶۰ بھگاتے ملائک تج اسمان میں
گر اس میھمانی منے توں بولائے ۔ دریا سیس سوں چل ترے گھر کوں آئے
بناں برہمن ایک دانا گنبھیر ۔ جو تھا اوس بلا شہ کھیا اسکے دھیر
کہ دریا کوں جا بولو میرا اسلام ۔ کرم کر کے آوؤ کہ میرے مقام
کہ کرتا ہوں فرزند کا کار خیر ۔ نیرڑے سے نہ یو کام اَپ آوے بغیر
جنا ور ہیں اقسام ایس میں جتے ۔ بھلا جو لے سنگات آوے وتے
کہ دیتا ہوں فرصت تجے تین دن ۔ توں اس تین دن میں اُسے لیائے بن
بنا میزبانی یو کر سوں نہ میں ۔ کریگا درنگ تو گذر سوں نہ میں
یکایک جو ایسی مہم آ کھڑی ۔ کمر بَیں جا فکر تے اس گھڑی
اڑے فاختے برہمن کے تمام ۔ گیا شہ کنے تے جو اپنے مقام

کھیا اپنے محرماں کوں کہ آج ۲۳۷۰ عجب کام فرمائیا منجکوں راج
بیوی

کیا ہے دریا پر منجے نامزد بلا آج لیا نے میرا کیا ہے جد
مقدور

یو کیا دل میں لیا یا ہے فکر ے محال کیا کانتے پیدا یو باطل خیال
کہاں سے

یکائیک دریا چل کر آوے گا کیوں جو آوے زمیں تاب لیاوے گا کیوں
آویگا کس طرح

رہے کیوں یو عالم نہ پانی میں ڈوب مرے عقل کوں یو لگی کچ نہ خوب

کدھر کا یو جھنجھ یو کدھر کا کچاٹ دریایاں تے ہی ایک جینے کی باٹ
جھگڑا راہ

کیا شرط دن تین کے جانوں کیوں اوسے تین دن میں بلا لیانوں کیوں

مرے ہات تے تو نہ ہوسے یو کام کہ یو کام دستا غلط منج تمام
سے ہوگا

مگر منج جواں مارنے کے بدل اندیشیا ہے راج یو اندیشا کبل
جان سے لئے سونچا راجا یہ فکر سخت

جوں اس دھات سوں کہہ لیا برہمن دریا کوں دیا یو خبر جا یون
طرح ہوا

سو درحال اسکا پچھان اضطراب ۲۳۸۰ کھیا مہربان ہو دریا اس کے باب
اسی وقت بارے میں

مہم اسکی سر آئی تو ہے کبل نہ کی جائے اسکا جیا منج بدل
سخت کہیں جان میرے لئے

بجد ہو دریا بعد ازاں بے درنگ بولا ایک نہنگ کوں کھیا اے نہنگ
مصر فوراً مگرمچھ

کہ راج اپنے گھر کاج کر ابتدا فلانے برہمن کے ہات استدا
تقریب استدعا

دیا بھیج منج تئیں سو وو آنہ سک پڑیا ہی تحیر کے پھاندے میں ٹک
لئے فکر جال

بھلا جو توں اوس برہمن پاس جائے　　دے تقویٰ اُسے یاں تلک لیکر آے
(ہمت)

او آوے تو مل اوسکے سنگات ویں　　گھر اوس راج کے جاؤنگا آج ییں

سن اس بات کوں بول اوٹھیا او نہنگ　　کہ جانے بدل ییں تو آسوں نہ تنگ
(کیلئے — اُونگا)

ولیکن مہابت ہے میرا بڑا　　نہو سے بشر کوئی مرے موں کھڑا
(خوف — ہوسکے — آگے)

جکوئی منجکوں دیکھیگا ہوگا ہلاک　　کہ عالم کوں میرا بڑا کچ ہی دھاک
(خوف)

جو پانی میں تے جانؤں ہیں بھار کوں　　۲۳۹۰　زمیں تا سے نامرے بھار کوں
(باہر — برداشت لاسکے — بار۔ بوجھ)

اگر پوچھتا ہے منج اسکا علاج　　تو فرما توں یو کام مچھلی کوں آج
(مجھ سے — یہ)

جو مچھلی کدھن رُخ کر یو کام جوں　　او فرمایا سو اٹھی بول یوں
(کی طرف)

کہ خارج تو نیں میں ہوں تج بات تے　　ولیکن نہو سے مرے ہات تے
(نہو سکے)

جدا ہونؤں ہیں جس گھڑی نیر تے　　رہی کر منجے جان تدبیر تے
(پانی)

جو مچھلی تے دریا سنیا یو کلام　　کھیا جس کوں فرماؤں تا ہوں یو کام
(کہا جس کسی کو کہتا ہوں)

تو لیتی اہیں عذر سوں کھینچ یوں　　دریا ہو دھروں جا یزا ہمال کیوں
(ہیں)

مبادا سینا پھوٹ برہمن مرے　　او ایکار رہ جاوے سر پر مرے
(احسان)

ضرور اب ہوا جو اپے جانوں میں　　جزا ترت اس کام تے پانؤں میں
(خود آپ — جلد)

سو درحال صورت لے انسان کی　　پکڑ باٹ یکیلا جو احسان کی
(اسی وقت — راہ)

چلیا اس بچارے برہمن کے گھر ۲۴۰۰ دیا مار دستک اوسے یوں خبر

میں او شخص ہوں آج اے کدخدا ۔۔۔ جو لیایا ہی توں منج بدل استدا

نظر بیقراری اپر دھر ترے ۔۔۔ اپی ہو چل آیا ہوں میں گھر ترے

دیکھیا جوں برہمن اوسے کھول انکھ ۔۔۔ کدورت سب اسکا گیا پھانک پھانک

چڑیا دیک اقبال کا ہات پل ۔۔۔ زمیں ہو کر او سکے پڑیا پاؤں تل

کھیا تب کہ بچلا دریا ہوئے توں ۔۔۔ دریا کیا کہوں تج ہی بھی کوئی توں

جو کچ شرط احسان کا تھا تمام ۔۔۔ بجا لائیا توں کیا طرفہ کام

اگر جیو ہوتے منجے سو ہزار ۔۔۔ تو سٹیا ترے لطف پر وار وار

چلیا بعد ازاں مل کے اوس راج کن ۔۔۔ انگے جا اول اپنے سرتاج کن

کیا جوں او تسلیم سو دیک ویں ۔۔۔ کھیا اوس بلا لیکر آیا کی نیں

برہمن کیا تب کہ اے راج توں ۲۴۰۱ کیا تھا مدت تین دن منج سوں

دو دن منج اوسے استدا انپڑا ۔۔۔ لے آیا ہوں درواز میں ہی کھڑا

سنگاتیج او راج جوں پھول کھل ۔۔۔ اپے سامنے جا کو دریا سوں مل

ادک عذر خواہی سیتی پیش آ ۔۔۔ کھیا منج توں شرمندا اپنا کیا

بہوت بیگ آنجکوں اپنا کہہ جان ۔۔۔ کیا آج سنتوس میرا پران

سن اپے بات دریا اٹھیا بول تب — کہ آیا اپتا بیگ میں اس سبب

یہ — اتنا جلد

کہ میری درنگ پر تے بہمن یہاں — مبادا گرفتار ہوئے ناگہاں

دیر برہمن

ولیکن ہی شرمندگی بے حساب — کہ آیا ہوں میں ہاتھ خالی شتاب

بہر حال خوشحال کر راج کوں — نہایت کوں انپڑا کر اس کاج کوں

اختتام پہنچا کام

رضا لے دریا پھیر جوں گھر گیا — یو اوصاف تر جگ منے بھر گیا

تینوں جہاں میں

کتک دیس بعد از او دریا گنبھیر — ۲۴۲۰ دریائی کتک جنس کے بے نظیر

دن — کتنے ہی قسم

جواہر ہتی ہور ترنگ بے شمار — قماشاں رنگا رنگ نادر اُپار

گھوڑے — بکمال

ہزاراں جہازاں میں بھر ساج سوں — دیا بھیج اس دھات اس راج کوں

جو بُہیں اس سنگینی تے لیاوے نہ تاب — کہ تحفیاں کوں اوسکے نہ تھا کچ حساب

زمیں

جوں اوس راج کوں سب پڑیا او نظر — دیا بھیج وہیں اوس برہمن کے گھر

دیک اوس شہ کی ہمت کوں چرخے بریں — کھیا بعد ازاں آفریں آفریں

کہ جس راج میانے یو ہمت اچھے — دریا کیوں نہ چل اُس کَن آوے سچے

میں ہو — کے پاس صحیح

گر اے موہنی توں ہے بُدونت نار — ہے ایماں تیرا اگر برقرار

عقلمند عورت

برہمن کی جوں مشورت آئی کام — مری مشورت کوں بھی توں ووہچ فام

اسی طرح

سنی توں تو امرت بھرے میں یو — گم اوس پیوسوں جا وقت ہی عین یو

باتیں آبحیات — گشت کر عاشق کے ساتھ اچھا

گیا جوں دریا چل کو اوس راج گھر ۲۴۳۰ توں جاؤ ں نچ اوس یار کے آج گھر

منگے تیوں ترا جیو کر اوسیو ناز خوشی کرم سوں اَپ کر اوس سرفراز

کیا جوش دیک شوق دریا کے سار ہنگی جاؤں نے یار کے جو دیار

دیا صبح کا مرغ وہیں بانگ اوٹ پھر او سکے اس کے گئے پانوں توٹ

غطا غم کے دریا منے سر تے مار نہ جا سک رہی بے قرار اپنے ٹھار

غواصی انم رین کالی دراز یقین جان ہے عین عاشق نواز

رین تو ہے دیس روشن صحی ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب ہجدہم

ترکمان خورشید کا بے نظیر گیا چال مغرب کے جوں ملک دھیر

رین کے ہندستان کا راج چاند جوں آیا نکل صف ستاریاں کی باند

پھر او نار مجنوں کیرے شکل سات دے اپس نیٹ بے قراری کے ہات

کہی آ کو رانویں کوں اے ہوشمند ۲۴۴۰ شکنجا کیا منج برہ کا کمند

اگرچہ مرا عقل جوں ہے چراغ ولے اپنے ہوں ہر گھڑی داغ داغ

کہ جب عشق کا باؤ اس پر بہے ہلا اوس بجاوے بغر نا رہے

کروں فکر کیا میں کہ مطلق اڑی کہ دل کوں مرے نئیں قرار ایک گھڑی

گذرتا ہی غم منج پو جیتیچ یوں نجانوں موے پر مرا بھاگ کیوں

رہے نا جنو سر چڑے باج منج خدا تائیں لیا ہوش میں آج منج

سبج خوب رانواں سب اسکا خیال کھیا یوں کہ اے دہن بدیع الجمال

ترا یار سیف الملک سار آج ہے بے تاب دے جا کے دیدار آج

نہ کر غم کی شادی ہی تج رات آج نکو فال خالص و مخلص کے دھات

مگر صدق سوں باندنا لاج توں کر اوس یار کی بندگی آج توں

نکھو[1] فال خالص و مخلص کی جیوں ۔ ۲۲۵۰ سُنی بات سو بول اوٹھی پھر کوں یوں

کہ او کون تھے سو منجے کھول بول سو کہنے لگیا اوس سہیلی سوں کھول

سنیا ہوں جو یک شاہزادا دُکی نپٹ گردش چرخ سے ہو دوکھی

لے دل ہور جیو بھائی بنداں تے توڑ چلیا آپنا شہر ہور ملک چھوڑ

سو یک دیس جنگل منے یک فقیر خدا باج نا کوئی اوسے دستگیر

یکیلا کھڑا رقص کرتا ہی خوش ایس میں این ذوق دھرتا ہی خوش

---

[1] یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

لگیا شاہزادے کے دل کوں عجب — سو نزدیک جا اوس سوں موں کھول تب

کھیا اے فقیر اس بیاباں میں — خوشی آئی ہے کیا تیرے گیان (عقل) میں

جو کرتا ہے توں رقص اس دھات (طرح) سوں — سبب کیا ہے کہنا منج یو بات سوں

سو یوں بول اوٹھیا او کہ منج ذوالجلال — کیا ہے عنایت عجب ایک فال

یکائیک اس ٹھار خوشحال ہو ۔ ۲۲۶۰ بشارت (خوشخبری) دیا اس وضا فال او

کہ منج ہات یک بست (چیز) نادر بڑی — چڑھگی ترت (جلد) غیب تے اس گھڑی

سو رقص اس خوشی سات کرتا ہوں میں — عجب اس گھڑی ذوق دھرتا ہوں میں

او شہزادا سن بات اس دھات (طرح) کی — دیا کاڑ (نکال) انگوٹی اپن ہات کی

کھیا دے منج او فال دھر منج پو پیار — مرے پاس اچھن (رہنے) دے ترا یادگار

انگوٹی چڑی ہات دیک او فقیر — خوشی کا دریا کر لے سار اسریر (جسم)

دیا شاہزادے کوں او فال کاڑ (نکال) — سٹیا (پھینکا) فکر کا دل پوتے بال (اوبال۔ بوجھ) کاڑ

رضا لے او شہزادا واں تے نکل — گیا جوں اگے ہو کتیک (کتنی) دور چل

سو یک نار (عورت) محبوب جیسے پری — یکائیک آ سامنے ہو کھڑی

کہی ناؤں (نام) میرا سو ہے نیک فال — اگر لے چلیگا منج اپنے دنبال (ساتھ)

تو خدمت کروں گی کمر باند میں ۔ ۲۲۷۰ ستارا ہو رہونگی مل اے چاند میں

تو کئیں اس سفر میں نہ ہوئے تیوں دوکھی — رکھونگی تجے پھول تے بی سکی

کھیا ہے اگر یو نچ تیری خوشی — تو اس باب ہے منج گنبھیری خوشی

جو لے اوس وہاں تے چلیا بیشتر — سو یک ٹھار پانی کی جاگا اوتر

نچھا دیکھتا ہے جو اوس ٹھار پر — گرفتار میڈک کوں یک سانپ کر

پکڑ منہوں میں دیتا ہے آزار زور — بچارا او میڈک اوچایا ہے شور

کھیا شاہزادا کی مظلوم ہو — مگر منج تے منگتا اہے دادیو

بھلا جو میں اسکے یو موں تے چھڑاؤں — نظر منج پڑیا ہی سو اسکوں بچاؤں

بہر حال اوس سانپ کوں جج دٹا — پکاریا سو اوس تے او میڈک چھٹا

چھپا جا کو درحال پانی ہنتر — ولے سانپ اوسی ٹھار تھانیٹ کر

تب او شاہزادا کھیا گرچہ میں — ۲۴۸۰ — چھوڑایا تو تحقیق میڈک کے تئیں

ولیکن او چارا چ تھا سانپ کا — چھٹیا دیک او واں کھڑا ہی جھکا

کیا میں نہ اس ٹھار کچ خوب کام — بزاں اوس بھکے سانپ کی بھوک فام

وہیں کاٹ ہیڑا اپن انگ کا — انگے سانپ کے ہسل دیا لیجا

او ہیڑا لے موں تے او چاویں اونے — چلیا ذوق سوں اپنی ساپنی کنے

او ساپنی لذت اوسکے ہیڑے کی چاک — کہی کاں تے لیایا توں آج یو خوراک

عجب کچ سواد (لذت) اسمیں پائی ہوں میں — حقیقت کھیا کھول اوسانپ ویں

سو حیران ہو تب اوسانپن کہی — بشر کال (دشمن) تو ہے ہمارا صحی (صحیح)

جہاں تے تج اوپر نظر گھال (ڈال) وو — کیا ہووے اپکار (احسان) او کال (دشمن) ہو

تو ہرگز کھیا جائے نا کال (دشمن) اوسے — بھلا جو کرے تو بھی خوشحال اوسے

اوسی کی (اسی قسم کی) موافق کی بات اک منجے — ۲۴۹. جو ہے یاد کہتی ہوں سن او تجے

سونی ہوں جو یک روز موسیٰ نبی — جو اپنا کلیم اوس (اوسے) کھیا ہے ربی (خدا)

جو بیٹھیا نبوت کے جوں تخت اوپر — اَنگے (آگے) آ کبوتر یک اوس وقت اوپر

کھیا اے خدا کے نبی منج سنبھال — کہ ظالم مرے یک لگیا ہی دنبال (پیچھے)

انپڑ (پہنچ) آج توں میری فریاد کوں — کہ ہے داد یک دے مرا داد توں

ویں (میں) ایسے منے پیٹ (پیچھے) لگ ایک باز — کھیا اے نبی جو ہے توں کارساز

بھوکا آج ہوں میں کبوتر کے پئے — لگیا سو چھپیا آ ترے پاس وے

دے منجکوں جو بھوک استے اپنی گنواؤں — جما کرے خاطر (دل) کوں ٹک (ذرا) امن پاؤں

سوا او وقت موسیٰ علیہ الصلوات — کبوتر کوں انپڑا (پکڑا) نہ دے او سکے ہات

منگے (چاہے) جو دیوں (دینے) اوس کبوتر کے بھار (وزن کے برابر) — اپن (اپنے) انگ (جسم) کا گوشت کاڑ (نکال) ایک بار

پکڑ ہات درحال (اسی وقت) او باز ویں — ۲۵۰. کھیا اے کلیم خدا محض میں

ہوں میکال میں ان سو ہے جبرئیل　　　کرن امتحان تجکوں رب الجلیل

دیا بھیج ہمنا سو تج پاس آئے　　　خُلاصا ترے رحم کا خوب پائے

فتوت میں نیں کوئی تج سار کا　　　سچا لاڈلا توں ہے کرتار کا

سنیا سانپ جوں یو حکایت تمام　　　کھیا اپنی سانپن کوں اے نیک نام

کہ ہے میری گردن پو واجب اپتال　　　جو ہووں اُسوں جا مصاحب اپتال

کروں اوسکے حق کوچ اُپکار میں　　　اتار اپنے سر تے لیوں بھار میں

کہ اس دھات در حال صورت پھرا　　　لیا روپ ایک روپ آدم کیرا

نکل گھر تے آ شاہزادے کنے　　　زباں کھول او ٹھیا بول کریوں اونے

کہ[1] اے جاں خالص مرا نام ہے　　　وفا تج سوں کرنا مرا کام ہے

لیو گا توں خدمت اگر منج ہات　　　اچھونگا کتک دیس مل تج سنگات　۲۵۱۰

کھیا شاہزادا تب اے نیک رائے　　　ترے دل کوں بھایا سو منج دل کوں بھائے

مل اس سات واں تے جو آنگے ہوا　　　کیا منزل یک ٹھار دیک خوش ہوا

او میڈوک اوس سانپ کے مو تے بانچ　　　جو زحمت تے تھا گھر میں دن چار پانچ

ہوا اوس جراحت تے جوں وو اُبلا　　　کھیا اپنی جورو کوں نزدیک بلا

---

[1] نسخۂ (الف) میں یہ مصرع ناموزوں لکھا گیا ہے۔

کہ شرمندا ہوں بہت اوس جان کا | ہے منج پر (بار) سنگین اوسکے احسان کا

کرونگا اوسے جا کچ اُپکار (احسان) ہیں | کہہ اس دھات (طرح) گھرتے نکل بھار (باہر) ہیں

پھرا اپنی صورت کو انسان ہو (بدل) | وہیں آ شاہزادے کن اس دھات (طرح) سو

کھیا اے مروت کے دریا گنبھیر | جو روشن ہے سورج تے تیرا ضمیر

مرا ناؤں (نام) مخلص ہے تج سات (میں) یا | منگوں اس سفر میں ال اچھنے (رہنے) کے تئیں (دل)

کھیا شاہزادا ترا اختیار ۲۵۲۰ | کہ اس دھات (طرح) ہی میں بھی تیرا ہوں یار

ان تیں سوں بعد ازاں ان تے مل (ان دو تینوں جنے) | گیا ایک نگر (شہر) میانے ہو ایک دل

سوویں اوس نگر کے شہنشاہ سات | ملیا ہور کیا اس وضا سات بات

کہ ہیں او سپاہی ہوں اے شہر یار | جو تنہا سٹوں (پھینکوں) پھوڑ (توڑ) لشکر کے بھار (دل)

جو ہر دن ہزار ہون (اشرفی) دیوے منجکوں شاہ | تو خدمت کروں شاہ کا چند گاہ (دن)

یو جیسا کٹھل (سخت) کام فرمائیگا | مرے ہات او کام ہو آئیگا

کیا وو نچ (اسی طرح) او شاہ قبول ایک بار | سو دینے لگیا روز اوسے ہون ہزار

کتیک (کتنے) دن پچھیں (بعد) او شہنشاہ گنبھیر | یکایک سواری نکل ایک دھیر (طرف)

چلیا سیر کرتا گنگا کے تھڑی (کنارے) | سو وہیں ہات میں تے نکل اوس گھڑی

انگوٹی پڑی جا کو پانی بہتر (کے اندر) | سکت (طاقت) کس نتھا جو گنگا میں اُتر

لیکر آوے دھنڈ اوسکے بہتر ال تے ۲۵۳۰ رہی دیک تدبیر اس حال تے

بولا تب کھیا شاہزادے کوں شاہ — توں کر شرط منجسوں ہوئے چندگاہ

یدی وقت ہے آج اس ٹھار پر — انگوٹی میری دیو ناکاڑ کر

کھیا شاہزادا تب اوس شاہ کوں — کہ فرصت دے منج آج کا دیس توں

صبا ہر سند سوں کرونگا یو کام — گیا پھیر جوں واں تے اپنے مقام

کیا اپنے ہمرہاں سوں بچار — سو مخلص کھیا رکھ توں خاطر قرار

کہ یو کام میرا ہے کرتا ہوں میں — گیا چل کے نزدیک گنگا کے وَیں

پھر اشکل میڈک ہو اول کے سار — غوطہ مار کاڑیا انگوٹی کوں بھار

دیا شاہزادے کے لیا ہات میں — ہو شہزادا خوشحال اس بات میں

انگوٹی لیجا شہ کوں انپڑا ایسا — سو لاک مرحبا شاہ تے پائیا

ہوا دولت اقبال اول تے زیاد ۲۵۴۰ لگیا زور اُسوں شاہ کا اعتقاد

ہور یکبار گذرے دیکھت دن کتینک — لڑیا سانپ اوس شہ کی بیٹی کوں ایک

اوٹھیا غل نگر میں ہوا راز فاش — کیے حکمتاں سات لئی کچ تلاش

ہوا کس کے افسوں تے نہیں فدا — دیا شاہزادے کوں تب شہ ندا

لگی فکر اس شاہزادے کوں پھیر — کھیا خالص انگے ہو تب اوسکے دھیر

نہ کر غم کہ یو کام میرا ہے آج — رواج اس مہم پر تے تیرا ہی آج

ولے منجکوں اوس شاہزادی کے پاس — لیجا اپنے دنبال اے حق شناس

سرا غیر تے واں توں خالی کرا — دیکھ اوس ٹھار کیا ہے سو حکمت ہرا

اوسی دھات وو شاہزادا کیا — سنگات اپنے خالص کوں ہو خوش لیا

پھرا خالص اوس ٹھار صوت ترت — ہوا سانپ اول کے نمن او نکوت

ہو اوس شاہزادی کے رکھ موں پچ وہیں — لیا کھینچ سب تن میں کی زہر تئیں ۲۵۵۰

سو در حال ہوی شاہزادی ہوشیار — سلامت سیوں اوٹھ بیٹھی اول کے سار

ہو خوشحال وو بادشہ اوسگھڑی — گنایا وہیں میزبانی بڑی

پڑا عقد اوس شاہزادی کے تئیں — کیا شاہزادے کی تسلیم وہیں

نظر جو ہوا او سپہ معبود کا — نکل آئیا سور مقصود کا

پڑیا ہات کل ناگہاں غیب تے — ملے خوش اوسے ہمرہاں غیب تے

دیا رنج کوں سیس جوں چند گاہ — سو آخر ہوا شاہزادا سو شاہ

کھیا بعد ازاں نیک فال اوسکے ڈھیر — میں وو ہوں جو بیچیا اتھا تج فقیر

اوٹھیا بول خالص کہ میں ہوں وو مار — جو ہیرا توں اپنا دیا تھا اودھار

زباں کھول مخلص کھیا اس طریق — وو میڈک ہوں میں جم کہ توں ہو شفیق

چھوڑا اوس بلا کے جوموں تے شتاب ۔ ۲۵۶ بنچایا اتھا منجکوں اے کامیاب

ہمیں تینو دل تیری خدمت پو گھال (باندہ) ۔ کیئے آج لگ چاکری قدر حال (حتی المقدور)

کیا حاصل اللہ تیرا (تیری) مراد ۔ ہماری دعا سوں سدا رہ توں شاد

کر اس دھات سیوں بات لاریب ویں ۔ سو در حال (اسی وقت) تینو ہوئے غیب ویں

توں اس ہمرہاں کے نمن (مانند) اے نگار ۔ کر اخلاص اوس یار پر (اپنے توں اونس اوپر) آشکار

نہ کر نیند کڑوی (خراب) خوشی سات جا ۔ مبارک ہی تج آج کی رات جا

وو جانے بدل جیں (کے لئے) اوٹھی ساج (زیبایش ۔ بناؤ سنگار) سوں ۔ صبا ہوی سو ویں رگگئی لاج (شرم) سوں

غواصی اتھم رین کالی دراز ۔ یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی ۔ ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب نوزدہم

جو ہاروت (معتوب فرشتہ) خورشید چھوڑ آسماں ۔ کیا غرب کے چاہ بابل میں ٹھاں (مقام)

چندا (چاند) سامری (جادوگر) شرق کے گھر تے بھار (باہر) ۔ ۲۵۷ نکل آئیا دیک پھرا و نگار

تفکر سیتی آئی را نویں سکنے ۔ کہی آج یوں ہے مرے دل منے

جو تج سوں صریحا گروں جنگ میں — دبوں چھوڑ پورا تیرا سنگ میں

کہ جس رات آتی ہوں اوس رات توں — تغافل میں بھاتا مری بات کوں

رین ٹالتا نت حکاتاں سنگات — مگر دند دھرتا ہی کچھ منج سات

کتا ہے جو ہر کیوں ملیگا او یار — ولے منجکوں لگتا نہیں اعتبار

سن یو بات رانواں کھیا تب اوسے — کہ اے موہنی یو پرت ہر کسے

دئے ہیں ازل تے تفاوت سیوں بانٹ — بجا اس وضا توں نہ شہرت کی گھانٹ

کہ توں ہے اپے مرد کی عورت آج — یو بے قید باتاں نہیں تجکوں ساج

جو ہوتی توں مجنوں نمن آپستا — تو میں کچ نصیحت تجے ناکتا

کہ چوری چھوپی کا ہے تیرا پرت ۲۵۸ — منجے ڈر ہی یو جو سُونے کوئی مت

ترا کام کج توں کیتی کوچ ہور — تج اس ٹھار کج کام آوے نہ زور

جو منج چھوڑ بھی کس کہے راز توں — تو ہوتی تروت یار سے واز توں

تیرا عشق مج دھرتے پکڑیا ہے زور — نہیں تو کہاں کا ایتا تج میں شور

اگر یار سوں ہونے منگتی ہے ایک — قضا کے اوپر بھی نظر کر ٹکیک

کہ موقوف ہے وقت پر کام یو — صبا ہو نہارا ہے جا شام یو

توں تحقیق جان اے سہیلی دراصل — نہیں ہے کسی کوں بغیر برہ وصل

منگوں ہیں جو ہم دوست تج ہات آئے ترا مرد تج ہات تے بی نہ جائے
بھی بھی

کہ بابل کے راجے کی بیٹی نمن توں کام آپنا کرلے اے گلبدن
کی طرح

جو اے بات سن پھر لگی پوچھنے سو بولن لگیا کھول کر پھر اونے

سنیا تھا جو یک نورسیدا جواں ۲۵۹۰ اتھا اوسکی صورت پو حیراں بھاں
نوجواں چاند

مسلم اتھا حسن میں بے بدل سو اپنے نگر تے یکیلا نکل
از سرتاپا لاجواب اپنے اوسنے شہر

کیا شہر بابل مینے جا مقام ہوا شاد دیک خلق واں کا تمام
میں لوگ

سو پھولاں کے ہنگام میں ایک دن گیا سیر کوں باغ شاہی میں اون
موسم

یکائیک بابل کے راجا کی جائی اوسی باغ میں سیر کرنے کوں آئی
بیٹی

نظر اوسکی اوس جواں پر جوں پڑی لگا جیو عاشق ہوئی اوسگھڑی

جو دیکھا او جواں اوس گل اندام کوں دیوانا ہو کھویا وہاں فام کوں
ہوش

جب اونار گھر آئی اوس سیر تے چھپا دل میں اس عشق کوں غیر تے

اپس میچ بیتاب ہوتی اچھے انکھیاں میچ انجھواں جروتی اچھے
آپ ہی آپ رہے بند کر آنسو بھاتی

پریشان ہو وو بچارا بھاز لگیا پھرنے چوندھیر بارے کے سار
اطراف ہوا طرح

نہ اوسکی خبر اوس انپڑتی دسے ۲۶۰۰ نظر اوسکی اوسپر نہ پڑتی دسے
ملتی دکھے

سمایا عجب آکھڑیا دیک اوجان بزاں لیالے ویں اپنے دل میں گمان
وقت بعد ازاں اندیشہ

جو یک ساحر اوس شہر میانے گنبھیر ‏ اتھا سحر کے فن منے بے نظیر

لگیا خدمت اوسکی کرن روز جا ‏ کیا شرمندا اس شرن روز جا

سو یکدن زباں وو خوشی سات کھول ‏ کھیا کیا ہے مقصود تیرا سو بول

تب وو دردمند عشق کے داغ کا ‏ کھیا کھول قصا سب اوس باغ کا

سن اوساحر اوسکا حقیقت تمام ‏ کھیا منج انگے سہل کچ ہے یو کام

جو منگتا چندر سور کوں کوئی سار ‏ تجے آسمان پرتے دیتا اوتار

ملانا تج اوس سوں کتیا کام ہے ‏ وو سیتا تری جان توں رام ہے

کہ اس دھات درحال وو سحر گر ‏ دیا کاڑ یک مہرا کچ سحر کر

کھیا نر ہو کپڑے یو موں میں جنے ‏ ۲۶۱۰ ‏ دسے نار ہو ہر کسی کوں اونے

جو ناری ہو رکھ لیوے موں میں اسے ‏ تو ساریاں کی انکھیاں میں نر ہو دسے

اسی سات لے برہمن کا مثال ‏ وو مہرا سو اوس جان کے موں میں گھال

چلیا لیکے بابل کے راجا کے تھاں ‏ کھیا ناؤں میرا ہے اشٹا اودھال

جو مج ایک بیٹا اتھا نو جواں ‏ گیا ہے نکل کئیں سو میرا پراں

پریشان ہے اس بدل رات دن ‏ اوسی نور دیدے کی عورت ہے ران

ہر پانواں کوں میرے یو بیڑی کے سار ‏ مہاراج اگر توں دھرے منج یو پیار

رکھاوے حرم کے درونی اسے　　تو اُپکار بندے پولئی کچ دسے
محل　اندر　　احسان　بہت

فراغت سیتی بعد ازاں ٹھاؤں ٹھاؤں　　دھنڈوں ہور فرزند کوں اپنے پاؤں
سے　جگہ جگہ

دو کیئے تو نج راجا قبول اوسکی بات　　دلارا خرچی اوسے مہر سات
اسکے کہنے کے مطابق　　سفر خرچ　مہربانی سے

اوس عورت کے تئیں ویل وسی تل منے　۲۶۲۰　حرم میں دیا بھیج بیٹے کنے
وقت　　کے پاس

جوں اس روپ سوں جا حرم میں وو جان　　دیکھیا اوس سکھی کوں سوں پایا پران
شکل　جوان　　جان میں جان آئی

ہوا اوسکے سیوک کوں مشغول یوں　　جو سیوا دیا اوسکا کھلے پھول جوں
خدمت　　خدمت

ولے راز دل کا نہ بھا بھار وو　　دنبال اوسکے پھرتا اچھے چھاؤں ہو
نکال باہر　　پیچھے　تھے　سایہ کی طرح

محبت لگیا دو ہیں اس دھات کا　　جو پردا نہ تھا میانے کس بات کا
طرح　　درمیان میں کسی

سو یک دیس پوراچ ہو غمگسار　　کھیا یوں کہ اے موہنی گلعذار
دن　پوراہی　　من موہن بھری

لطافت کی ہے ڈال کی پھول توں　　ولے جیوتے اچھتی ہے مخمول توں
ڈالی　　دل　رہتی　افسردہ

گلالی تیری گال جو زرد ہے　　مگر عشق کا کچ تجے درد ہے
گلابی　تیرے　ترا

کہ ہے مج خبر عشق کے درد تے　　کہ سو سی ہوں میں اپنے مرد تے
سہتی

کہیگی تیرا راز منجکوں نہ لاج　　تو ہر کیوں کرونگی میں اوسکا علاج
شرما　　کسی طرح

محبت کی جو گد گلی اوس چھیٹی　۲۶۳۰　سمایا سو اوس باغ کا بول اوٹھی
بیقراری　　واقعہ

پراں اوسکی گفتار تے پا وو جان　　کھیا یوں کہ اے ماہ رویاں کی بھان
جواں　　چاند

گر اوس جوا کوں تجکوں دکھلاؤں اپنا پال — تو کیا دان دے منج کریگی نہال

کہی وو تو میری نظر میں بسے — اگر نوں ہو دکھلائیگی منج ادسے

تو جیتی تلک جیو کر مانوں تجے — سدا نین کی پتلی جانوں تجے

سو وو حجرا موں میں تے وہیں بھار کاڑ — دکھایا اوسے روپ اوال کے سار

وو عاشق سہیلی ہو حیران وہیں — کر اوس روپ پر اپس قربان وہیں

کہی منجکوں ذرّا نہ امید تھا — ولے بول کیا یو ترا بھید تھا

سون او جان اوس دھن کے موں تے یو بول — سمایا سیر اسر کھیا کھول کھول

سو خوش ہو گلستان کے سار کھل — لگے دوی حظ کرنے راناں کو مل

صبا ہوئی تو حجرا او وموں میں سٹے — ۲۶۴۰ یکائیک عورت کالے روپ اوٹھے

کتک دیس چلیا ذوق بے دغدغا — دیا ناگہاں یو فلک جیوں دغا

سو یک دیس سر نھاونے کوں وو جوان — دیکھا بھائی اوس نار کا ایک ٹھاں

چبیا آنکھ میں حسن اوس اپ روپ کا — سو عاشق ہوا اوسکے وہیں روپ کا

دیوانا ہو یکبارگی جیب کھول — دیا بھیج یوں دائی کے ہات بول

کہ منج آج اے حسن کے آفتاب — کریگی ترے وصل سوں کامیاب

یو ماتا ہوں تج عشق کے جام کا — رہونگا پنکھی ہو ترے دام کا

جوں اوسکے پڑی کان میانے یو بات　　دیا جواب یوں دائی کوں گیان سات
(میں — ہشیاری سے)

کہ میں آپ عورت ہوں یک مرد کی　　ہوں رنجور اوسی ایک کے درد کی

کہ سُسرا سو میرا بیتیا راج کوں　　یہاں رکھ گیا ہے شرم لاج سوں
(بھروسہ کر)

خیانت کیرے آنکھ سیتی منجے　۲۶۵۰　نجھانا تو واجب نہ تھا یوں تجے
(کی — دیکھنا)

سن یو جواب فرزند اوس راج کا　　دیا چھوڑ سُدھ کام ہور کاج کا
(ہوش — کام)

سو یو راج اوسکا دیوانا ہوا　　بلا اوس اوپر وو نجھانا ہوا
(دیکھنا)

جوں اوس راج کوں اپڑی یو خبر　　ہو حیران اپس میں اپے سر بسر
(پوراہی — پہنچی)

کھیا یو تو پر مرد کی نار ہے　　کروں کیوں خیانت کہ نرکار ہے
(عورت — گناہ)

جو کہتا ہوں یو راز کس دھیر کھول　　تو میری دیانت پو آتا ہے بول
(کسی کو — حرف)

اگر چپ رہتا ہوں تو کر دلکوں چاک　　جگر گوشہ ہوتا ہے میرا ہلاک

پشیمان اس دھات ہو عاقبت　　مسلم اوسے عشق دا ٹیا دیکھت
(آخرکار — بالکل — گھبرا — دیکھ کر)

دیا بھیج یوں بول اوس نار کوں　　کہ فرزند میرے کوں کر پیار توں
(عورت)

تیرے عشق سیتی ہوا ہے خراب　　پکڑ خاطر اسکا کہ ہے تج ثواب
(سے — دل جمعی کر)

اوٹھیا ہے دو جینے تے یکبارگی　۲۶۶۰　کہوں کیا تجے اسکی آوارگی
(زندگی سے بیزار — بے حالی)

جوں اس دھات کی بازی اوس آنگی پیش　　فراست سوں تب اپنے من میں اندیش
(طرح — برا وقت — دل — سوچ)

کھیا ہیں تو ہوں شرم کس اور کی　　چلے کچھ نہ تدبیریاں زور کی
جو فرصت کتک دن دیوے منجکوں راج　　تو عاشق کا ہر کیوں کرونگی علاج
سنیا فرزند اوس راج کا جوں یو بات　　ہو راضی کیا دل کوں گھٹ صبر سات
بھروسا او دھر دیکر اس دھات سوں　　وہیں دیک پھبتا بل یک رات کوں
لے راجا کی بیٹی کوں وو پختہ کار　　چلیا خوش اوسی سحر گر کے دیار
سو در حال وو سحر گر بے نظیر　　دہی جہرا اوس جان کن تے لے پھیر
سٹیا موں منے اوس سہیلی کے سو　　لگی دسنے سر پانوں لگ مرد ہو
جو وو رات جا ہوی صبا نا گہاں　　اوٹھیا شہر میں غل جہاں کا تہاں
کہ راجا کی بیٹی ہور او نار جو　　۲۶۷۰ امانت تھی یکبار گی آج سو
ہویاں ہیں حرم میں تے دو نوچ غیب　　لگیا آگدھن ہئیں سو راجا کوں عیب
کئے دھنڈ دھنڈ شہر سب تل اوپر　　پڑیا نئیں کسے کھوج انن کا نظر
اگرچہ اوسی شہر میانے وو تھے　　ولے وو نچ کر فرق کوئی نا کیتے
بزاں راج دلگیر ہو کہہ لیا　　کہ میرا کیا منج اُگے آئیا
اگر میں خیانت پر آتا نہ یوں　　تو رسوائی عالم میں پاتا نہ یوں
کتنک دن پچھیں کوں جو وو غلبلا　　ہوا سرد سو پھر وو ساحر بلا

لے اوس جواں کوں پیت ہاسوں سہاج سات ملیا جائیکر ترت اوس راج سات

کہ پہلیں دُعا سوں زباں کھول کر اوٹھا بعد ازاں اس وضا بول کر

جو بیٹا مِرا گم ہوا تھا سو پھیر ملیا تیری دولت سوں اے دستگیر

وو فرزند سو ہے یہی نونہال ۲۶۸۰ وو عورت امانت ہے اوسکی حلال

سعادت بھریا آج کا دن دسے ملانا بھلا آج اوسے ہور اسے

جدھاں لگ اچھے چاند ہور آفتاب مبارک اچھو راج کوں یو صواب

ہوا وائلا جوں وو یو بات بول زباں راج تب عذر خواہی سوں کھول

کھیا کیفیت دوئی کا اوسکے دھیر وو سینتا چ ویں چاک کرلے سریر

ستم دھرتری کے اوپر ڈال اپس دکھایا خلق بیچ بے حال اپس

کھیا میں بھروسا تیرے ست پو کر گیا اوس نھنی تائیں اس ٹھاؤں دھر

جو توں راج ہو یو خیانت کرے تو کیوں بے نوا آوے تج آسرے

کھڑیا واقعا آجوں اس دھات کا ہو غمگیں وو راجا اُتم ذات کا

بزرگاں کوں اس کام کے میانے سٹ اوسے لاک ہوں دے کیا دور جھٹ

پڑے لاک ہوں جوں وو ساحر کے ہات ۲۶۹۰ خوشی آن لے من میں کئی لاک لاک

جو پھر آیا واں تے اپنے مقام سو بخشا اوسی جوان کوں وو تمام

کھیا اوس اوتم دھن کوں اے گلعذار　　مل اوس سات گذران خوش روزگار
(دھن: عورت — روزگار: زندگی)

بِسَریگا جب یو مال منج پاس آو　　لیجا اور بھی مال تے ذوق پاؤ
(بسریگا: ختم ہوگا)

کہہ اس دھات دونوں کو دیتا رضا　　کہ دونوں کا تھا اس وضا سوں قضا
(دھات: طرح — رضا: اجازت — قضا: قسمت)

جوں وو دوئی مل یک ہوئے اے نگار　　ہوتوں بی مل اوس یار سوں آج یار
(دوئی: دو — بی: بھی)

نہ لا بار اوٹھ بیگ جا دوست پاس　　کہ تج نار کے ذوق کا ہے یو طاس
(بیگ: جلد)

اوٹھی قصد کر جاؤنے جوں وو دھن　　اُجالا ہوا صبح کا چوکدھن
(دھن: عورت — چوکدھن: چو طرف)

نہ جا سک رہی تلملاتی وہیں　　سٹی غم سوں لئی پھوڑ چھاتی وہیں
(رلن کیتی غم بہترا اپنی)

غواصی اتم رین کالی دراز　　یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رَین تے تو ہے دیس روشن صحی ... ۲۷۰۰　　ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت شب بستم

جوں آروس کے سہار سورج سندر　　گیا پیس مغرب کی خرقے بھیتر
(آروس: دلہن — سہار: مانند — پیس: گھس — خرقے: جائے خرگہ — بھیتر: اندر)

نکل چاند مشرق تے نوشو نمن　　جیوں آیا سو پھر وو برہنی سو دھن
(نوشو نمن: دولہا کی طرح — برہنی: ہجر مند — دھن: معشوقہ)

جو نزدیک پنجرے کے جاکر کھڑی　　سو رانواں وہیں ہنس پڑیا اوس گھڑی

لگیا وو ہنسیا اوسکوں پورا عجب — سو پوچھن لگی اوس ہنسی کا سبب

اوٹھیا بول وو یوں کہ اے گلعذار — کہتر آج دن خوش صبا کی بہار

اول کا مرا یار ہم جنس ایک — اوڑ اوس باٹ جاتا منج اسٹھا دیک

ملیا آئیکر ہور کہیا ایک قصا — مج وو یاد آیا سو آیا ہنسا

سن اسبات کوں ہو گلو گیر جوں — وو پوچھی سو بولن لگیا پھیر یوں

کہیا اس وضا سات منجسوں وو یار — اتم جگ پتی روم کا شہر یار

سو دھرتا اتھا ایک رانواں گنبھیر ۲۷۱۰ منگیا دل سو یکدن وو شہ بے نظیر

خوشی سات ہیں اوسکوں باتاں میں گل — کہیا اے پنکھی مج سوں تحقیق بول

کہ توں بہوت شاہاں کے مہاڑیاں اوپر — اوڑیا ہور چڑیا ہور کیا ہے نظر

کسی راج کے گھر میں بیٹی کی ذات — سہاگن اتم روپ بد من صفات

کسی ملک میں آج لگ کس گھڑی — تیری آنکھ میانے نظر کتیس پڑی

جو میں عقد میں لیاؤں اپنے اوس آج — او رانواں کہیا تب کہ اے بھوج راج

شہ شام کوں آج بیٹی ہے ایک — جو بیتاب ہوے آفتاب اوسکوں دیک

موافق دسے منج وو تج شاہ کی — ہے تعریف عالم میں اوس ماہ کی

ہم اوس پاس ہے ایک شارو عجب — دھرے یاد قصے ہزاروں عجب

دھونڈینگے جو دنیا کے بن میں تمام　　تو ملسے نہ کئیں ویسی شیریں کلام
ملیگی

کہ اون ہور میں ایک دل ہو شہا　۲۷۲۰　اچھے مل کے یک باغ میں سالہا

یکائیک یو بیوفا آسماں　　جو پاڑیا جدائی ہمن درمیاں
ڈالا　ہمارے

سو وو سنپڑی جا وہاں میں یہاں　　لکھا تھا سو انپڑیا جہاں کا تہاں
گرفتار ہوی　ہوا

چڑی گر وو محبوب بنج شہہ کے ہات　　تو ہے آنہاری وو او سکے سنگات
آنے والی

جو بچھڑیا ہوں میں بھی کتے برس تے　　وو آوے تو شاد او سکے ہوں درس تے
دیدار

بچن پرتے او سکے کھلی شہ پر بات　　سو وہیں دل میں پیدا ہوا چلبلاٹ
ظاہر ہوی　راہ　بے چینی

نظر او سکی رکھ وصل کے جام ڈھیر　　رسولاں کتے بھیجنے شام ڈھیر
بات　پر　سفیر　کی طرف

کیا مستعد تحفے کئی جنس کے　　جو سدھ دیکھ اوڑے جن ہور انس کے
تیار　ہوش

مراد آپنا منگ لے اللہ کن　　روانا کیا شام کے شاہ کن
کے پاس

مل او شہ رسولاں سوں اوس راج کے　　ہور اضی لگیا پئے منے کاج کے
تیاری میں کام

کیا یوں مہیا متاع جہاز　۲۷۳۰　جو سات آسماناں کے بھر کر جہاز
سامان　جہیز

پڑیا عقد دھن مال دے بے قیاس　　دیا چاند کوں بھیج اوس سور پاس
دولت　سورج

جوں او شاہ اوس ماہ کوں دیکھیا　　فراست پورانویں کی تحسین کیا

منگے تیوں ہوا دیک حاصل مراد　　لگیا شہ کوں بھو تیج اسکا سواد
اسے لگیا رانویں کوں پیار کرنے زیاد

کتنک[1] دن گذر گئے پچھیں ایک دن — کیا شہہ کوں خوشحال دیک عرض ان

کہ اے عیش کے ملک کے شہریار — اچھو شہریاری تری برقرار

وو سارو فراست کی عالی صفات — جو آئی اہے شاہزادی کے سات

منجے ہور اوسے ایک پنجرے میں گھال — کرے شاہ اپنے کرم سوں نہال
ڈال

تو دونو مل اپنا گمائینگے وقت — بہوت دن کوں دونوں کے جاگے ہیں بخت
دو

مہربان ہو وونچ وہ شہریار — رکھایا ملا دوئی کوں ایک ٹھار
دو جگہ

لے ایک پنجرے منے جوں وو دوئی ۔۲۷۴۰ تو کرنے لگے شاد ہو گفت گوئی

ملانے جو منگتا ہے بچھڑیاں کوں رب — تو اس دھات کرتا ہے پیدا سبب
چاہتا بچھڑے ہوئے طرح

وو رانواں وو سارو بزاں ایک رات — وو محبوب وو شہ سنے تیونچ بات
بعد ازاں

یکین نر یکین نار کی دھیر ہو — زباں کھول کرنے لگے بحث وو
ایک مرد عورت طرف

سو سارو وو ہٹائی ستی اوسگھڑی — کہی آج ہے نر تے ناری بڑی
مینا جرأت مرد عورت

وو رانواں سن اے بات منقار کھول — کھیا نر تے ناری کیوں اگلی ہے بول
زیادہ

سو بولن لگی یوں کہ اے دوست سن — کتی ہوں تجے کھول کر نر کے گن
کرتوت

سنی ہوں جو کس ملک میں ایک ٹھار — انتھا ایک تاجر بڑا مال دار

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

جو فرزند تھا ایک اوسے بدخصال | سو کرتا اچھے مال نت پائمال
جہالت ستی چھوڑ گھر ہور دار | کمینیاں سوں مل روز کھیلے قمار
دیکھت باپ ڈھنگ اوسکے دلگیر ہو | ۲۷۵۰ سو پر شہر میں جاکے یک دھیر ہو
اپن سار کا ایک تجار دیک | مل اوس سات سمدھی ہوا کیں کوں ایک
منگیا اوسکی بیٹی اوس اوگن بدل | کیا بھیاؤ سو گئے کتک دن نکل
وو سرا بزاں دے ادک بست بہاؤ | کھیا دو نو مل آپنے شہر جاؤ
جو عورت کوں لے واں تے نکلیا وہیں | اُتر باٹ میں ایک جاگا کہیں
یکائیک سب دست کر بست بھاؤ | ہوا بائیں میں سٹ دے عورت کوں باؤ
بچاری وو عورت جو تھی بیگناہ | خدا باج اوسے کوئی نہ تھا واں پناہ
نکل بھار دقت سوں اوس بائیں تے | یکیلی بچھڑ آپنے سائیں تے
نہ کچ سدا اسی کو بھی ہور کو ستی | جفا باٹ ہور گھاٹ کا سو ستی
کتک دن بچھیں کوں جو آئی گھر آپ | ہو حیراں پوچھے اوسے مائی باپ
تو بولی کہ چوراں ننگا باٹ میں | ۲۷۶۰ یکیلی منجے چھوڑ دے گھاٹ میں
چلے مرد کوں لیکے دھن مال سوں | نہ رہ سک میں آئی ہوں اس حال سوں
ستمگار وو باٹ پارٹو موے | نجانوں مرے مرد کوں کیا کئے

رکھ اپنی وفا پر نظر وو سکی ‏ ‏ ‏ جفا مرد کا ڈھانپ کرویں رکھی

جو وو بکیٹر بیچ کھا مال او ‏ ‏ ‏ دلدّر کوں لے سات پامال ہو

نہ کئیں پیٹ بھر چھوڑ دے دہر کوں ‏ ‏ ‏ پھر آیا وو سُسرے کیرے شہر کوں

پریاں کا جو روضہ اتھا ایک ٹھار ‏ ‏ ‏ سو یکدن زیارت کوں گئی تھی وو نار

قضارا اوسی ٹھار پر آ مقام ‏ ‏ ‏ کیا تھا بھوکا ہور پیاسا وو خام

پچھانی اپن مرد کا ان نشاں ‏ ‏ ‏ ولے اوں تو موئی کر کیا تھا گماں

جو دیکھا وو ناگاہ جیتی اوسے ‏ ‏ ‏ بکائیک آ عجز سیتی اوسے

کیا عذر خواہی پڑیا پانوں پر ‏ ‏ ‏ ۲۷۷ وو ستونت مشفق ہو اوس ٹھاؤں پر

چلی آپنے گھر کوں لے ویں دنبال ‏ ‏ ‏ بہر حال سُسرا دیکھ اسکا وو حال

مہربان ہو پھر نہال اوس کیا ‏ ‏ ‏ سو بیٹی کے موں تے بہوت کچ دیا

کتک دیس آسودہ رکھ گھر منے ‏ ‏ ‏ روانا کیا جُوتُنیں کوں اونے

اوسی دھات وو اولکھن پھیر کر ‏ ‏ ‏ اوسی بائیں کے جا کنارے اوتر

ہو آپڑے ہیں پھر اوسکے آزار کے ‏ ‏ ‏ نپٹ جیو پر او ٹھا اوس وفادار کے

گلا کاٹ اوس بائیں بھتر ال ڈال ‏ ‏ ‏ نہ دکھلا کسے موں اوڑیا لے وو مال

۱؎ یہ اور اسکے بعد کا شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔

دنیا کی طمع کے اوپر رکھ نظر خدا کا ستیا دھوئیکر دل تے ڈر
پھینکا
گئی بھول ہو وو تو جنت منے رھیا ناک لگ ڈب یو لعنت منے
تا بہ گلو
بوریاں تے یہی پائمالی دسے دنیا نیک مرداں تے خالی دسے
برون
کہی جوں حکایت یو سارو تمام ۲۷۸ اوبھٹیا بول رانواں وو شیریں کلام
کہ اے توں جو دو کی بھلائی برائی کہی کھول کر سو مری خاطر آئی
مجے بھی ہے یاد یک قصا اسکے تول کتا ہوں سن اے گن بھری تج سوں کھول
جوڑ کا
سنیا تھا سمرقند میں ایک ٹھانوں اتھا تاجر یک کوئی بہزاد ناؤں
اوسے عورت ایک خوب مقبول تھی مگر نازکی بن کی او پھول تھی
نزاکت کے چمن
یکٹ چھوڑ اوسے گھر گیا وو سفر نہ رہ سک حیا سوں وو چنچل سندر
لگا عشقبازی میں یک جوان سوں گھر اوسکے لگی جانے ہر شام کوں
صبا لگ مل اوس سات آنند کر جھنجر کیچ ہوتے اچھے اپنے گھر
عیش بن بھیج
بسر مرد کوں اپنے او نیک ذات سو شرم آپنا دی تھی اسکیچ ہات
بن بھول پرائے مرد کوں جو
کتک دن پچھیں کوں جو بہزاد پھیر سفر تے خوشی سات آیا مندھیر
اپنے گھر
لگیا سخت عورت کے دل کوں برا ۲۷۹ سو ایمان بدلا دل اوس تے پھرا
سینے تے دریا فسق کی جوش کی سو دار و اوسے دیکو بیہوش کی

چلی آپ اوس یار کے گھر کدھن — سو ایسے میں یک چور چوری کرن
(کی طرف) (کرنے)

اوسی کے گھر آ دیکھیا جوں یو حال — لگیا بیٹ اوسکے چلیا ویں دنبال
(ین سکی کے چلین کا) (پیچھے، ساتھ)

جو کاں لگ یو جاتی ہو کرتی ہے کیا — نکل گھر تے مقصود دھرتی ہے کیا
(تک) (مطلب، رکھتی)

سو مطلق بسر جا کے چوری کے کام — تماشا لگیا دیکھنے لئی تمام
(بھول) (بہت)

بری گھر میں اون بیں اوس یار کے — لگی گل نزک بیں اوس یار کے
(گھس) (گلے، نزدیک، بیٹھ)

دیں ایسے میں کتوال یاں پا خبر — سو دونوں کوں جکڑے اوسی گھر بھتر
(اندر)

جو عورت مسلم لگی کچلچیاں — دئے چھوڑ ہو اوس اوپر مہرباں
(بہت تڑپنے تلملانے)

پکڑ مرد کے تئیں گرفتار کر — چڑائے لیجا ٹھیلتے دار پر
(سولی)

جوں اوس نار کوں پھر لگی جیٹ پٹی — پھری باٹ میں تے ہو جلتی بھٹی ۲۸۰۰
(بیچینی) (راہ، بھٹی)

کھڑی جا نڈر یار کی دار پاس — اٹھی بول اس دھات سوں بھر اُساس
(بے خوف) (آہ)

کہ اے جیو کے جیون توں میرے بدل — لیا یو بلا آپنے سر کبل
(لئے) (بڑی سخت)

ہے آخر ترا وقت دکھلا او مکھ — میرے ہونٹ لے اپنے ہونٹاں میں ٹک
(ذرا)

جو ہوبی ٹھنڈا مج سینے کا جلاٹ — رکھی موں یو موں جس نزک جا و داٹ
(جلن)

غصے سوں لیا ناک ویں اوسکی توڑ — دے جیو کھینچ دانتاں میں پکڑیا نہ چھوڑ

پھری واں تے ہو اون درد ناک ویں — موں میں رہگئی اوسکی وو ناک ویں

گنوا ناک اوسٹہار جوں گھر کوں آئی ۔ اندیشی بد اندیش ہو بھر برائی

سو بہزاد کے جا بچھانے میں لیٹ ۔ لیتی اوسکے کپڑیاں میں اپسیں لپیٹ

چھوری تیز اوسکے رکھی ہات میں ۔ کیتی غلبلا وین اوسی سات میں

کہ بہزاد بدمست ہو ناک کاٹ ۔ ۲۸۱۰ میری زندگانی کیا بارا باٹ

رین جا صبا ہوی راسیک راس ۔ چلے لیکے دونوکوں حاکم کے پاس

دیکھت وقت بہزاد پر گھال کا ۔ جو وو چور تھا شاہد اس حال کا

کھیا آکے حاکم سوں سب کھول کر ۔ کنارے کھڑا جوں ہوا بول کر

زبان کھول تب او عدالت شعار ۔ کھیا کیوں کروں میں یو بات اعتبار

پھر او چور اوٹھیا بول ناجات یچھے ۔ گر اوسکے بچھانے پو وو ناک اچھے

تو بہزاد کاٹیا ہے کر جان توں ۔ مرا بول سب جھوٹ کر مان توں

گر اوس شخص کے موں میں اوناک ہے ۔ تو بہزاد کوں جان تو پاک ہے

کئے دار کن جا کو جوں وو صحیح ۔ اتھی ناک اوسکیچ موں میں صریح

سن اے قصا گم ہور ہے عام خاص ۔ بچارا وو بہزاد ہوا تب خلاص

وورانواں کیا ختم جوں یو کلام ۔ ۲۸۲۰ سو شاروکی خاطر کوں آیا تمام

صحی جان اے نار گن گیان کی ۔ کے ہے مختلف طبع انسان کی

جہاں ہیں جہاں دیکھتا ہوں تو آج   تو یکدھانت سبکا نہیں ہے مزاج

برے بھی ہیں دنیا میں ہور ہیں بھلے   انن دوئی بغیر بھی دنیا نا چلے

کہ جاں نور ہے وانچ ظلمات ہے   جہاں دن ہے تحقیق واں رات ہے

مدار اس جہاں کا ہے اس دھات سوں   کسی کوں نہیں جنگ اس بات سوں

جکوئی آفرینش منے خوب ہے   یقیں جان وو سبکوں محبوب ہے

کرے سعی جس کام کوں خوب ہو   تو مقصود کوں انبڑے (حاصل کرے) کیوں نہ وو

گر اوس یار کی ہے تو خواہاں بڑی   تو جا ترت فرصت ہی تج اس گھڑی

مروت رکھ اوس خویش سوں خوب آج   تو طالب وو تیرا ہے مطلوب آج

خوشی ناخوشی سات جوں اونگار ۲۸۳۰ قدم بھار (باہر) دھرنے کوں ہوئی اختیار

سو پاپی اوٹھیا مرغ دے بانگ ویں   پھبیا بل (موقع نہ ملا) نہ اوس کا رلے آنگ ویں

لئی جال (جلا) سب تن کو جیوں برق بھیر   تفکر کے دریا میں ہوئی غرق بھیر

غواصی اتم رین کالی دراز   یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی   ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و یکم

جو زاہد سورج پاک روشن ضمیر
ہوا جا کے مغرب طرف گوشہ گیر

صفانسات صوفی چندارات کا
کرن (کرنے) سیر نکلیا سمٰوات کا

ستو بر ہے[1] جلی (فراق زدہ) او دلارام پھیر
انکھیاں لال کر آئی رانویں کے دھر (طرف)

کہی اے جو پنجرے میں خوشحال توں
مرے غم تے بیٹھیا ہے نروال (فارغ) توں

جلوں ہیں تو ہر دیس (دن) اٹ جوں اجیت (آفتاب)
گلوں رات کوں چاند کے سار نت (ہمیشہ)

بھوکی ہوؤں تو کھاؤں غم بے شمار ۲۸۴۰
لگے پیاس تو پیئوں انجھواں (آنسو) کی دھار

جو ہووے ہوس راگ پر جس گھڑے
تو نالے سنوں دل کے بے سد بڑے

بدل[2] سیر کے جو کروں باد باغ
دسے پھول ہو مجکوں سینے کے داغ

مرا حال اس دھات ہی سو تو یوں
ہے فارغ کروں تج پو غصا نہ کیوں

بھلا جو کرے آج توں کچ علاج
کہ کونڈ پا ہے (گرفتار تھیا) پوراچ برہا (فراق) منج آج

---

[1] یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

[2] یہ شعر نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

سن یو بات رانواں کھیا جیب کھول ‎ منج اے موہنی توں تو اے بات بول

جو غافل اچھوں تج دل آرام تے ‎ تری فکر تے ہور ترے کام تے

یتے دن میں جو آج لگ ہر رین ‎ تیرے تائیں دیوے کر اپنے نین

حکایت شرائط ہور آداب کے ‎ کتا ہوں اَنگے تج سوں جہتاب کے

سبب یہہ جو کر دل میں تیرے اثر ‎ ہر ایک کام آوے تنجے بیشتر

مگر سب وہ لگتے ہی کڑوے تجے ‎ ۲۸۵۰ کہ آخر کوں دستا اہے یوں مجے

جو اس عشق کوں رکھ نہ سک دیر توں ‎ ترت ہوئیگی یار تے سیر توں

یکائیک یو کام چھوڑ ایکبار ‎ کریگی تو کچھ کام ہور اختیار

کہ جیوں ایک زاہد کی بیٹی سکی ‎ مرد تے ہوا اعراض یکبارگی

نہ رہ سک اپن نفس کے کئے منے ‎ خدا کی عبادت کے ہوئی پیے منے

جو پوچھن لگی بھیر اس بات کوں ‎ سو بولن لگیا کھول اس دھات سوں

سنیا ہوں جو ملتان میں ایک ٹھار ‎ اتھا زاہد یک عین شبلی شعار

اوسے بیٹی یک ہور بیٹے بغیر ‎ نہ تھے زیادنے کوئی بھی اوسکے گھر

سونا گاہ حج کا ہوس دل میں آں ‎ بچھڑ گھر تے جاتا وو عالی مکاں

کھیا عورت ہور اپنے فرزند دھیر ‎ کہ میں آپ آؤں تلگ حج تے پھیر

اگر خواستگاری کوں کوئی آئیگا ۔ ۲۸۶ تو بیٹی کوں دیو جیوں تمن بھائیگا
(جیسا تمھارا دل چاہتے)

ہے بالغ یو گھر میں نہ رکھنا اسے ۔ کہ مشکل ہے سنبھال سکنا اسے

کہہ اس دھات پکڑیا وو مکہ کی باٹ ۔ لگیا گھر میں فرزند کا جیو اچاٹ
(طرح ۔ راہ ۔ دل)

رضا بعد ازاں مائی کن لے وہیں ۔ چلیا آپ سوداگری کوں کہیں
(اجازت ۔ ماں سے)

سفر میں جو اسکوں ملیا یک جواں ۔ دیا غائبانا اوسے اپنی بہاں
(بہن)

کتک دیس بعد از جو گھر آئیا ۔ سنگات آپنے اسکوں لے آئیا
(دن)

ادھر خواستگاری کوں جج کوئی آئے ۔ کسی کی نہ دیک باٹ بیٹی کی مائی
(راہ ۔ ماں)

قبول یک بھلے مرد معقول کوں ۔ بنٹائی شکر پان ہور پھول کوں
(تقسیم کروائی)

جو مکے تے زاہد پھریا ذوق سات ۔ سو داماد یک اون بھی لیایا سنگات

ملے تین داماد یک آپس میں آپ ۔ رہے گم ہو وئیں مائی ہور بھائی باپ
(ماں)

جنوایاں بدل سخت تینو میں شور ۔ ۲۸۷ اوٹھیا ہور لگیا جھنج پر جھنج زور
(داماد ۔ جھگڑا)

جو اس بات کا شہر میں غل اوٹھیا ۔ بچاری الیس میں اپے اوپتیا

سینا پھوڑ لے وہیں لگی جھو کنے ۔ نہ سہہ سک پوٹا نٹا لگی سو کنے
(غم کھانے ۔ زن بیٹی قضیہ)

کہی یا الہی رسلا تین کوں ۔ کیا جگ میں بدنام مج ہین کوں
(حیا حقیر)

نہ کیں ایک عورت کوں ہے مرد تین ۔ ہوئے کانتے پیدا یو بے مرد دین
(کہاں سے)

ہوا اس غم سوں نزدیک مرنے کے حال		لئی کھینچ دم شرم تے ہونڈھال

نکل اس کا سیج مج گیا جیو کر		کفن دیونا جیوں ہے تیوں دیو کر
(دینا — اسی طرح)

سب یکدھرتے ماتم کے پڑشور ہیں		لیجا ترت دفنائے اوسے گور ہیں

دو زاہد تو ظاہر کیا دوکھ تب		ولے دل منے خوش ہوا اس سبب
(بہ ظاہر)

جو درمیاں تے فارغ ہوا او نزاع		کیا تینوں داماد کوں دیں وداع

نماشام جیوں ہوی تو بھرتے اُساس (آہ)		۲۸۸ وو تینو چلے مل کے اوس گور پاس

اوٹھیا ایک تب یوں انوں میں تے بول		ہوس ہے جو دیکھوں اسے گور کھول

کہ تعریف اس نار محبوب کا		سنیا تھا بھوت ٹھار اوس خوب کا
(بہت حسن)

سو ویں قبر میں تے اوسے بھار کاڑ		پکڑ ہاتھ دیکھا سو ہلتی تھی نار
(باہر نکال — عورت)

جو دوسرا طبیبی میں حاذق اتھا		اوسے دیک شرط اس و صنا سوں کیا

کہ موئی نئیں ہے یو روح اسکا تمام		نکل تن تے سر میں کیا ہے مقام
(مری)

ہلوں بیٹ باریک سوں مار مار		کریں گرم تو ہووگی یو ہشیار
(آہستہ — بید کی چھڑی)

سُن او بات تیسرا اکھیا یو میں کام		کرونگا کہ ہے مجکوں یو خوب فام
(تیسرا — معلوم)

کیا سعی وو جوں اسی دھات سات		سو جنبش منے آئے پائے حیات
(طرح)

یکایک صبا جو ہوئی جا وو شام		ہوئے جمع واں خویش قربت تمام
(اقربا)

موئی تھی سو پھر پائی دیک زندگی ۲۸۹۰ عجیب ہور ہے سارے یکبارگی

حیرت زدہ

جھگڑا

اوٹھیا پھر کو تینوں میں ویں غلبلا پھر اوس نار کے وو ہوئے مبتلا

عاشق

نجھا اوس بچاری کدھن دیک دیک لگے دعوی کرنے کوں اکیس سوں ایک

بغور کی طرف

یکن بول اوٹھیا یو زلیخا نجھل ہے میری کہ کھولیا ہوں میں گوراول

ایک

وو دسرا کھیا ہے یو لیلی مری کیا فکر ہیں اوسکے جینے کیری

کی

سو تسرا کھیا ہے یو مری عروس کیا ہیں نگاہ اوسکی تشویش سوں

مصیبت کا احساس کرکے

خصومت ہوا تین میں جوں دراز پھر او نار ہو اپنے جینے تے واز

زیادہ بیزار

کہی ہائے میرے یو کیسے نصیب کہ میرے اجھوں پئے منے یو رقیب

ابھی

نہ جیتی براں مجکوں چھوڑے نہ کوئی نہ مرگئی پچھیں منج تے یو ہات دھوئے

زندگی وقت

بھلا ہے جواب سب تے میں ہات دھوؤں خدا کی عبادت میں مشغول ہوؤں

وہیں سیس کے بال اپنے اوتار ۲۹۰۰ توکل سوں گوشہ کئی اختیار

کی

جیوں یہ حال تینوں پو پرگٹ ہوا سینا صبر سوں بعد ازاں گھٹ ہوا

ظاہر

ہوا دیک میانے تے فارغ کیجاٹ چلے ویں وو تینو پکڑ تین باٹ

جھگڑا راہ

مگر آج تے توں بی اے گلعذار ہو بیزار اوس یار تے ایکبار

بھی

کرن منگتی ہے نیت نا امید تجے خوب نئیں یوں تو سٹنا امید

کرنا چاہتی چھوڑنا

بہر حال جا آجکی رات توں
کراوس یار سوں مل میٹھی بات توں

کہ لئی دیس تے ہے وو خواہاں ترا
گلے گھال جا او سکے باہاں ترا

نکر اوس بچارے کوں محروم آج
مروت میں ہرگز نہو شوم آج

کہ تیرا ابھی ہے نفس امید وار
اول جیو دے آخر اوسکوں نہ مار

جیوں اس بات تے پھر جو دلیا فراق
سو پیدا درونی میں کر اشتیاق

اوٹھی جاؤنے گھر کوں جوں یار کے
۲۹۱۰ ہوئے لوگ ہشیار سب بھار کے

نکل صبح کی آئی لالی وہیں
نہ جاسک رہی وو اُتا لی وہیں

غواصی اتم رین کالی دراز
یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی
ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و دوم

جوں آسمان تے سور کا برہمن
چلیا غرب گنگا میں سندیا کرن

نجومی چیندر نرملا نامدار
جو مشرق کی دیول تے نکلیا بہار

وو مشتاق طاقت تے ہو بیر طاق
سورانویں کن آسوس تا سک فراق

کہی ہیں تو بیجر ہوی سوک سوک — مرا غم کیا کم نہ تیرا سلوک
سوکھ

مرا مدعا تھا جو توں ہر طریق — مری بیقراری یو ہوگا شفیق

ہوا ٹکڑے سینا نو برہے تے پھوٹ — مکرر کہوں کیا تجے روز اوٹ
ہجر — اٹھ

کہ آتی ہے مج لاج اس لاج تے — ۲۹۲۰ ترا دیکھ سوں مکھ نہ ہیں آج تے
شرم — دیکھوں گی منہ

کہ مج تج تے یک دن بی سکھ نا ہوا — قیامت تلگ مج یو جھکنا ہوا
دن — غم سہنا

وو رانواں سو گیانی فراواں بزاں — کھیا اس وضا سات خاطر نشاں
عقلمند بعدازاں

کہ جاں تے توں خاتوں دلگیر اچھے — کنا کیوں مرے جیو کوں ٹھیر اچھے
کہنا کس طرح دل آرام، قرار ہو

اپنے دیس کی بات سب جان جھوٹ — ولے آج توں بی شتابی سوں اوٹ
اپنے دن — اٹھ

گھر اوس یار کے جا ملاقات لے — بہر حال خط آج کی رات لے

تغافل نہ کر سن یو میرا دلیل — کہ ہر باب کا ہیں ہوں تیرا وکیل

تج ایراں کچ بات نا آئے تیوں — ہوں رکھوال توں اپنے من بھائے تیوں
پر — دل چاہے

خوشی سات گم اوٹھ جھنجر کیچ آ — توں اس کام میں آج نا بیچ بھا
پھر فجر — رخنہ ڈال

جوں یک نار محبوب کے وقت پر — رکھیا شرم دے پند یک جانور
عورت

رکھنہار ہوں دوں تری شرم میں — ۲۹۳۰ کہ تیری وفا بیچ ہوں جرم میں
رکھنے والا اسی طرح

سن یہ بات او سکے لگی پھر دنبال — سو بولن لگیا اے عدیم المثال
پیچھے

سنیا تھا میں اس دھات کوئی بولتے ۔ بنارس کے راج کوں نئیں نئیں کتے

بہت دن ۔ اچھا
ہوا ایک فرزند لئی دیس بعد ۔ نہ صورت میں نیکا نہ سیرت میں سعد

میں سوائے
نہ تھا کچھ ہنر اوس منے باج بخت ۔ کہ جاہل اتھا ہور نادان سخت

بہت ۔ بیوقوفی
دنیا میں تو درداں ہے سچ ہور تڑا ۔ ولے دردنادانگی کا بڑا

کہیں
ہے ہر درد کوں آج ہر کئیں طبیب ۔ ولے کئینچ اس درد کوں نئیں طبیب

مردوں
جو عیسیٰ نبی تھے علیہ السلام ۔ کرہنار مردیاں کوں زندے تمام

اُن کی طرح
انو سار کے بول اٹھے اس طریق ۔ جو ہوتا ہے توفیق حق کا رفیق

تو امداد سوں اوسکی اقبال کے ۔ جلاتا ہوں مُردیاں کوں سو سال کے

عقل
ولے تو سکت نیں مرے گیان کوں ۔ ۲۹۴۰ جو دانا کرے آج نادان کوں

تنہائی
غرض جس وو فرزند بالغ ہوا ۔ نہ دھر فردیت باپ اسکا روا

بیاہ ۔ نیک ۔ ساعت
کیا بھیاؤ امرت بھری سات میں ۔ پری کوں دیا دیو کے ہات میں

دلہن ۔ نہ دن ۔ حور ۔ مکھ دیکھی
وو عاروس نجھا دیکھ مکھ مرد کا ۔ سو کرلے سینے کوں دریا درد کا

ہوا
لکھیا تھا سو انیڑیا لگکر جان لے ۔ خوشی نو عروسی کی ہر آن لے

ذلیل کرنے
لگی وقت اوس سات گذرانے ۔ سو دن دن لگیا دکھ سوں وو ران نے

بہت ۔ ہشیار
ولے اوذن لطافت میں اوتار تھی ۔ ادک چلبلی ہور جو سار تھی

جنتر ہات میں لے جو گاتی اچھے ۔ دلاں کے پنکھیاں کوں بھلاتی اچھے
کہ تھا بھوت گانے پر اسکا خیال ۔ سو ایک رات وو نار صاحب جمال
مہاڑی تلیں یک برہمن جواں ۔ جو دھرتا اتھا گیان نج ناماں
خیالے خیال آپنے دھیاں سوں ۔ ۲۹۵ سُنے راگ کرتا خوش الحان سوں
لگیا تان اوسکا وہیں تیر ہو ۔ سو عاشق ہوا وس گل اوپر نیر ہو
کہی ایسے الحان کے جوان کوں ۔ دیا جائے خوش شرم ہور بان کوں
پکڑ ہات رسڑی پرم کی اونار ۔ سنگا تج مہاڑی کے اوتری نِلار
اتالی ہو گرم اس محبت سوں عین ۔ جو دیکھی بجھا خوب اوسے کھول نین
سو چنداں وجاہت میں سبھانہ تھا ۔ گدا طبع تھا کچ رسیدا نہ تھا
کہی بعد ازاں دیک مکھ اُس کیرا ۔ اگرچہ نہیں توں تو لائق میرا
ولے قید میں ہوں یک دیو کے ۔ پری کس وضا دیو سوں گم سکے
سکت تج میں کچ ہی جو یا عقل و رائے ۔ مجھے کاڑ اس ٹھار پرنے لیجائے
ترے مہر سوں باند دل چند روز ۔ گمو نگی ترے ساتھ مل چند روز
کہ بھاتا نئیں اس مرد کا منجکوں سنگ[1] ۔ ۲۹۶۰ ہے نادان او وستے ہو نمیں تنگ[2]

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

[2] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

سن لے بات اوس نارتے تب او جوان — کھیا تجھ پہ صدقا ہے میرا پران

جان

جو توں ہو کہ یوں جانتے راضی اچھے — بندا بھی ہوں راضی نجا سوں پچھے

خود — نہ جاؤنگا پیچھے

نکل واں تے اوس سوں جو لاگے بدی — سو آڑی ہوی باٹ میں یک ندی

کے ساتھ چلے — سد راہ راہ

بہتی دیکھ ور زور پانی کی لوٹ — کھیا کاڑ کسوت تری باندھ موٹ

تیز موج — نکال کپڑے لنگوٹ

کہ اول یو اسباب اگاؤنگا — بزاں تج سلامت سوں لیجاؤنگا

پار پہنچاؤنگا — بعد ازاں تجھے

قبول اون کہے ہیچ کیتی او نار — دی ہات اوسکے سب ابرن اوتار

کی عورت — کپڑے

وو لیتا چ پانی کے پیلاڑ النگ — کھیا کھا تہاراہوں ہیں بھیک منگ

پار

یو ناری جو ہے شاہزادے کی جو — لیجاؤں کیوں اُس ہیں کہ پھیسے نہ لو

عورت جورو — میرے قابل نہیں

جکچ جو چڑیا ہے مرے ہات مال — پھبالیوں تو ہے مجھے یو حلال

ایتال — پچانوں

کہ مفلس ہوں پوراچ مج یو ضرور ۲۹۷۰ کرا نیچہ سوں اپنے دل کوں سرور

کرانے کے لئے

یکیکی او سے چھوڑ ایلاڑ ویں — ہوا سب وو گرداں پیلاڑ ویں

اس طرف — باندہ پار

جو تھی منتظر دیکھتی اوسکی باٹ — نہ آیا سو سینا گیا پھاٹ پھاٹ

راہ

کئی جو عمل اُن اَپَن مرد سات — کیا وو عمل دوسرا اوس سنگات

دغا[1] دینے ہارے کوں راحت نہیں — دغا اسکوں دیگا خدا ہر کہیں

---

[1] یہ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہے۔

بڑی بھار سو بھیر گھر کی نہو — پشیمانگی سوں کدھر کی نہو
باہر

صبا ہوی سو ویں غم کے بھنور میں پڑ — رہی نیٹ اوسی ٹھار کرڑ کا پکڑ
بھنور — برقرار جگہ ساحل

سو ایسے میں یک جانور ناگہاں — پکڑ موں منے ہاڑ آیا وہاں
گوشت

جو پانی میں مچھلی نظر اوس پڑی — سو وو ہاڑ موں میں تے سٹ اوسگھڑی
گوشت پھینک

چھپیا ہور کیا سعی مچھلی بدل — ولیکن نہ سنپڑی اوسے گئی نکل
کے لیے

جوں اسے حال دیکھی وو عورت تمام ۲۹۸۰ کھی یو جناور سو کیسا ہے خام
بیوقوف

گنوا ہات تے نقد کوں ایک بار — کیا جا کچی بدسوں سودا ادھار
بیوقوفی

سنیا جو جناور وو اس بات کوں — کھیا کوں ہے بول اے نار توں

یکیلی جو بیٹھی ہے توں بن ادھار — ہے مقصود کیا اس ندی کے کنار
بے سہارا

وو عورت اوٹھی اس وضا بول کر — کہی آپنا حال یوں کھول کر

کہ دھرتی ہوں میں مرد سو ہی کڈھنگ — سینا او سنے پکڑیا ہے سخت زنگ
رکھتی بدصورت نفرت

منگیا دل سو یک دوست دانا سوں مل — خوشی سات اچھوں پھول کے سار کھل
چاہا رہوں مانند

سو او دوست نا آ مرے ہات کوں — نکالے گیا سٹ میری ذات کوں
چھوڑ

دغا کھائی میں زور پر مرد تے — پشیمان عاجز ہوں اس درد تے
فریب غیرمرد

کھیا تب او پنکھی اوسے اے نگار — ترا ہور مرا قصا ہے ایک سار
پرندہ طرح

اگر مرد سوں رہتی قانع ہو توں ۲۹۹۰ نکل گھر تے آتی نہ اس دھات سوں

تو یو دیس اَنگے نہ آتا تِرسے بدل دل پو غم کا نہ چھاتا ترے

اگر میں نہ کر طمع مچھلی کیرا وو موں میں تے لقمہ نہ سٹیا پھرا

تو کیوں سوسیا اس وضا بھوک میں طمع دار ہویاں گیا چوک میں

یو بات اوسکے موں تے سونی جیوں اونار سو بولی کہ اے جانور فام دار

کہہ یک حیلہ منجکوں جو ٹک آس پانوں اوسی حیلے سوں آپنے گھر کوں جاؤں

جو مج پر نہ ہوئے مرد بد اعتقاد دندے کے زبان بند ہوئے دوست شاد

کھیا حیلہ سو ترت اے ہے پری جو ست میں ایس کوں دیوانی کری

لبوے تن پو کے پھاڑ کپڑے تمام ننگے سر ننگے پانوں سوں وقت شام

چلے پیس کر آپنے گھر بہتر جو ہر کوئی کہے تج دیوانی ہے کر

جو اس دھات سنچر ترا گھر بیں ہوئے ۳۰۰۰ کرن کچ علاج آو ننگے تجکوں کوئی

توں یکبارگی ہونکو ویں ہشیار تفاوت سوں آسُد میں توں یاں نہ ٹھار

اسی دھات سوں شاندلے دواوڈھی سو رسوائی تے خلق کے تب چھوٹی

تجے بھی میں اے نار گنونت خاص کر نہار ہوں ہر بلا تے خلاص

توں ہر وضع سوں آج مرے بدل اوسی یار میں بھار گھر تے نکل

کہ مشتاق تیرا اچھیگا وو یار (ہوگا) — جواں انتظاری سوں اوسکوں نہ مار

جو کوئی اوسکوں منگتا اچھے جیو سوں (چاہتا ہو جان) — گمانا بھلا وقت اوس پیو سوں (گذارنا عاشق)

جوں اس بات پر وو اوٹھی شاد ہو — وہیں صبح دندے کیرے ناد ہو (دشمن کے طرح)

نکل آیا دیس اندھارے کوں ڈاٹ (دن تاریکی دفع کر) — پھر اوسکی خوشی ہوگئی بارا باٹ (منتشر)

رہی گھر منے جا نہ سک یار لگ (میں) — پڑی سیج پر برہ نروار لگ (پلنگ ہجر شمشیر)

غواصی اتم رین کالی دراز ۲۰۱۰ یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا ہی

حکایت شب بست و سیم

فرشتے جو شمشیر کوں بھاں کے — دئے ڈال زیچ غرب کی میاں کے

فلک شرق کا کھول زنگیں غلاف (سورج) — لیا ہات میں چاند کا سیف صاف

جو پھر او سہیلی رنگا میسر ہو — رضا کے بدل گرم ہور تیز ہو (لئے)

کہی آکو رانویں کوں اے حق گذار (بناؤ سنگار کر) — پکڑ جیو جوڑی ہوں بھا تج پو پیار (جاں غصہ)

نزک ہے جو برہا کرے منج پو زور (نزدیک فراق) — لیجا جیو مرا تج پورا کھے ہوں پور (رکھ رکھی)

مرے درد کوں آج اے غمگسار | نکو جان دُسریاں کیرے درد سار
کہ ساریاں کی یکسار سورات نئیں | دنیا بیچ عشاق یک دھات نئیں
سنایوں گیا ہے جو مچھلی کی ذات | دھرے عشق جل سوں تنگ آگ سات
ولے جل سو مچھلی کوں راکھے سنبھال ۳۰۲۰ | اگن سو تنگ کوں کرے بھُرزجال
کھیا تب اورانواں کہ اے کج متی | جلچ توں کتی جھوٹ نئیں سچ کتی
کہ عالم منے عورتاں کا پرت | ہے مرداں کے پیرت تے محکم پرت
جو عورت اپے ہو جبوں لائے عشق | تو مرداں سے کرزیاست دکھلائے عشق
اچھے جاں تے تج عشق کا نیٹ بول | نکر سعی ہیں دیُوں تج بیٹ کیوں
تیری فکر سوں ہیں کروں دن کوں رات | کروں رات کو دیس تج غم سنگات
بھی دو کہ دن ہیں تج تے دو چنداں منج | یو پنجرا دیسے عین زنداں منج
یقین جان توں یو مرا ہے مراد | جو توں اپنے مقصود پا ہوئے شاد
پھرا سبات پر تے اوٹھی بول او | اگر سچ ہے تج دل منے بات یو
قسم کھا جو منجکوں لگے اعتبار | ضرورت سوں کر تب قسم اختیار
کھیا میرے جاں لگ جبیاں ہیں آج ۳۰۳۰ | باغ میں جتنے عندلیباں ہیں آج
بزرگی میں سیمرغ جو ہے گنبھیر | شجاعت میں جو باز ہے بے نظیر

جو ہدہد دھرنہار ہے سر پو تاج | جو ہے خوشنما فاختہ ہور دُرّاج

کبوتر او کویل ہور پھنکراج مور | جہاں لگ جہاں میں جناور ہیں ہور

ہے سوگند (قسم) منجکوں (ان ایک) وُنیاں (ان کی) کا تمام | کہ اخلاص ہے تج سوں میرا مدام

جو تقصیر تج کام میں میں کروں | ترے باب کچ دل میں کینا (کینہ) دھروں (رکھوں)

تو سچ خواجہ فرعی کیرے (کے) حال سار (کی طرح) | مرا حال بھی ہے کہ جان اے نگار

پھرائے بات پوچھی جو اوسندری | کھیا اے مدن (نفس) باؤ (ہوا) کی باؤری (دیوانی)

سنیا تھا جو کوئی شخص منصور نام | دھرنہار تھا مال ہور احتشام

خدا ترس صالح سخاوت شعار | انھا بلخ اوسکا جو رہنے کا ٹھار (جگہ)

اوسے ایک عورت جو تھی نیک بخت ۳۰۴۰ | سو تھی خوب رویاں میں مقبول سخت

صلاحیت اسمیں تھی اس طور کی | مگر رابعہ تھی وو اوس دور کی

جو منصور ارادت سفر کا کیا | سو عورت کوں سب عرض گھر کا کیا

رضا لے تجارت کی نیت سوں وہیں | چلیا مستعد ہوئیکر دور کئیں

جو واں ایک چنچل (بدکار) اوسی شہر میں | جو مشہور تھا فسق سوں دہر میں

اوس عورت کی خوبی کی تعریف سن | بڈھی بختہ کار ایک کٹنی کوں چن

دیا بھیج اس پاس اس دھات بول | کہ اے نار تج حسن کا آج ڈھول (ڈنکا)

بچیا ہے نگر میں نمام اس وضا — جو حیراں ہے سن قدر ہور قضا
شہر
ہے جاں تے قضا ہور قدر کا یو حال — نکیوں ہوں نہ تج عشق تے میں نڈھال

ہور وشن ترے درس تے میرے نین — تیتوں ہیں جوبن نیر کی ہو کے مین
دیدار آنکھیں — تڑپوں بغیر پانی مچھلی
جو میانے ہے بے طاقتی کا حصار ۳۰۵۰ منگوں آہ کے اس فرنگیہ انسوں بار
درمیان — مراد دشمن مدد
کروں چور ہمت کے بازو سوں لڑ — یکیٹ آنوں تج وصل کا پھاج چڑ
تنہا
تیرے — پھاٹک
ولے منجکوں سنپڑے نہ ٹل کیا کروں — کہ ہے عشق تیرا اکبل کیا کروں
موقع — سخت
اگر اس ہوس کا توں دلھیز کھول — مرے دھیر آگی کسی کوں نہ بول
پاس آئیگی
تو بسلا تجے نین کے صدر پر — کروں گا فدا جیو تج بدر پر
بٹھا آنکھوں مسند — جان چاند
اسی دھات جا او بڈھی جو کہی — او عورت سن اے بات وہیں گم رہی

اٹھی بعد ازاں بول اے ماؤلی — جو یو بات کی توں نہ تھی کچ بھلی

کہ جس سر میں سودا ہے رحمان کا — قبولے او کیوں کام شیطان کا

اچھے ست سوں یکدل ہو جن ایکسات — وو کیوں دیوے ایمان دوجے کے ہات
ایمان عصمت — دوسرے
جکوئی آپنے ٹھار دانا ہے گھٹ — سو کیوں جاوے بتخانہ مسجد کوں سٹ
جگہ مضبوط — چھوڑ
ہے جو لگ نظر میں مرے ماہ وسال ۳۰۶۰ میسر نہ ہوئے اسکوں میرا وصال
جب تک
اگر عقل کچ ہے تو سچ جان توں — سیڑی کوئی نہ لیا ماہے آسمان کوں
سیڑھی — زن پری کوئی لایا تئیں اسمان سوں

جوں اس دھات کا او بڈھی پا جواب   پھر اوس جاں کے مندھیر آئی شتاب
مکان

سن او جواب اوس تے ہووین نا امید   لیا آپنے من میں اس دھات بھید
دل طرح

کہ عاشق کے تئیں ہؤونا تین چیز   جو دیوے مراد آپنے کوں تمیز
ہونا

اول مال ہے ناصبوری سفر   پرت کوں نہیں روچ کچ اس بغیر
محبت غیرت۔مزا

نہ منج مال ہے ناصبوری دھروں   بھلا جو سفر اختیاری کروں

مسافر ہو پردیس پکڑیا وہیں   ملیا پیر مرد ایک اسکوں کہیں

جو دنیا کوں دے ترک او پانوں گاڑ   توکل سیتی بس پکڑیا ہے پاڑ
بیٹھ پہاڑ

کیا خدمت اوس پیر کی دن کتک   سو شرمندا اوس جان کا ہو دن ایک

کھیا میں دنیا چھوڑ خالق کوں لیوں ۳۰۷۰ نہیں کچ مرے پاس جو تجکوں دیوں

ولے اسم اعظم ہے منج پاس ایک   او سکلاؤنگا تجکوں اے جان نیک
سکھلاؤنگا

منگے گا توں اس پر تے جیسا مراد   تو دیگا خدا تجکوں ہوگا توں شاد

جوں اون اسم اعظم کوں سکھلائیا   سو پھر شہر کوں اپنے او آئیا

وہیں دل منے لیا لیا ایک روز   کہ منصور تو آئیا نئیں ہنوز

بری کی نہ اس اسم کوں آزمانوں   اوسے ورد کر کے نہ مقصود پانوں
پس کیوں

تصور میں منصور کا روپ راک   پڑیا صدق سوں بس او اسم پاک
شکل رکھ بیٹھ

ہوا مین منصور کے سار کا ... سو خوش بے نہایت ہو یکبار کا
طرح

چلیا پیس کر گھر میں اوس نار کے ... دیکھے لوگ اوسے جو کہ گھر دار کے
گھس عورت ... یعنی گھر بار

صحی خواجہ منصور ہے کر سمج ... لگے پوچھنے حال اوسکا سہج
واضحی

کہ کیا واقعا آئیا پیش یوں ... ۳۰۸ جو آیا یکیلا ہو درویش کیوں

ترا ساج کاں ہور غلاماں کہاں ... او مایا کہاں ہور اوساماں کہاں
ساماں ... خزانہ

دیا جواب او خواجہ اس دھات تب ... کہ چوراں ننگا کر لئے مال سب
طرح ... لوٹ

غلاماں کوں سارے جیواں مار کر ... گئے قید منجکوں گرفتار کر
جان سے

سو تدبیر سوں چھوٹ انن ہات تے ... لیا ہیں بنچا ایسیں اس گھات تے
ان کے ... اپنے ... مصیبت

او عورت کہی بعد ازاں غم نکر ... کہ صدقا ہے او مال تج ذات پر

جو دن جا ہوی رات سو دو جنے ... لگے گمنے جیوں یک بچھانے منے

طبیعت تمام اوسکی پائی خلاف ... نہ تھے خواجہ منصور کے گُن اوصاف
یعنی نہ تھا خواجہ منصور کے سار صاف

سو ہوی اوسکے نزدیک تے دور تویں ... دیکھائی نپٹ ایسیں مغرور ویں
بالکل ... یعنی معذور

تامل سوں دل بیچ کر تب کہی ... گرا ہے مرد اپنا ہے خواجہ صحی
سوچ ... صحیح

تو اسمیں کی او حسن سیرت کہاں ... ۳۰۹ لطافت کہاں او بصیرت کہاں

اگر کوئی دسرا ہے یو مرد خام ... کہاں تے ہے یو بس شباہت تمام
بیوقوف

بری کی نہ ازمائوں میں چند روز
دیکھوں کھیل کیا ہے خدا کا ہنوز

یوراز اپنے دل تے نہ اظہار کر
ستم ایسیں دکھلائی بیمار کر

کتک دیس کوں ناگہاں کر سفر
جو آیا اپیں خواجہ منصور گھر

سو عورت کوں بیمار دیکھیا ادک
ہے اپنے مناسب سوں م دیک نیک

وہیں خواجہ اصلی سو غیرت سنگات
سٹیا خواجہ فرعی کی داڑھی پو ہات

سو اُن بھی پکڑا اوسکی داڑھی کوں کھینچ
ہو لٹ پٹ تلیں سر پڑے بھار وبیچ

اچا غلبلا شور "جو کون" کر
لگے لڑنے "توں کون توں کون" کر

لٹا پٹ تلیں جُور ہو بے قیاس
جھگڑتے چلے وو بنچ حاکم کے پاس

دیکھت روپ دونوں کیرا ایک دھات ۲۱۰۰
ہو حیراں حاکم تعجب سنگات

کسے ہوے کسے نوئے کہہ سک نہ ویں
بولا بھیج اوس پاک دامن کے تئیں

کھیا مرداں دو میں نیرا ہے کن
موافق دیکھت خواجہ اصلی کوں اُن

کہی مرد میرا سو یو ہے صحی
چلی گھر پکڑ ہات اوسکا صریح

نہونے دے لوگاں میں بدنام وُں
صلاحیت اوسکا کیا کام یوں

بزاں خواجہ فرعی کوں جو یوں بچھاڑ
دُرّیاں سات سب پیٹ کی کھال کاڑ

عدالت کی شمشیر سوں اوس دو کھائے
سو رسوائی سوں شہر کے بھار بھائے

بُری دل میں نیت جو لیا تا نہ او — سزا اس قباحت سوں پاتا نہ او

مرا نیت اے گن بھری صبح و شام — ہے خوبی سوں تیرے مہم میں تمام

دیو نہار ہوں تج بدل اے براں — منجے خواجہ فرعی نمن توں نہ جان

جوں اس دھات بولیا وو تقوی کی بات ۳۱۱۰ کدورت تے فارغ ہوا اوس سنگات

منگی جاؤنے یار کے گھر کے دھیر — صبا ہوئی جو دلگیر ہو سخت بھیر

رہی جا نہ سک اپنے مندھر منے — چڑیا برہ کا زہر بھر رسر منے

غواصی اتم رین کالی دراز — نفیس جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و چہارم

سورج مُھر اسمان کا بے نظیر — اُڑیا غرب کے بندر ابن کے دھیر

سونا در اتم راج ہنس ماہتاب — نکل شرق دریا تے آیا شتاب

پھر او ہنس سی آپنے ساز سوں — جو رانویں کن آئی ادک ناز سوں

کہی اے پنکھی گن بھرے دل نواز — بوجھنہار ہے توں درونی کے راز

یو دکھ بھی کسے نا کہا جائیکر — کہوں تج سے ہمراز کوں آئیکر
کسی کو
کہ تدبیر میں عقل ہور رائے میں ۔ ۳۱۲۰ ہے یے شل توں کم نہیں کائے میں
کسی بات
مہرے مشورت کے توں لائق ہے کر — کروں مشورت تج سوں کچھ شک نہ دھر
اگر توں نہوتا مرا غمگسار — تو مرتی سینا پھوٹ وین ایکبار
پھر اسبات کوں یوں دیا وو جواب — کہ تحقیق کر جان . اے ماہتاب
کہ جسوقت آدم کوں پروردگار — منگیا جو عدم میں تے کاڑے بھار
چاہا نکالے باہر
لیکر آ اول غم کے دریا تے نیر — کیئے اوسکی ماٹی کوں قدسی خمیر
پانی مٹی
ہوا ہے ازل میں یو غم دم سوں جم — نہ کچھ آج کل تے ہے پیدا یو غم
یہ غم
سینیا ہوں جو غم جب ہوا آشکار — لگیا سیر کرنے کوں جا ٹھار ٹھار
جگہ
نہ عرش اوس قبولیا نہ کرسی فلک — نہ راضی ہوئے کوئی اوس سوں ملک
کیا بعد ازاں رخ بشر کے کدھن — قبولیا اونے سو کیا یاں وطن
طرف
تب انسان کوں جان کامل وجود ۔ ۳۱۳۰ کیئے یکطرف تے ملائک سجود
جس آدم منے عشق کا غم نہیں — وو حیواں ہے آج آدم نہیں
توں غم کوں بھی غم کر نکو جان لے — خوشی کر سراسر اوسے مان لے
یہ اس غم کوں
اگر توں مرا آج سنتی ہے بول — تو راز آپنا کس کے آگے نہ کھول

اگر یار تج سات مل ایک ہوئے ۔ اوٹھے دند سوں لے افترا تج پو کوئے

دشمنی بہتان

تو بے شبہہ اوس برہمنی کے سار ۔ خلاص افترے سوں ہو تو اے نگار

طرح

پھر اے بات پوچھی وو چندر بدن ۔ سو بولیا کہ کابل کیرے رائے کن

کے راجا کے پاس

اتھا برہمن ایک انجم شناس ۔ نہ تھے اسکوں فرزند سو تھا وو اُداس

جو لوگاں کے نھتواد اوسکی نظر ۔ پڑے جب تو کہہ لیوے من کے بہتر

بچے دل نیں

کہ یا رب گھرے گھر ہے تیرا دیا ۔ منجے نئیں دیا ہیں گنہہ کیا کیا

چراغ

سنیا ہوں جو جس گھر کوں دیوا نہیں ۔ ۳۱۴۰ تج انگے قبول اوسکا سیوا نہیں

چراغ ان کی عبادت

یو میوہ نہ پنجیا اچھے جسکے باغ ۔ تو کیوں نا اچھے اوسکے سینے پو داغ

پیدا ہو

ہوں اس باب لوگاں منے میں خجل ۔ نظر ہووے تیری تو لاگے نہ تل

گگے دیر

اسی دھات جو ٹوک روتا اچھے ۔ سو اوس شہر میانے کتک دن پچھے

ذرا

طبیب ایک پیدا ہوا بے نظیر ۔ کھیا کھول یو درد جا اوسکے دھیر

سے

سو اسوقت وو اسپو ہو مہرباں ۔ دے دارو کیا اوسکوں خاطر نشاں

دوا جمع

جو سامی جہاں کا ہے پروردگار ۔ ہے البتہ فرزند تج دینہار

پیدا کرنے والا

ولے کان نا کھول کس ہور کے ۔ یو دارو سو زہرے سوں کھا مور کے

کسی سے نہ کہنا دوا جگہ

وو دارو گرہ باندلے برہمن ۔ خوشی سات آیا بزاں پھر وطن

لگی مور کی فکر ور زور اوسے — سو بازار میں یک دسیا مور اوسے
جلد

اتھا عیب وو مور سو رائے کا ۔ ۳۱۵ ووجا لالے وین عقل ہور رائے کا
راجا — سمجھ

لگیا چھپنے اوس مور کیرے بدل — کیا دست ہر حال اوسے دیک ٹل
کے لئے — ہات — موقع

وو دارو سوز ہرے میں اوسکے گلا — مل عورت سیتی کھا گیا وین کلا
دوا — اس نے تربت

ولے نا چھپا اوسکی عورت یو بہر — کہی کھول کر آپنی بھان دھیر
راز — بہن — کو

جہاں سے لیے ہور سر اپنا جنے — چھپا رکھ لے سکسے نہ سینے منے
راز — جوکوئی — سکے

سنے سو اوسے کیا ہے ایسا ضرور — جو نا کہہ چھپاوے کسی کے حضور
سامع

ہوا جیوں وو طاؤس غیب ایکبار — گھرے گھر لگے ڈھونڈنے ٹھار ٹھار

بلانئیں سو لاگے ڈھنڈورا بجان — جو اوس مور کا کوئی دیگا نشان
اعلان کرنے

سُنے کے ٹکے سات بھر گو دا وسے — کرینگے دے تشریف خشنود اوسے
سونے — انعام

سُنی جوں اوس عورت کی بھان اے خبر — دیں اوس سوں ٹکیاں کے اوپر طمع دھر
بہن

چل اوس رائے کے آپ دربار گئی ۔ ۳۱۶۰ قصا مور کا سر بسر کھول کئی
کہی

سن او رائے گنبھیر عالی صفات — کھیا میں یکایک اس عورت کی بات

صحی مان کس دیوں آزار کیوں — تامل سوں فرمائیا پھیر یوں
صحیح — کسی کو

اگر سچ ہے اے نار تیری یو بات — تو یاں تے لیجا دو جنیاں کوں سنگات

سُنے تیوں اِنو دو وو عورت اگر ہیگی کہے تیوں تجے پھیر کر

عنے دھیر

توتاکید فرماؤں ایسا اوسے جو عبرت ہووے شہر میں ہر کسے

سنا

وو ناری لے وین دو جنیاں کوں سنگات جو صندوق میں رکھ اوٹھا یاتے ہات

عنے دنبال — عنے بہتر ایک صندوق کے اونکوں گھال

یکائیک جا اوس برہمن کے گھر اوٹھی اوسکی عورت سوں یوں بول کر

کہ جاتی ہوں میں کس کی مہمان ہو ترے پاس اچھو آج صندوق یو

کسی — رہے

جو لے بھان اوس مور کی بات توں ہی تھی مری دھیر اوس رات توں

بہن — سے

بسر گئی میں وو بات کچ یاد نئیں ۳۱۷۰ کنا اتبراں جو دھروں یاد میں

بھول — کہنا — اس مرتبہ — رکھوں

وو عورت دھرنہار ادک گیان تھی اول کھول گئی سو پشیمان تھی

بہت — عقل

سبج سوں ہی پھیر اس سات یوں کہ دیکھی تھی میں خواب اس رات یوں

سے

جیواں مار کوئی رائے کے مور کوں ملا اوسکے زہرے میں کچ ہور کوں

جان سے — راجا

کہلائے سو کند راٹ مجکوں چیٹھی یکائیک وہیں ہڑ بڑانی اوٹھی

مثل — پریشان

کہاں تے برہمن کی ہو جائی میں دغا اس وضا خواب میں کھائی میں

بیٹی

وو صندوق میں کے سنے جیوں یو بین جلیچ اون کہی تھی غلط ہے کہ عین

بات — بالکل

نکل بھار صندوق تے پھیر او کہے رائے کوں جا کے تقریر یو

باہر

براں رائے اوس نار پر کر غضب بڑایا وہیں شہر کے بھار تب

بھجایا

سگائی اہل دنیا کی ایسی دسے — پتیا نا ہوا ہے سہیلی کسے
قرابت — بھروسہ کرنا
جو اون بھان ہو کرے طوفان اوٹھی ۔ ۲۱۸۰ بھرا جیب دانائی سوں اون جیٹھی
بہن — زبان
ہے عاقل توں ہر باب اپیں سنبھال — نہ رک دل میں شک یا رکن جا آتا ل
اب
طبیب اس کیرے وصل کوں کر عرض — تیرے برہ کا دور کرلے مرض
تے — فراق
کہ لئی دیس تے آئی ہے تنگ توں — سینے پر تے کر دور یو زنگ توں
بہت دن — فکر
کیتی گرم جانے بدل جیوں خیال — شفق صبح کا لال نکلیا ہو کال
کی نے لیے — دشمن
گلہ اپنے بختاں تے کرتی وہیں — چلی گھر میں بھر آہ بھرتی وہیں
قسمت
غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز
رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و پنجم

اجت دیس کے دین کا دیندار — ہوا غرب کے قبلہ کو جیوں سوار
آفتاب
ہندو چاند کا رین کے ہند تے — جو آیا نکل وو مدن کی ہتی
رات — نفس — مست
تتی ہو غصے کی اگن سات پھیر ۔ ۲۱۹۰ کہی آکے رانویں کوں اس دھات پھیر
آگ

کہ اے بیوفا دوست سچ بول مج ترے دل میں کیا ہے سو کہہ کھول منج

جو میں دل سوں مل دیکھتی ہوں تجے نیٹ سنگدل دیکھتی ہوں تجے

نہ تج تے مرا کام ہوتا دسے مرے حق میں تو عین سوتا دسے

یو تیری عزیزی ہے کس ریت کی کہوں کھول کس ریت تج میت کی

توں دائم وفادار مرا کلا سبب کیا جو کرتا ہے پھریوں گلا

ترے دل میں کچ مہر اچھتا اگر تو سک سوک میں یوں نہوتی بنجر

وو رانواں نیٹ دیکھ اسکوں تتی کھیا اے پرم کے سُرا کی متی

اتی بیقراری تجے کیا ہے آج اتی فکر بھاری تجے کیا ہے آج

نکو جاؤ کر یار کن میں تجے ابھی ہور کدھیں تو کیا نئیں تجے

توں جا نیچ منگتی ہے اوسکے حضور ..۳۲۰ تو مج پوچھنے کا ہے تج کیا ضرور

مجے تو ہوا فام توں یار نئیں زباں سوں نچ منگتی ہے دل سات نئیں

کہ دستیا ہے تج عشق کا ریت یوں کہ تھا ایک مسلمان کا ریت جیوں

جو رمضان آوے تو روزہ نہ دھر کہے جوب وو لوگاں میں روزہ ہوں کر

سو کیدیس روٹی کباب ہور اچار بغل مار صحرا میں جا ایک ٹھار

یکیٹ بیس خوشحال یک جھاڑ تل جوں انگے رکھیا کاڑ کھانے بدل

برہمن یک اول تے اوس جھاڑ پر — چڑیا تھا سو اوسکی پڑیا اون نظر

اوتر جھاڑ پڑتے وہیں آیا شتاب — سو اون بے مروت سوں روٹی کباب

دیا کچ سو کھایا نہ انمان سوں — لگیا اوس عجب یو مسلمان کوں

سو بولیا اوسے یوں کہ اے برہمن — ہوا کیوں ترا گوشت اپر ال من

گلے جانو اسٹ برہمن کوا — ۳۲۱۰ جو کھایا تجے کیوں ہوا یو روا

کھیا دو برہمن کہ اے دیندار — توں روزے کوں کیوں کھائیا دن دوپار

ترے دین میانے ہے توجیوں درست — ہوں ہیں اپنے مذہب میں بھی وُوں درست

جسے موں میں کچ دل منے کچ اچھے — کنا ریت کوں اوسکے کیا رچ اچھے

گرائے نار توں آپنے عہد پر — ہے راسخ تو جا یار لگ جہد کر

مری بات سن کر کرےگی جو کام — تری عمر راحت میں گذرے تمام

جیوں اورائے سن ایک بکرے کی بات — کیا عمر کوں صرف راحت سنگات

جو پوچھی بجد ہو کو اسکا سبب — لگیا بولنے کھول اس دھات تب

سنیا ہوں کہ یک رائے تھا نامدار — جوں یکدیس نکلیا وو کھیلن شکار

اتم ایک سانپن نظر اوس پڑی — جو یک سانپ غیری سوں مل اوس گھڑی

نظر فسق کی کارسازی منے — ۳۲۲۰ رکھی ہے ہور اتری ہے بازی منے

جوں اوس پرتے آیا غصا رائے کوں سٹیا اسپو شمشیر کی گھائے کوں

ڈالا وار۔ زخم

سو دُم کوں لگیا زخم اسکے سووں بچا لے اپس چھوڑ اوس سانپ تئیں

دیئی ڈال اپس بل منے ہونڈھال نَر اوسکا منجھا دیک یکایک یو حال

اپنے کو بغور

کہیا کِن دوکھایا تج اس دھات بول کہی تب او یوں آپنے نرسوں کھول

کون طرح

کہ میں نرم باریک بالو پوجا لگیا خوش سو پھرتی اتھی جابجا

ریتی

سو اوس شہر کا رائے جاتا شکار جو دیکھیا منجے آنکر بے قرار

پن نزک

کھیا اے اتم بد منی نیک فال یو کج لی نین ہور یو تیرا جمال

نیک آنکھ

دیوانا کیا منجکوں لبدا ئیکر اگر ایک ساعت نزک آئیکر

اٹل کر

کریگی غرض توں جو حاصل مرا تو کھُل پھول جوں ہوئیگا دل مرا

میں اس بات کوں کئی کہ اے رائے راج ۳۲۴۰ توں جوں آپے جنس میانے ہے راج

کہی قوم ہیں

مرا مرد بھج بل جنکوئی آج ہے مری جنس میں وو نج اوراج ہے

پہلوان بہوجی۔ عالی وقار قوم اسی طرح

نظر غیر کی توں حرم پر کرے تو کہنا خدا کیوں روا تج دھرے

عورت

غصا دل میں لیا لے سن اس بات کول گیا منجکوں زخمی کر اس دھات سول

سنیا او جو سانپ اوسکے مونتے یو بیں دریا زہر کا دُم تے سَرلگ ہو عیں

خوش زبان

کہیا نئیں خبر اوس رمرے قہر کی رمرے تیز دانتاں کی ہور زہر کی

اگر فی الحقیقت نزا نر ہوں نیک تو کیوں کاڑتا ہوں نزا سوز دیک

ہو درہم اُسپیں آپ اس دھات سوں بدل سوز کے جوں جلیا رات کوں

جہاں رائے کے سیج کا تھا پلنگ گیا وانچ سیدھا نکے بنک اُلنگ

جو راکھے تھے گلدان واں پھول بھر سو بیں اس میں بیٹھیا کنڈل مار کر

کہ جب رائے کا ہات اسپر پڑے ۔ ۳۲۴۰ تب اسکا نیت تھا جو ہوں سٹ لڑے

سو ایسے میں اوس رائے کی عورت آئی کہیا دیک عورت کدھن تب اورائی

کہ بس منجکوں عورت کی سنگ آج تے توں ہرگز نکو منجکوں منگ آج تے

دیکھیا میں تماشا عجب آج ایک تٹیا عورتاں تے مرا دل او دیک

جو میں آج سواری کوں نکلیا بہار سو سانپن اتم ذات کی ایک ٹھار

اصالت تمام آپنی چھوڑ کر پرم سانپ غیری سیتی جوڑ کر

نزک تھا جو اوس سوں کرے فسق مل منجے غیرت آیا سو رہیا نہ دل

سٹیا او سکے اپرال شمشیر میں لگیا دُم کوں ٹک سو چلی پھیر ویں

نہ لگ خوب اسکوں گیا چوک سیف مرے ہات تے چھوٹ گئی او سو حیف

اتم ذات ہو کر کرے ایسے کام تو کیوں نا ڈوبے مرد کی ننگ و نام

ویں اسبات پر تے وو عورت گلی ۔ ۳۲۵۰ سو اُٹھ رائے کے پاس تے پھر چلی

سنیا سانپ یو بات جوں کان دھر سراسر اپس کوں پشیمان کر
کھیا لعنت اوس نحس ناپاک اوپر جو بد فعل اپنا چھپیا راک کر
مرے سات تقریر کی کس وضا مرے من کوں دلگیر کی کس وضا
گر اس رائے کوں میں دو کھاتا نہ جان نکل تل میں اسکا تو جاتا پران
ابد لگ مرے سر پو رہتا یو پاپ ویں اس دھات کھاتی آپس ہیں آپ
نکل بھار گلدان میں تے ہلوں کیا آکے تسلیم اوس رائے کوں
کھیا میں نر اوس مادہ کا ہوں اے رائے ترے ہات کی کھرک کی دُم پو کھائے
کہی ہور کچ ادسو تیرے مقام میں آیا اپے کاڑنے انتقام
سنیا خوب تج رائے تے جوں یو بین لگیا سچ کنا ہے کہ اسکا چ عین
ستوں یوں اوسے پارچے کر ہزار ۳۲۶۰ جو تنبیہ دُسریاں کوں ہوئے ٹھار ٹھار
مرے دل میں اے رائے یوں ہیراتال جو خدمت تری میں کروں قدر حال
محبت ہور اخلاص سوں بے درنگ مرے پاس کیا منگتا ہے سو منگ
کھیا بعد ازاں رائے اس اے رفیق مرے دل میں ہے آرزو اس طریق
جہاں لگ ہیں حیواں انن کا تمام بھلا منجکوں جو زباں ہوئے فام
کھیا سانپ اے رائے تج یو ہنر کہونگا ولیکن ہے اسمیں خطر

بڑایاں خطر سو یہی ہے جو بھیر سکے پر نہ کہنا کسی کیچ دھیر

جو کس پر توں یو رمز ظاہر کرے تو رہسے نہو روح تن میں ترے

کئیں اے راز ہرگز نہ بھابھار توں سنبھال اپنی عورت تے اس ٹھار توں

کہہ اس دھات سکلا او بولیاں تمام رضا لے چلیا بھیر اپنے مقام

نکو کار جے کوئی ہے جس صدی ۲۲۷ نہ آوے کدھیں اسکے آنگے بدی

جو پہلا پہر یا پار اس رات کا کدورت لے کر دور سب ذات کا

نزک رائے کے بھیر عورت جو آئی سو خوش بو صندل ارگجا سات لیائی

نجھا رائے کوں شاد جوں پھول او پرم سات سیوے کی مشغول ہو

جو پانواں کوں صندل لگانے لگی سکھی رائے کوں کر ریجھانے لگی

سیلکی اک ایسے منے ناگہاں اٹھی بول یوں نرسوں اپنے وہاں

جو تھوڑا او صندل توں جا لائیگا مرے ہات میں لیائیکر بھائیگا

تو پانواں کوں میں بھی ترے لیاؤنگی سکھی کر تجے سکھ میں میں بھاؤنگی

نرا او سکا وہیں ہنس پڑیا سن یو بات پڑیا کان میں رائے کے یو حکات

سو آیا ہنسا اوس گھڑی رائے کوں کہی تب او عورت کہ جب کائے کوں

ہنسیا یوں سو کہہ کھول کر منج سات ۲۲۸ مگر منجکوں جانیا ہی سانپن کی دھات

اوتا نہ توں ماریا سو تو بس نہ تھا — مرا نیر اُتاریا سو تو بس نہ تھا

بن چابک طعنہ — مارے شرم کے پسینہ بہایا

سبب کیا ہے اس دھات ہنستا ہی پھیر — کیا اس ہنسی کا سبب منج دھیر

طرح — کہنا سے

جو کھسے نہ توں کھول منج یو ہنسا — تو لیؤنگی بلا اپنے جیو پر بسا

کھیگا — بہت

ستی آگ کی ہو کو بے باک ہیں — کرونگی اپس جال کر راک میں

اپنے کو جلا راکھ

مسلم لگی دیک عورت دنبال — کھیا اس ہنسی میں ہے حکمت محال

بہت — مُصر

توں اس بات کی ہونکو پیئے منے — کہ کچ خیر نئیں کھول کر کئے منے

پیچھے — کہے

گر اس راز کوں تجھ کو کرتا ہوں فاش — تو مرتا ہوں میں یہاں کرتوں تلاش

او نادان اس بات کوں سچ نہ مان — لگی رونے ہور کو چ کر کر گمان

نہ رکھ رائے عورت پو یو دوک روا — کہیا گر نہوؤں میں اسکا دوا

دکھ

تو مرنے سینا پھاٹ کر بار نئیں ۔۳۲۹ نوی آجکل کی یو دلدار نئیں

پھوڑ دور — نئی

اس انکھیاں سوں دیکھوں کیوں اس دِتھا او سے — دیؤں چھوڑ کیوں یونچ ہیہات او سے

طرح

پکڑ بعد ازاں اس کیرا ہات وِیں — اوٹھیا بول یوں یو چھپی بات نئیں

کا

نہ کہہ سوں بغیر شہر کے بھار تج — کہ تو باج ہوسے نہ اظہار تج

کھونگا باہر — بغیر

کیا ویں عزیزاں کوں اپنے ودا — اپے ہور عورت ہو سب تے جدا

وداع

نکل دوئے جیوں شہر کے بھار آئے — صفا داریک بائیں کے ٹھار آئے

دونو — کنوئیں پاس

سو دیکھے او چھیلا و چھیلی کی ذات — مل یک ٹھار چرتے ہیں خوش ذوق سات

جو کڑکی کوں اوس بائیں کے لگ کہیں — ہریالی اتھی دیک او چھیلی وہیں

کہی نر کوں لے توں جو میرا ہے پیو — ہوا ہے مرا اس ہریالی پو جیو

لیکر آ جو میں کھانوں ہور ذوق پانوں — کہیا نر کہ ہے سخت مشکل او ٹھانوں

نہ چڑسے ہریالی مرے ہات او ۲۳۰۰ — او چھیلی سنی نر تے جوں بات یو

کہی گر نہ لیایا ہے تو میرا ہو پیو — پڑاس بائیں میں دیونگی میں یو جیو

دیا تب او پھر جاب اس دھات سوں — نہ کر جہل ست دے توں اس بات کوں

کہ اس رائے کے نمن نادان میں — نہیں ہوں جو دیوں جیو عورت کے تئیں

اگر توں مرگی تو کیا غم منجے — کہ نئیں کچ ترے سار کیاں کم منجے

پڑی رائے کے کان میں جیوں یو بات — پھریا بائیں کن تے سمج گیان سات

چلیا ذوق سوں آپنے گھر طرف — کدورت سب اسکا ہوا بر طرف

لگیا پھیر تن میں حیات آئے تیوں — خدا کی کیا شکر من بھائے تیوں

تداں تے کھیا عورتاں کا نہ سن — لگیا ذوق کرنے اول تے دوگن

کہ جوں رائے بکری کی سن بات کوں — رکھیا ہے بنچا آپنے ذات کوں

جو میرا بچن اے دل آرام توں ۲۳۱۔ سنیگی تو پاویگی آرام کوں

کریگی صحی صرف توں صبح و شام
خوشیاں سات یو عمر باقی تمام

مرا اگر آہے پیار اس یار پر
کہ توں آج خوش یار کوں پیار کر

نہ لے کونڈ ہرگز کلی سار دل
گم اوس یار سوں پھول کے سار کھل

خوشی دل میں جانے بدل جوں اولیائی
ہوا دیس مانع سو جانے نہ پائی

نرا دھار ہو پھر اپن ٹھار جا
پڑی سرد ہو گار کے سار جا

غواصی انم رین کالی دراز
یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی
ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و ششم

ڈبیا دیک دن شام مالی کے سار
لیا سور کی آنب کوں جوں اُتار

نکل شرق کے ڈال تے چاند سیب
گگن کے چمن کوں دیا دیک زیب

جو لے پھل پھلالی سنگات، او سکھی
پھر آئی لے رانویں کے نزدیک رکھی ۲۳۲۰

کہی نوش کر ہے یہ نیرا خورش
ہے جم اوس خورش سوں سدا پرورش

اورانواں کہیا تب کہ منج اے صنم
کھلا نعمتاں منجکوں پالی ہے جم

اگر جیب ہر بال ہوئے مرا — تو کرنا سکوں شکر ہرگز ترا
زبان

ولے آج منج بھوک جنداں نہیں — کہ دل فکرتے ذرّہ خنداں نہیں

بری کھول کہہ کیا غرض ہے ترا — جو ہوئے جمع خاطر پریشاں مرا
خیر

کہی بعد ازاں یوں کہ اے دوستدار — جو سوتی تھی میں آج کے دن دوپہار
دوپہر کو

سو یک جان خوش روپ کا دلفریب — لے یک ہت منے آنب یک ہت میں سیب
جوان خوبصورت — ہات میں آم

نزک آمرے ہات میں بھا اوچھل — گیا کوچ نا بول سید ھا نکل
دے

جو دیکھی ہو بیدار اس سات میں — نہ او آنب نا سیب تھا ہات میں
ساعت — آم

اورانواں کہیا تب کہ اے ماہ رو ۲۲۳۰ ہوا خوش میں اس خواب تے مو بمو

کہ او جان جو تھا ادک دلفریب — تیرا بخت ہے ہور آنب ہور سیب
جوان بہت — آم

یکن مرد تیرا ہے ایکن سو یار — یو دو نو ترت تج سوں ہیں ملنہار
ایک ایک — جلد

عجب خواب دیکھی ہے یو خواب توں — کہ پاویگی اس خواب کا لاب توں
فائدہ

جوں اورائے جو اپنی عورت سوں مل — ہوا ہے خوش آخر کوں جوں پھول کھل

ہونہار ہے توں بھی خوش دن یو دن — گھٹنہار تیرا ہے یو غم کٹھن
کم ہونے والا مشکل

یو تعبیر سن شاد ہو پھر کہی — قصارائے کا کیا ہے کہہ منج صحی

سو بولن لگیا رائے ماچین کا — جواں مرد بھوگی خوش آئین کا
عیش پسند

اتم اسکے اوصاف ہور اسکے گُن — تھے حیران نرلوک کے رائے سن

اعمال — دنیا

جو یکدیس نکلیا او کھیلن شکار — چڑیا ایک نادر پنکھی نامدار

دن — یعنی ہات پرندہ یعنی ایک ٹھار

سو نازوک ہور نرم ایساچ تھا ۲۲۴۰ سمور اس انگے شرمندہ سا نچ تھا

نرم گھانس صحیح

لگی رائے کوں اوسکی نرمی عجب — کہیا حاضراں کوں زباں کھول تب

کہ روئے زمیں پر کہیں اسکے دھات — نہوسے یتی نرم آدم کی ذات

طرح — نہوگی اتنی

جو تھا پیر مرد یک حاضر وہاں — اوٹھیا بول کریوں اونے ناگہاں

کہ اے رائے تن آدمی زاد کا — ہوا کھائیکر مختلف باد کا

پکڑتا ہے سختی اگر نئیں تو چرم — سو اس جانور تے بھی اچھیا ہو نرم

پوست — ہوتا

ولے آج تن ایک اتم نار کا — نہ نرمی میں کئیں پھول اوس سار کا

مانند

لطافت کے عالم کی ہے راج او — اتم پدمنیاں کی ہے سرتاج او

سن او بات کوں رائے بولیا او دھن — ہے کس ملک میں کاں ہے اسکا وطن

یعنی وہیں عورت — یعنی وطن کاں ہے اسکا ہے کس ملک میں

اوسے ناؤں کیا ہے اوکس کی ہے جائی — کہیا تب او شخص اے جہانگیر رائے

بیٹی یعنی نام — رائے

ہے اس دھرتری کے تلے یک نگر ۲۲۵۰ سو ناؤں اوس نگر کا ہے دیپک نگر

زمین نیچے شہر — یعنی نام شہر

وہاں ایک راجا ہے گنبھیر آج — ہے اوس راج کا ناؤں سورا مراج

یعنی نام

وو محبوب صاحب جمال آج کی — ہے بیٹی اوسی بے بدل راج کی

جو روں روں اگر جیب ہووے مرا — نہ کر سک سوں تعریف اوس دھن کیرا
روُاں روُاں زبان — نہیں کرسکتا عورت کی

جو اوس راج کن تھا وزیر یک جوان — سنیا اوسکی تعریف دے خوب کان
کے راس — کان دھرکر

سو عاشق ہووں اوس اتم نار کا — رکھیا دل اوپر قصد اوس شہار کا
شہر

جو اول تے جادوگری او وزیر — سکیا تھا سو تھا سحر میں بے نظیر

پھریا رائے جیوں کھیل کرد و شکار — سو ویں سحر سوں بن کے چیونٹی کے سار
سے — مانند

چلیا ایک سوراخ میں پیس کر — اوسی نار کے جا کو پہونچا نگر
گھس — عورت — شہر

ولے رائے کوں کچ نہ تھا فام یو — کہ عیارگی سوں کیا کام وو
معلوم

جو گئے دیس دو تین میانے گذر ۳۳۶۰ سر پر آپنا خوب سنگار کر
دن — بدن

سو درپن منے عورت اوس رائے کی — نجھا دیکھ چھب اپنی زیبائی کی
آئینہ — بغور ادا

کہی ایسی صورت کسی نار میں — نہوسے کہیں آج سنسار میں
عورت — ہنوگی دنیا

مرا مرد جو رائے رایاں ہے آج — اس ایسا بھی کوئی جگ میں ہوسے راج
دنیا ہوگا

جو نزدیک تھا ایک رانواں وہاں — سن اس بات کوں ہنس پڑیا ناگہاں

سو عورت کی خاطر کوں لاگا بُرا — کہی وو ہنسا رائے کی دھیر دورا
سے دُوہراکر

جو پوچھیا اوسے رائے سو پھیر تب — او رانواں کھیا میں ہنسا اس سبب

جو بھاگی رتی رائے کی کر منم — کہی حسن میں کوئی نئیں اپنے سم
نیکبخت زن غرور — برابر

نہ راياں منے آج کوں کوئی رائے — کہاں ہے جو تیرے مقابل کوں آئے

کہ جگ میں نر و نار کوں ذوالجلال — تفاوت سوں روزی کیا ہے جمال

جو اچھتا ہے توں جس زمیں کے اوپر ۔ ۲۲۷ اوسی کے تلے اے گنی بختور

ہے دیپک نگر کر نگر یک گنبھیر — وہاں رائے ہو ایک روشن ضمیر

کہ جوڑا نہیں اِس دھرت پر اوسے — دیا ہے الٰہی عجب فرح اوسے

نیکا ناوں اسکا سو ہے رام راج — عجب ایک دھرتا ہے بیٹی وو آج

ہے اوس نار کا روپ سمدر رناوں — کہ تھوڑا دسے اوس جتا میں سراوں

مری جان کوں حسن و خوبی میں دیک — اوس ایسے نہو سے کہیں جگ میں نیک

سنیا رائے رانوں تے جس نل پوبین — دل و جاں سوں اوسکا دیوانا ہو عین

جکوئی خاص ہور معتمد تھا حضور — حوالے کر اوس سلطنت کا امور

یکٹ جوگیاں کا لیا بھیس وین — چلیا مملکت چھوڑ پردیس وین

جو نزدیک دریا کی کرڑ کی پوجا — کھڑا ہو نجھانے لگیا جا بجا

نہ کئیں باٹ جو جائے مارگ پکڑ ۔ ۲۲۸ نہ ہوڑی جو پیلاڑ ہوئے اسپہ چڑ

توجہ دریا سوں دھر یک دیس وانچ — رھیا بھوک ہور دھوپ کی سوس آنچ

کیا اوس دریا کوں جو حق مہرباں — وو ما جین کا راج ہے کر جہاں

وہیں آدم کے سار اپسیں دکھلائیکر — کھڑا راۓ کے سامنے آئیکر

کہیا حال کیا ہے توں آیا کدھر — ہو خورشید توں چھانوں بھایا کدھر

کنا کھول کیا ہے ارادت ترا — جو بر لیانوں ہر حال حاجت ترا

کہیا تب کہ منج عشق یک نار کا — کر اس دھات گھر دار تے بہار کا

منجے کھینچ لیا یا سو آیا ہوں یوں — نجانوں اگنے ہو ہنارا ہے کیوں

کہ دیپک نگر بیچ اوسکا ہی ٹھانوں — مگر روپ سمدر اوسکا ہی نانوں

سن اے بات دریا کہیا اے نگار — ہے او تار نئیں کوئی نار اوسکے سار

ولے او نگر یہاں تے ہے بہوت دور — ۲۳۹ جو ہوئے مہرباں تج پو ربِ غفور

عجب نئیں ہے تیرے چڑھے ہات او — کر اس سات اس دھات سوں بات او

ترت اپنی سرحد تے اُلگا گیا — جوں اوراۓ دریا اُتر آگیا

دیکھیا باغ فردوس کے سار ایک — سو اوس باغ میں جا کے بیٹھا ٹک ایک

ریکا ئیک ایسے میں وہاں دو جواں — سلام آ کئے راۓ کا دیکھ شاں

اوٹھے بول یوں اے گنی حق شناس — ہمیں تج سوں دھرتے ہیں یک التماس

کہ دونو ہمیں سو سگے بھائی ہیں — جو میراث کچ باپ تے پائے ہیں

سو لڑتے ہیں اوسکے بدل بھائی دوئی — برابر نہیں بانٹ سکتا ہے کوئی

ہمن دو کے میانے توں حاکم ہو آج   اوتقسیم کردے کہ ہیں لاعلاج

کہیا راے کیا ہے سو بولو وو چیز   جو دیوُں تمن میانے اسکا تمیز

تقسیم

کہیا تب کہ وہ چار چیز ہیں اول   ۳۴۰.   سو خرقا اہے اوس منے بے بدل

جھبہ

اگر دل منے سُن ٹکے دس ہزار   وو جھاڑے تو اہمیں تے نکلے بھار

یعنی منگے تو

دوجا ایک کچکول ایسا ہے جو   منگیں جیسی نعمت تو ہوئے پورو

کشکول   بھرا

ہے تیسرا کھڑاویں کیرا جوڑ ایک   جو کوئی پانوں اپنا اوس اُپرال رک

تیسرا   کا   اوپر

کرے قصد جس ملک جس شہار کا   اچھے وانج حاضر ہو یکبار کا

شہر   ہو

ہے چوتھا عصا ایک اس ہات کا   اگر وقت ہووے جو کیں رات کا

یعنی دھات

جو مارے زمیں ہیں او بیے جیسے ٹھار   تو در حال ہوئے شہر واں آشکار

یعنی جونکہ

یو باتاں سنیا کان دھر راے جیوں   ادک شاد ہو لیا لیا دل ہیں یوں

مگر لطف کر آج پروردگار   مرے تئیں بھیجیا ہے یو چیز چار

کہیا بعد ازاں انکوں او چار چیز   رکھو منج انگے لیا جو دیوُں تمیز

جوں اولیا کے آنگے رکھے راے کے   ۳۴۱.   سمج خیال کوں اس دو نو بھائی کے

یکیس کوں کہا راست تا دھیر دوڑ   یکیس کوں کہیا یوں چپا دھیر دوڑ

سیدھے طرف   بائیں طرف

جکوئی تیر کے خاص جا بگ آئے   او اول جکیچ خوش لگے سو او جائے

مانند   جلد   اٹھائے

جو راضی ہو کرتے ہیں یوں منج حضور — تو ہوتا ہے دونوں میں کا جھنج دور (جھگڑا)

چلے دوڑتے وو نچ دونو جنے — ہوا رائے کوں فرصت ایسے منے

سو اوس چار بستاں کوں سو رات کر (چیزوں) — او کچکول خرقا عصا ہات کر

قدم اوس کھڑاوں کے اپرال رک (خواہش) — نیٹ اپنے مقصود پر خیال رک

چلیا نیٹ دیپک نگر بیچ پیس (سیدھا، گھس) — ہوا ٹک وو آسودا ایک ٹھار بیس (ذرا آکے، بیٹھ)

جوں اوراۓ کے قصر کن آئیا — وزیر آپنے کوں وہاں پائیا

کہیا توں کیوں استہار آیا کنا — گھڑیا کیوں تجے یو سمایا کنا

دیا جواب اویوں کہ اے رائے میں ۳۲۲۰ دیکھن یاں کے آیا تماشا کے تئیں

عجب کچ جو رونق تھا اس ٹھار کا (جگہ) — عجب کوئی راجا ہے اس شہار کا (شہر)

زمیں کا مگر یو ہے دیو اندر آج (راجہ اندر) — پونم کا ہی ہے مگر چندر آج (چودھویں چاند)

جو بیٹی اہے ایک اس راج کوں — سو ہے بے بدل حسن میں آج کوں (بے مثال)

نیت یوں ہے اسکا جو تج راج باج (بغیر) — نہ نوڑے کسی مرد دسرے کوں آج (شادی نہ کرے، دوسرے)

تیتے کچ ہیں اوصاف تیرے یہاں (اتنے، شہرت) — اس ایک جیب سوں کہ سکوں میں کہاں (زبان)

اسی گفتگو میں تھے مل دوئی سو (دو تو) — وہیں ایسے منے پا خبر کوئی سو

کہے واں کے راج کوں جانا گہاں — کہ ماچین کا رائے آیا ہے یاں

وورا جا سنیا یو خبر جسگھڑی — خوشی آپنے دل میں لیالے بڑی

چلیا ویں لپے سامنے رائے کے — چلیا لے محلّاں میں زیبائی کے
(بہ خود — رانی قبلا محلوں)

دیکھیت رائے کے شان کے دھات کوں ۳۴۳. گیا بھول کر آپنی ذات کوں
(دیکھکر — طرح — رانی لیا بھول)

محبت سوں مل بیس یک تخت پر — خوشی سوں گما وقت اسوقت پر
(بیٹھ)

دوجے دن گنا میز بانی بڑی — دیا بیٹی اوس دیک امرت گھڑی
(دوسرے — مقرر کر — نیک)

چوں اورائے خورشید کے نور کا — دیکھیا روپ اوس روپ سمدور کا
(چہرہ)

ہوا شاد یوں جو کہیا کچ نہ جائے — کہ جیسا ہے جن کیوں نہ ویسا وو پائے
(جو کوئی)

جو وو چار بستاں تھے اوس رائے کن — نچھا دیکھ یک دیس وو گلبدن
(بیچیز — کے پاس — دن — بغور)

کہی جو ہے ایسا بڑا رائے توں — تو کیوں خوش کیا ہے کنا منجکوں
(پسند کیا)

کہیا تب کہ اے نار یو چار سو — مرے جیو کے عین ہیں یار سو
(عورت — جان)

اگر پوچھتی ہے منج اوسکا توں مول — ہے تیری مری بادشاہی کے تول
(قیمت — برابر)

کہ عظمت انوں کا جو کچ ہے تمام — انگے یک بیک ہووے گا تجکوں فام
(آئندہ — معلوم)

اہانت ستی توں انن کوں نہ دیک ۳۴۴. یو چاروں ہیں اوتار اکیس تے ایک
(سے — ان — غیر معمولی — ایک سے)

کہ اسدھات گذرے دیکھت چند روز — رضا لیکر اورائے گیتی فروز
(طرح — دیکھکر)

رخ اپنے نگر ہور ملک دھیر کر — جو محبوب کوں لے چلیا پھیر کر
(شہر — کی طرف)

وزیر اپنے دل میں ہوا تب دوکھی | پھرا روپ یکبار گی ہو مکھی
گیبت راز اپنا چھپا رائے پر | لگیا رائے کے دور کوں جائیکر
جو آنگے ہو منزل پو منزل چلے | وو دو بھائی آباٹ میانے ملے
نظر رائے کی جوں انن پر پڑی | سو یک جھاڑ کے تل اوترا وس گھڑی
کہیا عذر خواہی سوں اے بھائی ہو | ہوں ماچین کا میں اپے رائے سو
ضرورت بدل میں وو بستاں چھار | گیا اے کے تمنا سوں کچ نا بچار
انو سوں تج تھی سرفرازی مری | انو تیج ہوئی کارسازی مری
مرا چوک بخشو نہ مانو برا ۔۲۴۵۰ | خوشی سوں ہمیں لیو یو بستاں پھرا
کہ جو لگ اہے صبح جو لگ ہی شام | ہوں ثناکر تمہارا کہ جانو تمام
کہے تب وو دو بھائی اے حق گذار | ہمیں تج تے خوشنود ہیں بے شمار
کہ لئی دن تے اس چار بستاں بدل | ہمن دونوں بھایاں میں تھا جو خلل
جدھاں نے جو توں لیو کر وو گیا | تدھاں تے خلل بر طرف ہو گیا
مبارک اچھو تج یو بستاں چھار | کہ ایسے ہمن پاس ہیں بے شمار
یونا ہو منگیگا توں بھی کچ فتوح | تو سکلائینگے تج ہمیں نقل روح
محبت کے مارگ میں جو آئے او | سو دیں نقل روح اسکوں سکلائے او

(حاشیہ: تمام، شکل، دامن، راہ، یعنی اپے معذرت سات جا اوس گھڑی، یعنی لگیا بولنے کو انن سات ہو، خود، کے لئے، چیزیں، قبول، تم، انہی سے، مقصد براری، یعنی میری غلطی، چیزیں، واپس، جب، جب، سمجھو، بہت، چیزوں کے لئے، یعنی ہمن دونوں میں یو بڑا تھا خلل، جھگڑا، جب، لیکر، اسوقت، جھگڑا، ہو، چیزیں، سارے، چاہیگا، سکھلائینگے، تجھے، ہم، راستہ، سکھلائے)

مکھی ہو کو جو لگ رہا تھا وزیر — سو وو بی سکیا وو ہنر بے نظیر
(سیکھا)

رضا ترت دئے رائے کوں دونو بھائی — سو بی وو کھڑا ویں امس سات رائی
(جلد) (خواہش)

کیا قصد ماچین کا دل منے ۲۲۶۰ — سو انپڑیا اوسی شہر جا ٹل منے
(میں) (پہنچا) (لحظہ)

ہوا دیک نزدیک کئیں ایک ٹھار — جو بیٹھیا وہاں ٹک کھڑا ویں اُتار
(کسی جگہ پر) (ذرا)

ویں ایسے میں ہو آدمی او وزیر — کیا رائے کوں آ کو تسلیم پھیر

کہیا دیک رائے اوس کہ اسٹھار کو[1] — تو آیا سو کیوں وو دیا جواب یو

کہیں تج تے انگینچ آیا ہوں یاں — تھنڈی چھانوں دیک ذوق پایا ہوں یاں
(آگے ہی)

بھلا جو توں کھیلے ہرن کا شکار — کہ ہیں اس جنگل میں ہرن بے شمار

ہوس رائے کا تھا جو کھانا کباب — سو جا ماریا ایک ہرن کو شتاب
(خواہش) (نے مار لایا)

خیانت سوں یں دل پھرا تب وزیر — کہیا یوں کہ اے رائے گردوں سریر
(نیت بدلا)

ہنر ایک دیک نگہ بیچ منج — چڑیا ہات سو کہنے منگتا ہوں تج
(نے چھینا)

اگر منجکوں ہووے اشارت ترا — مکھی ہوؤں نگا اپنی صورت پھرا
(اجازت) (شکل بدلا)

رضا جوں دیا رائے بھوگی سکی ۲۲۷۰ — سو دکھلائیا اُن اپس کر مکھی
(اپنے آپکو)

گھڑی وقت رہ دو پچ ایکبار کا — ہوا آدمی پھر اول سار کا
(کچھ دیر) (منے دوا اوپر) (اسی طرح) (مانند)

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

دیکھیا اس ہنر کوں جو اوگن ندان / کہیا یو ہنر سہل کچ ہے کہ جان

رہرے پاس ایسا چ ہے یک ہنر / بچڑا جیو مردے کے دھڑ کے بہتر

کروں زندہ ہور پھر اپن دھڑ میں آؤں / اول کیچ صورت سوں اپس میں دکھاؤں

سنیا رائے تے بات جیوں او وزیر / کہیا رائے کوں پھر کہ اے دستگیر

مری ذات میانے اتھا جے ہنر / سو دکھلائیا تجکوں مخفی نہ دھر

اگر لطف کر او ہنر توں دکھائے / مرا جیو بھی تج تے ٹک امن پائے

سو وہیں رائے ہو اپنے دھڑ تے بہار / اوس آہو کے دھڑ میں کیا جا کوٹھار

دیکھیا رائے کے دھڑ کوں خالی اونے / سو در حال جا سنچڑیا اوس منے

نکل وال تے آ رائے کے روپ سوں ۲۴۸۰ / لے اپنے سنگات اوس اتم جائی کوں

نمک رائے کا کر اپس پر حرام / یکیلا اوسے چھوڑ دے اوس مقام

قدم شوم رک اوس کھڑا وہیں اوپر / چلیا رائے مہاڑی منے ہیں کر

سو غوغا اوٹھیا شہر میں جاں تہاں / جو اوس دھن کوں لے رائے آیا یہاں

ہوئے پھول کے سار کھل لوگ خوش / دمامے بجانے لگے ٹھوک خوش

سب یکدھر تے ارکان دولت ملے / نکھار روپ اوسکا ولے در ولے

دھرے کوئی سر بھوئیں کئے کوئی سلام / ولے راز کس کوں ہوا نچ نہ فام

جو دن جا کو سنچر ہوا شام کا　　　ہوا دیک کر وقت آرام کا
(وقت داخل ہوا)

چلیا روپ سمدور کی سیج دھیر　　　ادا برتے او سکے او روشن ضمیر
(خواب گاہ کی طرف)　　　(طرز)

سیج دل منے لی جو یو رائے نوئے　　　لیا ہے اُسیکا مگر روپ کوئے
(نہیں)　　　(شکل)

لیتی او سکے نزدیک تے اپیں کاڑ　　۲۴۹. اوٹھی بول یوں اوسکوں باتاں میں پاڑ
(لی، جدا)　　　(ڈال)

سیج[1] رائے کا کالبد توں تو ہوئے　　　ولے اس بہتر رائے کا روح نوئے
(صحی)　(جسم)　　　(نہیں)

مرے دل میں اس باب آتا ہے شک　　　کتک دیس توں منج تے اپہات رک
　　　(چند دن، مجھ سیتیں علحدہ رہ)

اگر توں وہی رائے سچلا اچھے　　　ہوں تیر نچ کر جان منجکوں سچے
(اصلی، ہو)

مری بات نا سن توں زوری پو آئے　　　تو سچ جان اس تل مرا جیو جائے
(زبردستی)　　　(لحظہ، جان)

سن یو بات وہیں اوسکوں لرزا چھپا　　　ضرورت سوں او سکے نزک تے اوٹھیا
(تھرتھری)

وہیں اول کی عورت کے گھر میں چلیا　　　سو اون بی روش اوسکی خاطر میں لیا
　　　(طرز)

ہو دلگیر سخت او سکے آنے یوتے　　　لیتی کھینچ اپس ایک بھانے سیتی

نہ[2] روزی ہوا دیک انن کا وصال　　　دیا چھوڑ اوس دوئی کا او خیال
(حاصل، ان)　　　(دونو)

ولے دیکھنے روز آتا اچھے　　　یو دونو کے تئیں دیک جاتا اچھے
　　　(ملنے نجھا دور تے پھیر جاتا اچھے)

---

[1] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

[2] یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

یکایک اَنگے دن جو خوبی کے آئے ..۳۵۰ ہرن ہو کہ جو تھا جنگل میں او رائے

سو رانواں دیکھیا یک موا (مردہ) سو کہیں
ہرن کے نکل جسم میں تے وہیں

سنچر تن میں رانویں کے پایا قرار
اوڑیا واں تے خوشحال پنک (پر) مار مار

اُتر (داخل ہو) آپنے قصر کے بام پر
نوی اپنی محبوب کوں فام (معلوم) کر

یکیٹ (تنہا) دیک اوسے کھول منقاروں
کیا سب جفا اوسپو اظہار وہیں

کہی تب او عورت کہ اے رائے تج
گنوالے (گم کرکے) دوکھی تھی سو پھر پائی تج

ولے روپ تیرا ہے رانواں کیرا
ملاقات کیوں ہووے تیرا مرا

کہیا پھر او رانواں کہ اے ہم جلیس
جب آگا (آئیگا) محل میں ترے او خسیس

نزک بیسلا (بٹھلا) کر میٹھی بات توں
او خوش ہوئے تیوں بول اس دھات توں

جو مج دل میں تھا دغدغا ہور گمان
ہوا آج تے دور کر تو پچھان

مرا مرد تحقیق سو تو چ ہوئے ۳۵۱۰ بغیر توں نہیں ہے منجے غیر کوئے

ولے روح کے نقل کا جو ہنر
اتھا تج میں دکھلا منجے یک نظر

کیا ہے تو لئی بار (بہت) میرے حضور
کر اتبار جو شک مرا ہوئے دور

منجے یو ہنر جب توں دکھلائیگا
مرا روح تو (اس مرتبہ) تج تے سکھ پائیگا

چھپا رک منج اوں آئے لگ (تک) یک ٹھار
بزاں (بعدازاں) دیک کرتا ہے کیا کردگار

سن اس بات کوں او سہاگن سکی — کر اپ جیو پنجرا چھپا اوس رکھی

جو مجلس تے اوٹھ دوسرے دیس پھیر — جوں آیا او اوس پدمنی کے مندھیر

اوسی دھات باتاں منے گھال کر — ادک اوس سیہ دل کوں خوشحال کر

جو بولی تو راضی ہوا او نابکار — اسی تل جیواں ایک گدھڑے کی ار

نکل رائے کے تن منے تے او پھیر — جو گدھڑے کے تن میں گیا پیس کر

سو در حال او رائے عالی تبار — ۳۵۲۰ نکل کالبد میں تے رانوین کے بھار

کیا آپنے تن میں جا کر مقام — ہوا دور دل کا کدورت تمام

او گدھڑا جو تھا کر کتک مار اوسے — کوتیاں ہات کھرڑا اسے ٹے بھار اوسے

کمل کے نمن بعد ازاں رائے کھل — نوی ہور قدیم اپنی عورت سوں مل

یکس کا چندا ہو یکس کا اجت — لگیا راج کرنے کوں نوشو ہونت

الٰہی کی توفیق سوں اے نگار — جفا سوں او رائے جوں بے شمار

ہوا عاقبت شاد اس دھات توں — مل اوس یار ہور آپنے مرد سوں

ہو نہار ہے شاد کچ غم نہ کر — جار اک خاطر کوں برہم نہ کر

رہی رات تھوڑی کمر باند بیگ — توں ہوا اوس ستارے کی جا چاند بیگ

ہوس کا قدم رک انگے چل جو آئی — صبا کی نکل آئی دیں روشنائی

سو ہونا امید او سگھڑی یار تے ۳۵۳۰ چلی اپنے مندھر پھر اوس ٹھار تے

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے توہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و ہفتم

گگن سانچ کوں سور کیرا رتن — جو مغرب کے طبلے میں راکھیا جتن

آسمان — سورج کا — جواہر — صندوق

وو جڑ چاند کا نثرف تھالے میں تے — جھمکنے لگیا رین کالے میں تے

وہ جڑاؤ — رات

سو او نار تن نو رتن سوں سنگار — مُگلّل جو ہو آئی رانویں کے ٹھار

جسم

کہی اے فراست کی دریا کے دُر — جو مٹھ بول پنکھیاں میں توں ہے سگھر

زباں کھول کر منج سوں کرتا ہی بات — تو سنتی ہوں میں تج تے تازے حکات

نئے حکایات

ہوا نئیں غرض گرچہ حاصل مرا — ولے تج تے پکڑیا صفا دل مرا

گذرتا ہے خاطر منے یوں اینال — جو اوس یار کا چھوڑ دیووں خیال

اب

کہ نئیں فائدا کچ ہلاکی بغیر ۳۵۴۰ نجا ہے ہلاکی یو پاکی بغیر

نجائیگی

یو گرد آپنے پاک دامن تے جھاڑ — بھلا یو جو سو واسٹوں دل تے کاڑ

نکال

کہ دستا ہے منج خیر پاکی منے — ہے ناپاک سو جم ہلاکی منے

نئیں اس کام تے فائدا کچ منجے — بغر دوک نہیں ہے ادا کچ منجے

کہیا تب اورانواں کہ اے دھن اصیل — اصالت ترا عاقبت ہر سبیل

رکھنہار ہے تج کسافت تے پاک — نہ کر سے ترے پاک دامن کوں چاک

کہ جوں بیٹی یک منتری خاص کی — یک ایمان یک دل یک اخلاص کی

طہارت کوں اپنی جو ثابت رکھی — ادیکھیاں کی تہمت تے چھٹ رہی سکی

ہے جس میں طہارت اوسے زیان نئیں — نفا باج اوسے ذرہ نقصان نئیں

کتا ہوں سن اسکا حقیقت تمام — کہ تھا بادشاہ کوئی بہرام نام

اتھے دو وزیر اوسکے تئیں بے نظیر ۲۵۵۰ — یکین عالِم ایکین سو عاقل گنبھیر

جو عالم کوں بیٹی انتم ذات تھی — سورج دیس کی چاند تھی رات کی

نہ دھر مرد پر خیال او نیک نام — عبادت میں مشغول اچھے صبح و شام

سو یک دیس عالم خوشی کاج کر — جو عاقل کو بھیجیا بلا اپنے گھر

یکایک او بیٹی نظر اوس پڑی — سو پورا دیوانا ہوا اوس گھڑی

لگایا دل اوس سات مخفی وہیں — نہ اظہار کر بھی کسی سوں کہیں

پری تھے اوسے خوب لک ٹھار جان — کیا شاہ کوں جاکو خاطر نشان

سنیا جوں صفت اوسکی بہرام شاہ ہوا عاشق اوسکا سو ویں صبح گاہ

درونی میں دھر آرزو بے قیاس دیا بھیج پیغام عالم کے پاس

کہ ہر حال اس پاکدامان کوں بھلا جو مرے عقد میں لائے توں

جو بیٹی کوں عالم سنایا یو بات ۔ ۳۵۶۰ نہ راضی ہو یوں بول اوٹھی باپ سات

کہ دے جیو مجکوں جلایا ہے جن اوہی سات لیائی ہوں دل رات دن

سٹی ہوں ہوا نفس کا کاڑ میں کسی مرد کا نا دھروں چاڑ ہیں

اگر تل اوپر ہوئیں گگن سات یو تو ہرگز قبولوں سو نا بات یو

جو بچلا مرا توں جنیا باپ ہے تو اس کام تے ہات دھو یاپ ہے

خدا کی پرستش بغر ہور پر نہیں دل مراجے یو نا زور کر

نپٹ دیک اوسے منکر اس بات سوں کہیا شہ کو جا عالم اس دھات سوں

کہ اے بادشاہ ہے زمین و زماں فدا تجھ پو میں ہور مرا خانماں

جو بیٹی سوں میں خوب دیکھا بچار خدا کے بغیر کس سوں نئیں اختیار

رین دن عبادت سیتی لائی ہے دھیاں دنیا کی لذت پر نئیں اسکا پراں

مگر ہے خراب اوس لکھے یو جہاں ۔ ۳۵۷۰ چلے کچھ نہ تدبیر میرا یہاں

بُرا مان بہرام اس بات پر غضب کا نظر تیز کر گھات پر

کہیا کر توں راضی او سے ہر سند مرا ہو نکو کر مری بات رد
(اپنے گیر کرتوں — طرح)

بُرائی نہ لے باند منج سوں اندیش بھلا جو بھلائی سوں توں آے پیش
(سوچ)

ہو عالم ادک اوس گھڑی گھابرا کہیا یو خبر پھیر بیٹی دھیرا
(بہت — پریشان — کو)

سو تدبیر تے سخت ہوا لاعلاج کہی باپ کی دھیریوں میں تو آج
(سے)

ہوں راضی یو جیو دیونے کے بدل ولے نفس کا سر نہ لے سوں خلل
(جان — لیے — خواہش دل)

جو دھرتا اچھیگا مری چاڑ توں تو اس ملک تے منج لیجا کاڑ توں
(پیر واہ محبت — نکال)

ہو راضی اسی دھات اس رات کوں لے سنگات باپ اوس اتم ذات کوں
(طرح — ساتھ — نیک)

چلیا چھوڑ گھر دار بے اختیار ہوا یو خبر شاہ پر آشکار

سو اوس نار کے عشق کے شوق سوں ۔ ۲۵۸۰ نہ رہ سک چلیا پیٹ لگ ذوق سوں
(عورت — عقب میں)

جو او دو ملے باٹ میں ایک ٹھار جیواں شاہ اوسی ٹھار عالم کوں مار
(راہ — جگہ — جان — جگہ)

لے بیٹی کوں اوسکی جو گھر آئیا ستم سات اپن عقد میں لیائیا
(جبراً — اپنے)

یکایک بڑی یک مہم جو کھڑی سو اندیشہ دیک بادشاہ اوس گھڑی
(پیش آئی — سوچ)

بڑا اعتمادی سو عامل ہے کر چلیا مملکت چھوڑ دے اوس اوپر

سو عامل نہ لیا تاب بے تاب ہو پریشان اوس نار کے باب ہو
(عورت)

کچی بُدکر یک رات آدھی رات کوں نجھانے بدل اوس اتم ذات کوں
(بیوقوفی — آدھی — دیکھنے کیلئے)

چڑیا شاہ کے قصر کے بام پر — پڑی جوں نظر اوس گل اندام پر

لگی عشق کی چیٹ پٹی بھر اوسے — نہ کر اوس گھڑی راز ظاہر کسے
(بے چینی)

جو آیا اتر قصر کے بام تے — پکڑ آپنی عقل ہور فام تے
(سمجھ)

نہانی کسی دائی کے ہات سوں — ۲۵۹ دیا بھیج اُسے بول اس دھات سوں
(پوشیدہ طور پر)

کہ لئی دن تھے تیرا جمال اے نگار — کیا ہے مرے دوئی انکھیاں ہیں ٹھار
(بہت — سے — دو نو — مقام)

سُکیا ہے سینا دیک منج دھیر آج — ترے وصل کا ٹک پلا نیر آج
(سوکھ گیا — طرف — ذرا — پانی)

بہ سمع رضا سن مرا التماس — نہ کر آپنے درس تے منج نراس
(قبولیت — سن مری — درشن — نا امید)

اگر نئیں تو شہ تے تجھے پاڑ دور — کرونگا بلا ہور محنت سوں چور
(علیحدہ کر)

کہ ہے سلطنت سب مرے ہات میں — پھر نہار ہے شہ مری بات میں

جو اودھن سنی دائی تے جوں یو بات — دئی بھیج یوں بول پھر اوسکے ہات
(عورت — نہ کر اوس سنگات)

کہ شہ تج دیانت پو دھر اعتبار — گیا اس سبب محض بھا تج پو بھار
(رکھ — ڈال — بار)

جو میرے اچھے حفظ کے پئے میں تول — نہ کی یوں خیانت کرے منج سوں
(رہے — کہ)

کہ میں کھیت ہور توں ہی باڑی کے سار — ہے باڑی کیر اکھیت کوں اعتبار
(حصار — طرح)

جہاں کھیت کوں اوٹھ کے باڑی چڑے — ۲۶۰ تو عزت بھرو سے کوں کیا کوئی ڈرے
(تا)

گنہ کا مرے پاک دامن پو گرد — نہ بیٹھے کدھیں جان اگر توں ہی مرد
(کسقدر — کبھی)

ہما کا اچھے آشیانا جہاں ۔۔۔ گھگو کا سنجر ہوئے کیوں کہہ وہاں

سنیا عامل اس دھات کا جوں جواب ۔۔۔ رکھیا بغض دل میں ہوا جل کباب

کتک دن کوں بہرام اپنے مندھیر ۔۔۔ مہم تے جو آیا سلامت سوں پھیر

سو عامل کوں اپنے حرم کا خبر ۔۔۔ لگیا پوچھنے کوں سو او بد سیر

کہیا اے شہنشاہے عالی صفات ۔۔۔ کہوں کیا حرم کی تجے کھول بات

جو فرمان سوں شہ کے یک رات میں ۔۔۔ چڑیا بام پر جوں تماشے کے تئیں

یکایک نظر سو حرم منج پڑی ۔۔۔ سو رانی نوی شاہ کی اوس گھڑی

مل یک ٹھار بیٹھی ہے طبّاخ سوں ۔۔۔ زباں کھول اوس نحس گستاخ سوں

اُتر بات میں بولتی ہے کہ آج ۔۔۔ ۳۶۱۰ صبا لگ ترا ہور میرا ہے راج

کہہ اس دھات لے اوس چلی اپنے سیج ۔۔۔ ییں اتریا وہیں واں تے لاحول بھیج

پڑی شاہ کے کان میں جوں یو بات ۔۔۔ ہوا اوس لکھی زہر سارا حیات

غصہ سوں نہ اندیشہ کر دیک دور ۔۔۔ پچھونڈے بندا مطبخی کوں حضور

کیا پارچے دوئی شمشیر کھینچ ۔۔۔ غضب سوں حرم میں گیا ہیں وبیچ

کہیا اپنی عورت کوں اے نابکار ۔۔۔ یکایک توں کیا کام کی اختیار

اپے ذات ونتی ہو کم ذات سوں ۔۔۔ قبولی برا فعل کس دھات سوں

تب اونار اوٹھی بول اے شہر یار ۔۔۔ اگر سچ ہے توں سایۂ کردگار
ظل اللہ

تو اہل غرض کی نہ سن بات یوں ۔۔۔ اَتا لا ہو منج پر نہ کر گھات یوں
بیقرار ۔ دشمنی

تفحص کرا ہور تحقیق کر ۔۔۔ نہ دھر کان عامل کی تر زین پر
دریافت

عدالت کے ہے اوج کا چاند توں ۔۳۶۲۰ ۔۔۔ مرا خون گردن نہ لے باند توں

ہے انصاف تج ہیں تو انصاف کر ۔۔۔ بزاں دھڑ تے مری منڈی صاف کر
بعدازاں ۔ جسم ۔ گردن

ویں اس بات تے ہات گردان کر ۔۔۔ سیاست کے جھنجر کے تئیں میان کر
سمیٹ ۔ میرے خنجر ۔ نیام

صبوری نہ کر سک غصے سات اوسے ۔۔۔ چڑا اونٹ اپرال آدھی رات اوسے
صبر ۔ اوپر

کہیا ایسے جنگل منے دیو چھوڑ ۔۔۔ جو کھاویں اوسے دیو و دد توڑ توڑ
جانور ۔ پھاڑ

اسی دھات اوس بے گنہ کوں لیجا ۔۔۔ دئے چھوڑ جنگل میں سو جا بجا
طرح

لگیا اونٹ پھرنے کوں جنگلے جنگل ۔۔۔ اترنے اوسے اونٹ پرتے نہ بل
موقع ۔ قوت

بھوکی ہور پیاسی نہ پانی نہ کھان ۔۔۔ ہوئی سخت بیتاب اڑجا پران
کھانا ۔ ہوش

بندے بند ہل ہل ہوے سب کھل ۔۔۔ اندھارا ہوا اسپو سنسار کل
بند بند ۔ کھو گئے ۔ تاریک ۔ جہاں

نہ تھی سد کچ اسمیں جو دن تین چار ۔۔۔ سو ایسے منے اسپو پروردگار
ہوش

نظر جو کیا مہربانی کی تب ۔۳۶۳۰ ۔۔۔ کھلے غیب تے بند اعضا کے سب

سو پانی بھری ایک بائیں کے ٹھار ۔۔۔ ہلوں اونٹ اوپر تے جو اتری تلار
کنوئیں ۔ جگہ ۔ نیچے

جو دیکھی یکایک انکھیاں کھول واں | پڑیا یک نظر تب رسن ڈول واں

توکل کے بازو کیرے تول سوں | لینی جیند پانی خوش اوس ڈول سوں

وضو ساز بندگی کی مشغول ہو | زمیں کے اوپر عجز سوں دھول ہو

کہی یونکہ اے جگ کے پروردگار | نہیں تج بغیر کوئی منجکوں ادھار

ہوا نفس کا دل تے کر پاک میں | تیری باٹ کی رہی تھی ہو خاک میں

کدھر گئی بیتے دن کی پاکی مری | کہوں کھول کس یو ہلاکی مری

مرے پاپ بن کا سو علّام تونچ | کرنہار یو راز کوں فام تونچ

میں اپنا تج ابرال بھائی ہون بھار | مراد اد سو تونچ ہے دینہار

توکل کر اس دھات سوں صبح و شام ۳۶۴۰ اوسی بائیں کے پاس تھی کر مقام

قضا ایکدن یوں ہوا ناگہاں | جو پر ملک کے شاہ کا ساربان

گم اونٹاں ہوے تھے سو ویں دھنڈتا | ہو پیاسا رخ اس بائیں کے دھر کیتا

سو یک نار دیکھیا جو مقبول ہے | خدا کی عبادت سوں مشغول ہے

پری تھے ہے لک ٹھار صاحب جمال | نہ اسکے نزک کوئی بغیر ذوالجلال

انگے ہو سلام اوس کر او ساربان | کہیا یوں کہ اے مادر مہربان

تو اس حسن و خوبی سوں ہو کس کی جائی | بدل کائے کے اس خرابی میں آئی

بھریا ہے بلاسوں یو جنگل تمام — کئے ہے توں کیوں اس بلا میں مقام

کہی تب اوسے یوں کہ اے بھائی ہیں — اپے (از خود) ہو کر اس ٹھار (جگہ) نئیں آئی ہیں

مرے حاسداں افترا (تہمت) مج پو جوڑ — دئے اس خرابے میں غربت سوں چھوڑ

کہوں کیا مرا ماجرا نج سنگات — ۲۶۵۔ سنیا اوس تے اوساربان جوں یو بات

کہیا پھر اوسے یوں کہ اے مائی (ماں) توں — جو راضی ہو فرمائیگی منج کوں

تو اس ٹھار پر تے تجے بے ہراس — لیکر جاؤنگا آپنے شاہ پاس

کہ شاہاں میں ہے آج گنبھیر او — نظیر اوس نہیں ہے جہانگیر او

اپے (آپ) چودواں (چودھواں) چاند توں ہی کہ جان — ہے تیرے لیکھے (واسطے) یو خرابا گراں

کہ تج سار (مانند) کی خوب اس ٹھار پر — نہ اچھنا (رہنا) مبادا کچ انپڑے (پہنچے) ضرر

کہی تب کہ اے بھائی سر پر جسے — قوی حق تعالیٰ ہے کیا ڈر اوسے

ہے رکھوال (نگہبان) اس ٹھار (جگہ) سبحان منج — یکیلی ہوں کریاں نکو جان منج

لگاوے دل اپنا خدا سوں جکوئی — کیوں اوسکے نزک تے خدا دور ہوئی

جو آیا ہے توں دوڑ تے ناگہاں — کنا کیا ہے مقصود تیرا یہاں

اوٹھیا ساربان بعد ازاں بول یوں — ۲۶۶۔ کہ نکلیا لے اونٹاں کوں ہیں بھار (باہر) جوں

یکایک چکا مک (جو کامک) ہوئے او تمام — سو ویں دھنڈتا آیا اس مقام

دعا کر جو میرے چڑے ہات او — کیتی اُن دعا سو اُسی سات او
(ساعت)

ہوئے وانچ پیدا تمام ایک بار — سو ہو شادویں ساربان بے شمار

لے اونٹاں کو سارے چلیا وانتے پھیر — سو او قصا بولیا اپن شاہ دھیر
(سے)

سنیا شہ جوں او پاک دامن کی بات — کیا دیکھنے کا ہوس شوق سات

سواری کے بھانے جو نکلیا بہار — کیا اوس جنگل کی طرف خوش گذار

جوں آیا نزک رک حشم کوں وہاں — ہو تنہا اپے ہور او ساربان
(نزدیک — عزت مرتب اول لشکر)

چلیا دیکھنے اسکوں اس بائیں کن — سو او نار محبوب چندر بدن
(کنوئیں — عورت)

عبادت کے دریا منے ہوئی ہے غرق — جھمکتے ہیں جو ندھر تجلیاں سوں کق
(میں — چمکتے — چوطرف)

مصلے پو سجدے میں راکھے ہے سر ۳۶۷۰ بہتے ہیں انکھیاں تے انجو دوئی دھر
(رکھے — آنسو دو طرف)

کتک بار کوں آپنے سدمیں آئی — یکا ئیک سجدے تے جوں سر او چائی
(کتنی دیر ہوش — اُٹھائی)

خبردار ہو شاہ اس حال تے — اتر بیگ تیزی کے ابرال تے
(جلد گھوڑے اوپر)

نجھا حسن اسکا ہو آپس میں گم — اتر تاج اوسکے مصلے کوں چُم
(دیکھ — چوم)

چلیا واں تے اپنے حشم کے کدھن — سو پھر اوس اتم پاک دامن کے کن
(عزت مرتب دل طرف — پاس)

شہانے امولک دے تحفے سنگات — دیا بھیج یوں بول حاجب کے ہات
(بیش بہا)

کہ اے صالح دل میں جو یوں ہے مرے — جو اختیار توں عقد شرعی کرے

که بھایا ہے منج من کوں تیر اصلاح — بھلا جو دھنڈے اب توں میر اصلاح

دل — مجھے ڈھونڈے

سینا گرچہ دھرتا ہوں ہیں صاف آج — ولے نئیں صفا صحبت پاک باج

بغیر

سن یو بات حاجب تے او دل فگار — کہی شاہ بہرام کی میں ہوں نار

عورت

جو عالم مرا باپ اسکا وزیر ۳۶۸۰ — اتھا سو میں اسکی ہوں بیٹی حقیر

مرے باپ پر ظلم بہرام کر — جیواں مارا و سے منجکوں رام کر

جان سے

حرم میں رک اپنے کیا مصلحت — سو عامل وزیر اوس کیرا چھوڑ ست

مجھے رکھیا ہے — کا ایمان

منج اپرال طوفان رچ بے گناہ — کیا ہے مرے حال کوں یوں تباہ

پر اٹھا

اگر شاہ باعث ہو بہرام کوں — ہور اوس عامل بد سیر خام کوں

بولا بھیج ہر حال اپنے حضور — کرے دو و میانے تے پانی کوں دور

مجھے باعث ہو — انصاف کرے

جزا کے ہوں لائق تو دیوے جزا — ہے تقصیر انو تے تو دیوے سزا

ان سے

گر اے شرط شہ تے قوی پاؤنگی — تو چل سیس سوں شہر میں آؤنگی

سر

اسی دھات سوں شاہ راضی ہوویں — چلیا شہر میں لیکو اوس نار تئیں

طرح

بجد و اجبی سوں ہو اس کام پر — دیا بھیج لشکر کوں بہرام پر

مصر

جو کر رام لے آئے بہرام کوں ۳۶۹۰ — ہم اوس عامل نحس فرجام کوں

جوں او دو ئی پر آنکھ شہ کی پڑی — زباں کھول یوں بول اوٹھیا او گھڑی

کہ شاہاں کوں دے راج پروردگار کیا اس سبب خلق میں آشکار

جو حق ہور ناحق کوں دیویں تمیز دھریں عدل کوں اپنے جیوتے عزیز
رکھیں جان

کہ محشر کے دن خالق انس و جن ہمن پوچھسے کوچ نہ انصاف بن
پوچھیگا

تمن دوسوں ہے آج میرا سوال دیوُ جواب ہی تنیُوں چھپاؤ نہ حال

کہہ اس دھات پردا بندا درمیان بولا بھیج اوس صالح دھن کوں وہاں
طرح عورت

فراست سیتی شاہ اندیش کر پہیلیں سو عالم کے تئیں پیش کر
پہلے

لگیا عدل کی جیب سوں پوچھنے کہ کیا معصیت ہور خطا کی اونے

جو بدنام کر اوس کیا گرفتار کہیا تب او عالم کہ اے شہریار

نہ دیکھیا خطا کچ میں اوس تے ولے ... ۳۷ پڑیا نفس شیطان ہو منج گلے

سو لے افترا میں اوٹھیا اوس اوپر گنوالے اپس کوں کیجا کام کر
اپنے کو حقیر کر بیوقوفی

جو حق ظاہر اسکی زباں تے ہوا سو ناحق کوں او شاہ رک نا روا

کیا حکم جو ترت اسکوں لیجاؤ گدی تے زباں کاڑ سولی چڑھاؤ
جلد سے نکال

جو عالم میں تنبیہ دسریاں کوں ہوئے بہلیاں پر کرے افترا یوں نہ کوئے
یعنی تاکید دوسروں بھلوں

جو بہرام خون اوسکے کر باپ کا لیا تھا اُچا ٹوکرا پاپ کا
اٹھا گناہ

اوسی ٹوکرے میں اوسے گھال کر سزا کی دریا میں دیا ڈال کر
ڈال

زباں بعد ازاں صالحی دھیر کھول — کہیا کیا ترا بھی ہے مقصود بول

کہی تب کہ اے شہ عدالت شعار — ترا سلطنت جم اچھو برقرار

دوجا مطلب اے جو کہ او ساربان — مرے حق پو جنگل ہیں ہو مہرباں

بڑے نھلکے ہیں تے کاڑیا ہے بہار — ۲۷۱۰ کیا منج پو اُپکار او بے شمار

بھلا جو اوسے شہ کرم سوں نواز — اول تے زیادہ کرے سرفراز

عطا اوُنج کر شہ دوچنداں اوسے — کیا پھول کے سار خنداں اوسے

کہیا بھی ترا کیا ہے مطلب سو کہہ — کہی اس وضا سوں کہ اے بادشہ

مرے دل میں ہر دم بھی ہے یوں خیال — جو گوشا کپڑ شہ کی دولت اقبال

خدا کے ہو میں پڑے میں اخلاص سوں — کروں جم دعا تج شہے خاص کوں

جوں اس دھات کی بات بولی اونا — سبج صدق او سکا شہے حق گذار

کہیا رابعہ آج کی توں ہے سچ — ترا ذوق جس دھات ہے ووُنج اچ

رک اپنا توں ہر باب خاطر قرار — ولے شہر میں تے نہ بھایا نوں بھار

کہ برکت ہے یاں استقامت ترا — حق ایمان راکھے سلامت ترا

جکوئی ہیں عدالت کے عالم کے راج — ۲۷۲۰ سو دیتے ہیں اس دھات حق کوں رواج

یو قصا نہایت کوں انپڑا تمام — او رانواں کہیا اے سکی نیک نام

اتھی پاک دامن کہ ناریاں میں خاص — بلاسوں نہ ہو مبتلا ہوئی خلاص

اگر دل میں نیت ترا پاک ہے — تو اس عشق تے تجکوں کیا باک ہے

صبا ہونے آئی ہے ناکر درنگ — گذر لئی گئی رات ہے وقت تنگ

نہ ضائع کرا ے وقت بیگی سوں جا — نہ جُھوکن دے وعدا ترا لیا بجا

یو جانے کیتی قصد او دوست پاس — دن آیا نکل سو پہری بھر اُساس

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے عین عاشق نواز

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و ہشتم

سورج بے مثل چشمہ نہار کا — ہوا غیب گگن تے جو یکبار کا

نکل قرص مہتاب کیرا بہار ۲۷،۳۰ — لگیا جگمگانے کوں درپن کے سار

پھر او نار برہے تے بیتاب ہو — پریشان اوس یار کے باب ہو

جو رانویں کن آئی انجو ڈھالتی — لگی فکر رانویں کوں اس حال تے

مبادا نہ لیا تاب بے اختیار — سے گھر کی دہلیز تے پانوں بہار

مبادا نپٹ شرم تے ہات دھوئے | مبادا مرا کشت نا چیز ہوئے

سمج بیقراری کوں اوسکی شتاب | اوٹھیا بول کریوں کہ اے ماہتاب

مبارک ہے یو رات بیگی سوں جا | نہ کر بات منج سات بیگی سوں جا

کہ کونڈیا ہے تیرا سینا برہ آج | ترے دل تے کر دور یو گرہ آج

ولے جب ملیگی توں جا یار سوں | نکو بھول واں کس کی رفتار کوں

کہونگا سنیگی تو میں دوجی بات | کہ اس دوئی باتاں میں ہے تج نجات

کہی کیا او دو بات ہے منج بول | ۴۷۰ سو بولن لگیا اس وضا اس سوں کھول

کہ یک بادشہ جو گیا تھا شکار | ہوا سانپ یک باٹ میانے دوچار

زمیں کے اوپر عجز سوں راک پہن | کہیا یوں کہ اے شاہ قدسی لکھن

کہ بالذات اپے یک تو میں ہوں بلا | ولے یک بلا سات ہوں مبتلا

کمر دھڑ تے اسکی مری گئی ہے بیس | نہ یاں بل کہیں ہے جو میں جاؤں بیس

مرے حق پو اس ٹھار ہو دستگیر | ترے آسرے منج چھپا اے امیر

او شاہ او سکے ہو عجز پر مہرباں | دیا اپنے جامے کے دامن میں ٹھاں

ویں ایسے میں کوئی شخص پیدا ہواں | لگیا دھنڈنے اوس سانپ کوں جان تھاں

نظر نئیں پڑیا کئیں سو دلگیر ہو | جوں اس ٹھار پر تے چلیا پھیر او

کہیا سانپ کوں شہ کہ تیرا او کال گیا یاں تے جاتوں سلامت اقبال

اوٹھیا بول تب اس وضا سانپ او ۔ ۳۰۵۰ کہ در اصل میں ہوں بڑا کال سو

ترا عین دشمن ہوں کر جان جان دیا کیوں منجے اپنے دامن میں ٹھان

لڑے باج تج یاں تے جا سوں نہیں بھی ایسا خورش کینچ پاسوں نہیں

کہیا بادشہ تب کہ اے سانپ تج بچا آپنے دور میں ڈھانپ تج

کرم ہور احسان کر بے کراں کیا اوس بلاتے خلاص ایک براں

جن ایکار تج پر کیا ہو وے یوں اندیشے بدی توں اس اپرال کیوں

کہیا سانپ توں تو کیا سچ بھلائی ولے میں کئے بن نہ رہسوں برائی

سچ گر ہے تج میں تو توں فام لے ترا کام سو او مرا کام اہے

کہہ اس دھات سوں ہین اوچا تیز ہو منگیا لڑنے جوں شہ کوں خوں ریز ہو

سو ایسے منے خالق مور و مار دیا شہ کوں قوت سو بے اختیار

پچھاڑیا دُم اسکی پکڑ بھیں اوپر ۔ ۳۰۶۰ کچل پاؤں سوں پھن سٹیا چور کر

جکوئی دیوے دشمن کے باتاں کوں کان او دشمن اہے اپنی جیو کا کہ جان

یونا ہو کہ بھی تج سوں لے نونہال دوجی بات کہتا ہوں میں سن اقبال

جو ل دوست سوں ہوئیگی ایک توں جے کچ اوکریگا سو چپ دیک توں

اپے اسکی تقلید کرنے نہ جا لیکر آتوں یو میری منت بجا

کہ جوں ایک حجام تقلید کر بلا لالیا آپنے سیس پر

اگر توں ہے دریا سچی فام کی نکو کر کبھی بُد جوں حجام کی

کتا ہوں سن او قصہ اے موہنی جو حاصل تیرے دل کوں ہوئے روشنی

سنیا تھا جو کوئی تاجر یک ٹھانوں تھا سو عبدالملک اس کیرا ناؤں تھا

دھنی مال کا ہور سخی تھا بجوڑ کدھیں موکھ دینے تے لیوے نہ موڑ

سو یکدیس بخشش کی ہمت پر آ ۳۷۷۰ لوٹا سب فقیراں کوں اپنا سرا

توکل سوں دے دل کوں کرلے قرار قناعت سوں پورا کیا اختیار

ہوا روز گارا سیو دن دن کوں تنگ کیا فقر پورا اچ تا غیر رنگ

ڈب یک نس تفکر کے گرداب میں سُتا تھا سونا گہہ ویں اوس خواب میں

اتم بے بدل صورت اک سامنے کھڑا ہو رہا آنکر سو اونے

زباں کھول پوچھیا کہ ہے کون توں او صورت کہیا میں ترا بخت ہوں

جو مال آپنا توں لٹا ایک بار توکل کیا ذوق سوں اختیار

ہوا حق کی درگاہ مقبول توں نہ مخمول اچھ خوش ہو جوں پھول توں

کہ درویش کا روپ لے میں کھتر ترے گھر میں آتا ہوں اے بختور

کھڑا ہوونگا سامنے جب ترے | عصا سات تب مار سر پر مرے

سنا ہو پڑونگا زمین کے اوپر | ۳۷۸. او سنا او چاہے توں خوش خرچ کر

اوسی دھات میں آؤ تا جاؤنگا | تجے فیض دے جاؤ تا جاؤنگا

ہوا غیب کہہ کھول اس دھات اوسے | رہیا نقش ہو دل میں او بات اوسے

یکایک صبا جوں ہوا جا او شام | حجامت بدل اوسکے آیا حجام

ہوا جوں حجامت تے مشغول اونے | اوصورت ہو درویش ایسے منے

جو عبدالملک کے نزک آئیا | سو درحال او روپ کر پائیا

عصا لیکو مارن لگیا اسکوں جب | اوصورت پڑیا ووئچ سنا ہو سب

خوشی دل منے لاک آن کر | لیا سب زمیں پر تے گردان کر

دے حجام کوں کوچ اسمیں تے کاڑ | کہیا کئیں تو یو راز باہر نہ پاڑ

او حجام یو کیفیت دیک کر | چلیا واں تے خوشحال جوں اپنے گھر

نہ پا کوچ اس راز کا ماہیت | ۳۷۹. او احمق کیا دل منے یوں نیت

جو از مائیکر دیکھوں میں بھی برے | کہ درویش لئی آشنا ہیں مرے

کچی بد کر اس دھات کی او کچا | ضیافت کیرا شور گھر میں اوچا

چلیا آپ بازار کی دھیر شاد | سو درویش تین اوس ملے نامراد

بولا گھر کوں لیا لیا ضیافت بدل ۔۔۔ دے دروازہ گھر کا نہ گئے نیوں نکل

کھلا کھان تعظیم سوں خوش کیا ۔۔۔ کُتک بعد ازاں ہات میانے لیا

اٹھیا اس بچاریاں اوپر ہو دلیر ۔۔۔ لگیا گھر منے ٹھوکنے انکوں گھیر

کیا پھوڑ سر سب کے لہو میں گہلال ۔۔۔ لہو کے بہے کالوے بُہیں یو لال

بچارے نہ لیا تاب جوں غُل اوچائے ۔۔۔ ہو ہمسائے سب گھابرے دوڑ آئے

جوں ایسی خبر پائے حاکم کے لوگ ۔۔۔ پچھونڈے بند اوس لے چلے خوب ٹھوک

جو والا گھر حاکم اوس شہر کا ۔۔۔ ۳۰۰ سنیا قصہ حجام کے قہر کا

کھیا تب اوسے اے قباحت شعار ۔۔۔ دُکھایا سبب اس فقیراں کوں مار

او حجام عاجز اوٹھیا بول ویں ۔۔۔ کہ دھرتا ہوں سر پانوں لگ حول میں

جے کچ منج کرینگے سزاوار ہوں ۔۔۔ ولے میں بھی حیران اس ٹھار ہوں

کہ عبدالملک کی حجامت بدل ۔۔۔ گیا تھا کمانے کہتر اوٹ کل

جو درویش یک آئیا اوسکے پاس ۔۔۔ سو اوس دیک عبدالملک بے قیاس

کُتک جو کیا او سُنا ہو گریا ۔۔۔ تماشا یو دیک میں جو وانتے پھریا

ہوا خیال منجکوں جو ازمانوں ونچ ۔۔۔ کُتک کرانوں کوں سُناپاؤں ونچ

ل یہ شعر نسخۂ (ب) میں نہیں ہے۔

کُتک کھائے اتا سُنانیں ہوئے — منج اس دھات لوگاں ہیں رسوا کئے
(طرح)

سن یو بات ہنس پڑا او ماکم وہیں — کہیا یو دیوانا عقل اوس نہیں

اگر اچھتی اس خام کی عقل ٹھار — ۳۸۱۰ نہ کرتا کچا کام یوں اختیار
(رہی)

براں اس فقیراں کو سنتوش کر — کیا دور حجام کوں رُوس کر
(بعدازاں · خوش · غصہ)

کہہ اس دھات سوں بات برانواں آوے — خوشامد سوں خوش کر فراواں آوے

کہیا ذوق سوں جا اتال لے نگار — کہ مشتاق تیرا اچھیگا او یار
(اب · ہو گا)

او جانے بدل گرم کی جوں خیال — صبا ہوی سو برہا کیا پھر نڈھال

غواصی اتم رین کالی دراز — یقیں جان ہے ہمیں عاشق نواز
(کیلئے · ہجر)

رین تے تو ہے دیس روشن صحی — ولے کال سو عاشقاں کا یہی

حکایت شب بست و نہم

جو حرّاف صرّاف اَسمان کا — گرہ باندلے سُن ٹکا بھان کا
(ہٹ دھرم · سونے کا ٹکا · سورج · پوٹلی)

بکھیریا رُو پیہ ستاریاں کوں جب — نکل گھر تے او برہنی نار تب
(رات بکھر چاند او گیا · فراق زدہ)

نہ کر دشٹ سیدھے و باویں کدھن — چلی فکر سوں نیٹ رانویں کدھن
(نظر · بائیں · طرف · سیدھا · کے پاس)

۳۸۲. تلیں ہور اوپر جوں نجھائی اوسے ‌ ‌ سو پوراچ دلگیر پائی اوسے
(نیچے)

کہی یوں کہ اے بیکٹر یار توں ‌ ‌ عجب کوئی پنکھی ہے مکّار توں
(بغور دیکھی)

سبب کیا ہے جو یوں ہے دلگیر آج ‌ ‌ کنا کھول کر بارے منج دھر آج
(سنگدل — پرندہ)

کہیا تب اسے اے ابو جگ سکی ‌ ‌ توں کام آپنا کچ نو نئیں کر سکی
(سے)

کہ دیکھیا ہوں میں خواب وقت سحر ‌ ‌ سفر تے ترا مرد آیا ہے گھر

سینا داٹ فکر اس سبب منجکوں آئی ‌ ‌ مبادا مرا خواب اوسچ ہوجائے
(بھر کر)

یکایک ہو محروم دیدار تے ‌ ‌ رہیگی توں شرمندا اوس یار تے

کہ جوں ایک زاہد کی عورت نہ فام ‌ ‌ رہی مرد تے شرمندی ہو مدام
(سمجھ)

کتا ہوں تجے کیوں سو ہے اسکی بات ‌ ‌ دو جیتی نہو سن توں یک جیت سنگات
(دو دل - اچاٹ — دل)

سنیا ہوں جو یک کوئی زاہد گنبھیر ‌ ‌ اتھا زہد میں آپنے بے نظیر

۳۸۳. یک عورت تھی اوس ہور بیٹا بھی ایک ‌ ‌ ولے تھا او نھنوا و طالع میں نیک
(بچہ)

گذرتا اچھے اسپو فاقہ مدام ‌ ‌ بغیر از حلال اُن نہ کھاوے حرام
(تھا)

مسلّم پڑیا بے نوائی سوں گھر ‌ ‌ سو یک رات سُپنے میں وقت سحر
(بالکل — فقر و فاقہ)

بشارت دئے کوئی آ اس وضا ‌ ‌ کہ اے جو گذرتا ہے تج پر جفا
(خواتب)

کہ تر آج اُٹ جا توں صحرا کی دھیر ‌ ‌ انکھیاں کھول کر دیک چوندھر پھیر
(فجر — طرف — چو طرف)

پنکھی ہفت رنگی لے کوئی ناگہاں — شکاری ملیگا تجے یک وہاں

لے اوس پاس تے او پنکھی مول توں — ولے بھی کسی دھیر نکو بول توں

کہ جس گھر منے او جناور اچھے — تو نعمت سوں بھر دائم او گھر اچھے

جکچ ہیں خواص اس پنکھی میں تمام — انگے دن پودن ہوئینگے تجکوں فام

جوں اس دھات کا خواب اسکوں ہوا — کہتر اوٹ اسی دھات او بے نوا

جو صحرا کدھن سیر کرتا چلا ۳۸۴۰ سو ناگاہ واں یک شکاری ملا

نظر جوں پڑیا اوس پنکھی پر سوویں — لیا مول جانے نہ دے ہور کئیں

خوشی سات پھرواں تے آیا جو گھر — کہی عورت اوس مرغ کوں دیک کر

کہ اے مرد اس بے نوائی میں توں — سبب لیا یا گھر میں اس مرغ کوں

ہمارے جو پیٹاں کوں مشکل دسے — ہے دانا کہاں جو کھلاویں اسے

خدا ہُیں اسے چھوڑ توں جان دے — فراغت سوں جنگل میں چُگ کھان دے

کہیا تب او زاہد کہ اے غم گسار — کہ خالق جو ہے رازقِ مور و مار

دیو نہار ہے رزق اسکا اوسے — کہ بے رزق چھوڑیا نہیں ہے کسے

نکر فکر توں اسکے چارے بدل — کہ بھیجیا ہے حق اس ہمارے بدل

اہے خاصیت خاص اس مرغ میں — نہال استے ہیں ہو نہارے ہمیں

که اس دھات عورت کوں جوں ذوق سوں ۳۸۵۰ دیا چھوڑ انگن میں اوس مرغ کوں

لگیا مرغ جوں پھرنے پر جھاڑ کر — جھڑے دو رتن سو لیا کاڑ کر

چلیا او اس سات بازار کوں — جو دکھلائیا جا خریدار کوں

بڑے مول کے دو رتن دیک او — دیے پیکے بہوت اوس لیا مول او

او مایا چڑیا ہات وہیں ایکبار — دلندر تے فارغ ہو پایا قرار

فراغت سوں اوقات چلنے لگیا — گھر اسکا سو جوں دود اُبلنے لگیا

دنے دن او پنکھی ادک لاب اوسے — لگیا دینے خوش کر ہر یک باب اوسے

جو خالق مسبب ہے اسباب کا — کیا جوں سبب رزق کے باب کا

سبب ہو کہ آ غیب تے مرغ او — کشادا کیا اوس کیرا رزق سو

جو دیتا ہے کس رزق پروردگار — تو کرتا ہے ایسے سبب صد ہزار

کیا کامیاب آخر او خواب اوسے ۳۸۶۰ ہوا عیش کا دست اسباب اوسے

کتک نو بہار ہور کیتک خزاں — خوشی سات گذران کر بعد ازاں

مراد اپنی حاصل ہوی دیک کر — نیت حج کی او زاہدے نیک کر

کہیا اپنی عورت کی دھر کھول حال — کہ واجب ہوا حج منج اپرال اتیال

جو مکہ کے اسباب کا سج کروں — اپس واں لگ انپڑاؤں ہور حج کروں اب

مری غیب اچھ گھر منے توں ہشیار — نہ بھا پانوں دہلیز میں تے توں بھار
رہ — ڈال — باہر

حیا سات رک اپسیں گردان کر — نکو خاطر اپنا پریشان کر
اپنے کو

اچھ اس مرغ کے حفظ میں رات دن — نہ غافل ہو فرزند تے ایک چھن
رہ — یعنی سخت تول — یعنی اپس وان لگ اپڑاوں ہور تج کروں لحظہ

انگے دیک کر خرچ گھر کا چلا — نہ اصراف کر در خلا ہور ملا

چلی ہے روش پاک بیبیاں کی جو ل — چلا اپنی باڑے کے لوگاں ہیں و ل
محلہ

کسی غیر کے دھر نکو جھانک توں ۔ ۴۸۰ رک اپنی اصالت اوپر آنک توں
طرف — آنکھ

جکچھ بولنا تھا سو بولیا تمام — چلیا آپ مکّے کوں او نیک نام

ولے یو نہ سمجھا جو او بد نہاد — کریگی اِدھر گھر میں کیا کیا فساد

کتک دن گذر گئے پچھیں ایک دن — او عورت یکا ئیک جُب ایک چھن
یعنی زناں — یعنی اپس دل میں آں لحظ

نکل گھر تے دہلیز میں آ کھڑی — سو یک جان صراف پر او سگھڑی
جوان

پڑی آنک اوسکی سو لبدی وہیں — سو باندی کوں بیگ بھیج کر دی ہیں
آنکھ — مائل ہوی — جلد

بولا جا او باندی جو لیائی اوسے — او پھر لئی انتر تے نجھائی اوسے
بہت باطن — دیکھی

ہلوں بعد ازاں بول اوٹھی اوسکے دھیر — بھلا جو توں روز آئے میرے مندھیر
سے — مکان

صبا اوٹ خردا چلاتا اچھے — کھرا ہور کھوٹا نجھاتا اچھے
صبح — اٹھ — صرافی — کرتا — دیکھتا

سنیا جوں او صراف استے یو بات — گھر آنے لگیا وُونچ دن ہور رات
اسی طرح

اول مفلس اون تھی کہ تھا جانتا ۳۸۸۰ سووین بات میں بات گذرا نتا

کرتا
لگیا پوچھنے خوش اوسے ایک دن — کہ تھی مفلسی تجکوں اول کٹھن
سخت

یکا ایک یو برکت ہوے مکھ سری — کدھرتے تج آئی کہ اے گن بھری
برے کہاں آپڑی منہ دکھائی — تجھے

کہی تب کہونگی تجے میں یو بات — جو مخفی پرت لائیگا منج سنگات
عشق

کہ صراف کا بھی یہی تھا مراد — جو ہر حال اوس سات کرنا فساد

اپے ہو جوں اس دھات او بول اوٹھی — وہیں فسق کی گد گلی اوس چھٹی
خود ہی — ارادہ۔ بے چینی

محبت لگیا دو میں جوں زور سات — او صراف کا ہو بجد ایک رات
مفر

کہیا اے دل آرام گن گیان کی — جو ہے چاند منج دل کے اسمان کی
عقلمند

یو سامان ہور یو فراغت تجے — ہوا دست کس دھرتے کہنا منجے
ہمہ دست — طرف — برے راحت تجھے

او نادان کم عقل یکبار گی — سمج لے نہ سک گھر کی آوار گی

کہی ہفت رنگی جو ہے مرغ یو ۳۸۹۰ ہے اسکے طرف تے یو سامان سو

ویں اے راز رک دل میں صراف کا — گم اوس سات نس گھر جو اوٹ جا صبا
رات

گیا اپنے گھر سو اُسوں یک حکیم — دھر بہار تھا آشنائی قدیم
صبح — رکھتا تھا — اوس سے

کہیا کھول اوس مرغ کی بات اوسے — او حکمت منے دیک اوس سات اوسے
ساعت

کہیا اس وضا سوں زباں کھول کر — سر اوس مرغ کا کوئی کھاوے اگر

تو ہوئے بادشہ اسمیں کچ شک نہیں | اہے خاصیت اسمیں بہوت یک نہیں

سنیا اس تے صراف یو بات جوں | لیا آپنے دل میں گذران یوں

او عورت مری عاشق اپس کھائے | عجب کیا جو او مرغ منجکوں کھلائے

بھلا جو کتک دیس بھانا کروں | نیٹ برہ سوں اوس دیوانا کروں

تفکر کر اس دھات نا جائیکر | رہیا گھر میں دیدے اُدھر لائیکر

نہ آنے پونتے او سکے اڑ جا پراں | ۲۹۰۰ او زاہد کی عورت لگی تلملان

سینا برہ داٹیا دیکھت بے قیاس | کسی کوں دی بھیج صراف پاس

کہ کیا چوک منج دِھر تے صادر ہوا | جو یکبار کا منج تے منکر ہوا

تج اپرال کہہ عیب میں کیا رکھی | تو کیا منجکوں بولیا جو نئیں کر سکی

کہیا تب او صراف لے گلعذار | اگر سچ منج اپرال تیرا ہے پیار

تو دوڑیا ہے میرا دل اوس مرغ پر | کھلا گی توں اوس مرغ کوں کاٹ کر

تو تیرے اتم درس کوں آؤنگا | اگر نئیں تو یو شہر سٹ جاؤنگا

سن یو بات پورا ہو دلگیر سو | نیٹ تلملانے لگی پھیر او

جہاں اوس لکھے سب اندھارا ہوا | جنم اوس بغیر اسپو کھارا ہوا

لیا فسق کا شومیت پھر اوسے | نوا عشق گمرہ کیا چھیڑ اوسے

دئی چھوڑ کر مطلق انصاف کوں ۳۹۱۰ ضرورت سوں راضی ہو صراف سوں

بولا بھیج اوس مرغ کوں کاٹ خوش لگی میہمانی کوں وہیں داٹ خوش

پکا مرغ کوں جوں رکھی دیگ اتار سو فرزند ہو بھوک تے بے قرار

لگیا شور او چا زور سوں ہٹ کرن لیجا دائی اسے ترت اس دیگ کن

سر اوس مرغ کا کاڑ کر اوس کھلائی دُھلاموں کنارے لیجا بیلائی

او اُپر پڑیا سو ہیڑا بزاں دیک جھاڑ جکچ تھا سو سب ایک کانسے ہیں کاڑ

رکھی آنگے صراف کے لیائی سکر نہ تھا اس منے سر سونا کھائی سکر

کہیا کیا ہوا مرغ کا سر کنا کہی دائی اوسے یوں کہ کھایا نھنیا

وہیں یو بات سنتاچ کانسے کوں پھوڑ ہو درہم چلیا واں تے لے موں مڑوڑ

کہ جس ٹھار اچھتیا اتھا او حکیم گیا پھیر کر اوس کنے او لئیم

کہیا کھول یو کیفیت اوسکے دھیر ۳۹۲۰ سو بولیا حکیم اس رضا اس سوں پھیر

کہ دولت حیلے سات پایا نہ جائے قدر کے انگے دم اُچایا نہ جائے

وَلے ایک حیلہ ہے دُسرا اگر ترے ہات ہویگا تو دیک سعی کر

کہ کھایا ہے اوس مرغ کا سر جکوئی سر اوسکا جنے کھائے سو راج ہوئی

یو حیلہ جو پایا او صراف نے لیا کھینچ پورا نہ جا اوس کنے

اوس عورت کوں ہتری لگی چٹ پٹی — برہ کے انگاراں تے جل ہوی بھٹی

دی بھیج پیغام پھر اوسکے پاس — کہ اے سنگدل تپ تے ہوی ہیں نراس

ترے تائیں اس مرغ کا سیس کاٹ — کیتی آپنی زندگی بارا باٹ

سر اسکا سو کھایا نھنا کچ نہ جان — منج اپرال ہرگز برا توں نہ مان

جلکچ توں کہیا تھا سنی وؤنچ میں — لیا کھینچ یوں کیا سبب آپ تئیں

بہر حال آدرس دکھلا ترا ۳۰ ۲۹ — کہ ہونٹاں میں آجیو رہیا ہے مرا

دیا بھیج صراف یوں بول پھیر — جنے مرغ کا سو جو کھایا ہے سیر

سر اسکا اگر کاٹ دیگی منجے — توں معشوق میری کہ سمجھوں تجے

اگر نئیں تو بس ہے تری آشنائی — جو اونحس ایسا جواب اوس تے پائی

جنی ماں ہو بیٹے کے سر تے اوٹھی — سو دل کوں لگی دائی کے چٹ پٹی

ادھی رات غفلت میں اوس باڑ کر — نھنے کوں چلی واں تے لے کاڑ کر

سو پر ملک میں دور جا کی مقام — لگی پالنے چاؤ سوں صبح و شام

جو نھنواد کے تے او شانا ہوا — ادب دار دانا توانا ہوا

تیر انداز ایسا ہو نکلیا گنبھیر — جو اس دور میں کوئی نہ تھا اوس نظیر

قضارا او یکدیس کھیلن شکار — چڑیا رخش اپرال جو آشکار

جو بیٹی تھی اوس شہر کے شاہ کی ۳۹۴۰ مگر جائی تھی مہر ہور ماہ کی

نکل سیر کوں اوس دن آئی تھی بہا[1] دیک اوس جان کا روپ ہوئی بیقرار
[1] محل کے جھروکے میں بیٹھی اتھی — [2] زرینا اوتن پر بیٹھی اتھی — چہرہ

جو[3] دیکھی نظر بھر سو اوس جوان کوں اتم دلربا دھرت کے بھان کوں
زمین — سورج

محبت لگا جیو سوں بے قیاس دئی بھیج مخفی کسے اوسکے پاس

کہ توں کوں ہور کاں ہے تیرا وطن ہے کس کھان کا جوت ونتا رتن
کہاں — کان — چمکدار — موتی

مرے دل میں یوں ہے جو لوڑوں تجے پرت جیو سوں جوڑوں نہ چھوڑوں تجے
بیاہ کروں — عشق — جان — لگاؤں

ولے شرط یو ہے جو یاں ایک ٹھار فلانے جنگل دھر ہے قلب غار
کی طرف

وہاں اژدہا ایک ایسا گنبھیر جو روئے زمیں پر نہیں اوس نظیر

نگلتا او یک دم میں دس پانچ کوں سکے سوس اوسکی نہ کوئی آنچ کوں
سہہ

یتے آدمیاں کھائیا ہے جو ہاڑ پہاڑاں ہو تیچے ہیں چوندھیر اجاڑ
جسم — چوطرف

کتا ہے مرا باپ جے کوئی اوسے ۳۹۵۰ جو مارے جیواں دیوں بیٹی اوسے
جو — جان سے

اگر توں کریگا کچ اسکا علاج تو تیری ہوں توں مرد میرا ہے آج

سن اے بات ہمّت میں آ او جوان کہیا منج ہے آسان یو کام جان
ہمت

اگر شرط تیرا ہے یو برقرار تو اوس سانپ کوں چور کرتا ہوں مار

---

[3] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

کہ ہے منجکوں توفیق کرتار کا
لے آتا ہوں سر کاٹ اوس مار کا

کہہ اس دھات (طرح) دسرے دن اوس غار پاس
چلیا مستعد ہو کو راسیک راس (سیدھا)

سوا ایسے میں اوس شاہ کیرا (کا) وزیر
گیا تھا نفکر (برائے تفریح) کوں صحرا کی دھیر (طرف)

گذرگاہ میں اوس بہادر کوں دیک
شجاعت کے دریا کے اوس زر کوں دیک

کہیا کون توں ہور جاتا ہے کاں (کہاں)
کہاں ہے وطن ہور تیرا ٹھکاں (مقام)

کہیا میں سپاہی ہوں مرنے غریب
سنیا ہوں جو اس شہر کے عنقریب (قریب میں)

ہے ایک غار میانے (میں) بڑا اژدہا
۳۹۶۰ رہ (راہ) اوس دھیر (طرف) کا سب گیا ہے رہا (بند)

ہے دلگیر شہ اوسکے آزار تے
اوسے دفع کرنا کر اس ٹھار (جگہ) تے

مرے دل میں آیا سو جاتا ہوں میں
سر اسکا لے شہ پاس آتا ہوں میں

کہیا تب وزیر اوس کہ اے نوجواں
پھر (پلٹ) اس کام تے توں کہ ہو تج زیاں

بہوت رستماں جیو (جان) دئے اوس بدل
ولے دور کر نئیں سکے یو خلل

مگر ہفت رنگ مرغ کا سر جکوئی (کیلئے)
جو کھایا اچھے (ہو) اس تے یو کام ہوئے

چڑیا (پھر) سر تے ہمّس (ہمت) اوسے بیشتر (زیادہ)
نہ سن بات اوسکا (ان اوسکی) ہوا پیشتر (آگے چلا)

جو انپڑ اُٹیا (پہنچا یا) ایسیں (آپنے کو) اوس غار کن (کے پاس)
دیکھیا دور تے اژدہا کے کدھن (طرف)

شکم سیر کر سست ہوئے شمار
پڑیا ہے انکھیاں مونج بے اختیار

اتر رخش پر تے لیا ہت کماں | چلایا کتک تیر اوس کر نشاں

سو بیٹھے کلیجے میں کاری او تیر ۳۹۷۰ | ہو نر جیو او اژدہا بے نظیر

رہیا سست ہو جوں او پھر کل نہ سک | ہوا درمیانی تے جوں دو زنک

منڈی کاٹ اوسکی چھپا چھوڑ دھڑ | پھریا واں تے خوشحال تیزی پو چڑ

جو دیتا ہے جس او خداوند پاک | تو کرتا ہے مچھر ہتی کوں ہلاک

اگر نئیں تو کاں یو سکت ہے جو مور | کرے اژدہا کے اوپر جا کو زور

دوجے دن اوٹھیا شہر میں غلبلا | جو کوئی شخص کیتا دفع او بلا

جب اوس شاہ کوں یو خبر انپڑی | سو نزدیک تھا او وزیر ادسگھڑی

کہ بولیا کہ میں سیر کرنے کوں کل | گیا بھار سو یک جواں بے بدل

ملیا باٹ میں منجکوں تیزی سوار | اسی اژدہا دھیر اسکا گذار

ہوا ہیں جو مانع کیتی دھات سوں | چلیا کان نا دے مری بات کوں

ہے البتہ یو کام اوسی جوان کا ۳۹۸۰ | شجاعت میں رستم کے تھا بان کا

جو شہ کوں ہوا آرزو لک حصے | دھنڈے ہور عزت سوں لیائے اوسے

پڑی شاہ کی جوں نظر اوس اوپر | شہانے کرم سات ادک شاد کر

شگفتا ہو دل میں جہاں درجہاں | چلیا دیکھن اوس اژدہا کوں وہاں

نہ او اژدہا بلکہ تھا یک پہاڑ کیا تھا حویلی کوں چوندھیر او جاڑ
چوطرف

پڑیا ہے دھڑ آیا نہ تھا اسپو سیر جو سیر کان ہے کر پوچھیا شاہ پھیر
لیکن سر سر

چھپایا سو جاگے پوتے او جواں سر اوسکا لیکر آ سٹیا درمیاں
جگہ ڈالا

ہزار آفریں بھیج شاہ اوس اوپر پھریا واں تے لے اوسکوں دنبال گھر
ساتھ

کرار کان دولت سوں اپنے بچار کہیا اس وضا میں دیا تھا قرار
سو تیخ

جنے دفع اس اژدہا کوں کرے دیوں فرزند اپنا اوسے تو سرے
جو بیٹی زیب دے

سعادت کے اسمیں تو ہیں سب نشاں[1] ۳۹۹۰ کیا دفع اسکوں تو یو نوجواں

بھلا جو بجالیاؤں وعدا ابتال پکڑ ہات اوسکوں کروں ہیں نہال
اب

جوار کان دولت کو بھائی یو بات سو ویں میز بانی گنا ذوق سات
دعوت کر

دیا اوسکوں بیٹی کیا سرفراز رہیا خوش قبیلے میں اپنی نواز
ن ہوا مہربان اوس او پر کارساز

جوں اوس شاہ کی عمر پوری بھری اوسی جواں کوں اپنی نے سروری
ن سو اوس جوان پر آئی او سروری

جو تھا ہفت رنگ مرغ کا خاصیت ہوا ظاہر اس دھات سوں عاقبت

چڑھی بادشاہی اوجوں اوسکے ہات سو یکدن سواری کے بھانے سنگات

لے دنبال اوس دائی کوں ناگہاں چلیا آ اپنا شہر تھا جاں وہاں
ساتھ

---

[1] یہ شعر نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔

اوزاہد جو اپنا جنیا باپ تھا — او مائی جو اوستے ہوا پاپ تھا

بولا بھیج دونوں کوں اپنے حضور — کہیا باپ کوں تب بحکم ضرور

کہ ہے گھر تمارے سنیا ہوں جو یک ...۴ — پنکھی ہفت رنگی جو نئیں اسمیں شک

اگر منجکوں دکھلائینگے یک نظر — تو ممنوں ہو جاؤنگا پھیر کر

کہیا زاہد اے سرور خوش مقال — مرے گھر میں تھا سچ ولے نئیں اتیال

جو مکے گیا تھا بدل حج کے میں — موا ہے پھر آئے تلک گھر میں نئیں

جو تھا یک جگر گوشہ ہور ایک دائی — موئی دو بھی اب میں ہیں ہور اوسکی مائی

جب او پھول ہوا گم مرے باغ تے — رین دیس جھکتا ہوں اوس داغ تے

سنیا باپ کے موں تے یو بات جوں — کہیا باپ کوں پھر کو اس دھات یوں

موئے کر کو دونوں کہے تجکوں کن — او فرزند میں ہوں او دائی سو ان

دیک اوس دائی کا مکھ وہی کر پچھان — گلے لائے بیٹے کوں پایا پران

لگیا حال پوچھن سو فرزند کوں پھیر — کہیا کیفیت کھول سب باپ دھیر

دیں اوس مادر نحس غدار کوں ۴۱۰ — ہور اوس ہین صراف مردار کوں

سیاست کی تروار سوں پاک کر — اوسی ٹھار نابود در خاک کر

پھریا واں تے ویں باپ کوں لے سنگات — لگیا بادشاہی کرن ذوق سات

اورانواں صفا بول اس دھات سوں | زباں کھول بھر سعی کی بات سوں

کہیا یوں کہ اے نار ہر کئیں توں آج | ترے من کے مقصود کوں دے رواج

شتابی سوں جا یار کوں شاد کر | پیتے دن کی یاری نہ برباد کر

ترت دور کر دل میں کا دغدغا | مبادا یکایک تجے ہوئے دغا

جوں او موہنی برہنی گل بدن | ہوئی مستعد جاؤنے یار کن

شفق شرق دھرتے ہویدا ہوا | سو غوغے سوں یں مرد پیدا ہوا

ہوئے شاد سب گھر کے باندی غلام | چھٹیا تن میں بھکلاٹ اوسکے تمام

پڑیا مرد کا گھر منے جوں قدم | ۴۰۲۰ خوشی ناخوشی سوں کر اپیں کدم

رکھی سیس جا مرد کے پانوں پر | لیجا بیلا سیج کے ٹھانوں پر

ادب سات اوسکے انگے ہو کھڑی | خوشامد سوں کر گفتگو یک گھڑی

جو کچ تھا سولیا میوا اوسکوں کھلائی | محبت کے پیالے میں شربت پلائی

ہو آسودہ گھر میں گھڑی تین چار | چلیا بعد ازاں مرد رانوں کے ٹھار

اوٹھیا بول اے طیر شیریں کلام | کیا صرف منج بعد کیوں صبح و شام

ترا لاڑ کس دھات خاتوں چلائی | تجے وقت بے وقت کیوں کام آئی

نھنے ہور بڑے گھر کے تھے کس طریق | مرے دھیر بول اے موافق رفیق

اور انواں کر اول ثنا ہور سلام — کیا خوش دل اوسکا چلا خوش کلام

کنے کا جکچ تھا سو کہہ کھول کر — اٹھیا سیوٹ اس دھات سوں بول کر

کہ اے خواجہ میں تیری غیبت منے ۴۰۳۰ کیا خدمت ایسی جو ویسی کنے

کیا نئیں ہے اس دور میانے اچھول — سنیا نئیں ہے کوئی اس زمانے اچھول

منج آزاد اس پنجرے تے اگر — کرگیا تو کئونگا تجے سر بسر

کیا شرط اوس سوں اوسی دھات اون — سو بولن لگیا تب کہ اے خواجہ سن

جو ہے گھر میں خاتوں تیری حلال — ترے بعد اپسیں نہ رک سک سنبھال

جو مہاڑی پر چڑ کھول کھڑکی نہائی — نظر کوئی پڑیا سو اسوں عشق لیائی

یکایک جو ہوئی عشق تے بیقرار — چلی بہار اول سو شارو کے ٹھار

کیتی مشورت بہار جانے بدل — ترا ننگ ناموس کہانے بدل

او شارو نمک کھائی تھی کر ترا — نہ جانے دی مانع ہوی بہتیرا

سو ماری جیواں پنک اوسکے مڑوڑ — بزاں آئی میرے طرف اسکوں چھوڑ

کہی دے رضا منج جو ٹک بہار جاؤں ۴۰۴۰ نوے یار سوں یک گھڑی گم گواؤں

تب اس بات میں دور اندیش کر — اوہی کاج ہو آپسیں پیش کر

حکایتاں منے کر گرفتار اوسے — دیا گھر تے جانے نہ میں بہار اوسے

صبا لگ سینا پیس کر ہر رین ــــ توں آئے تلک تو رکھیا اوس جتن
(صبح، رحمت اٹھا، رات — محفوظ)

بری شکر جو رنج میرا اتمام ــــ نہ ناچیز ہو آئیا آج کام
(بارے، محنت — بیکار)

ہے توں مرد اوسکا او تیری حلال ــــ تجے بھائے تیوں راکھ اوسکوں اتیال
(زوجہ — رکھ، اب)

خدا تئیں رہا کر جو میں یاں تے جانوں ــــ جو اس غم تے فارغ ہو کچ ان بانوں
(کیلئے — پن فرتج)

کہ اس عورتاں سوں نہ جیتیا ہے کوئی ــــ او جینے انوں نے جو کوئی ہات دھوئی
(ان)

سن اے قصہ او خواجہ دل سب تے توڑ ــــ دیا اوس قفس میں تے رانویں کوں چھوڑ

جو غیرت کی اگ اوسکے سینے لگی ــــ سٹیا توڑ عورت کوں یکبار گی
(آگ — طلاق دیا)

لٹا گھر فقیراں کوں سب ایکبار ــــ ۴۰۵۰ گلے گھال نے خرقہ صوفی کے سیار
(ڈال، مانند)

لگا انس حق سات چھٹے انس تے ــــ ہوا اواز عورت کیرے جنس تے
(انسانوں — فارغ)

سٹیا نفس کا کاڑ دل تے منم ــــ کیا صرف طاعت سوں باقی جنم
(پھینکا، نکال، غرورم — زندگی)

در مدح اشعار خود گوید

زہے بخت و دولت زہے اقتدار ــــ زہے وقت و ساعت زہے روزگار

جو طوطی مرے طبع کا بے نظیر ــــ ہے شکر فشانی منے دل پذیر

کیا شکر افشان اس دھات سوں / کہ دم کوئی اچاوے نہ یاں بات سوں (دم نہ مار سکے)

کہے بن خزاں کا جسے نو بہار (بہار بے خزاں) / سو یو نامہ ہے (یہ نامہ) دلربا نامدار

جو افسان (افسانہ) اس میں جو ہے رس (شیریں) بھریا / سو جوں شہد ہور دود کا ہے دریا

نہ افسانہ ہے بلکہ افسوں ہے یو / حلاوت میں حلوے تے افزوں ہے یو

کہ جس وقت پر یو اتھا ناتمام / اوسی وقت خواہاں تھے سب خاص و عام

جو سب کا کیا آرزو منج پو زور / ۴۰۶۰ ضرورت بدل (کیلئے) میں لیا سر پو شور (محنت)

جو یو داستاں بے بدل فارسی / مرے امتحاں کا ہوا آرسی (آئینہ)

حکایت کنک اسمیں کے خوب دیک / سرس (بہتر) ہور رسدار مرغوب دیک

پراگندہ خاطر نہ کر اس بدل (کیلئے) / کیا ترجمع (ترجمہ) مختصر اس بدل

جو راغب ہو کر کوئی مشغول ہوئیں / کلیاں ہور ہے ہیں سو کھل پھول ہوئیں

ہوس ہوئے اگلا (زیادہ) پڑھنہار کوں / نہوئے کدورت لکھن ہار (والے) کوں

کہ تھوڑے میں لذت اہے ہور سواد / کہ کرتا اہے اشتہا (خواہش) کوں زیاد

یو گلدستہ خاصا مرے باغ کا / دوا دردمنداں کے ہے داغ کا

جہاں خام ہے ہور جہاں عقل ہے / وہاں روح کا نُقل یو نقل ہے

کہاں آج ہے یو سکت (طاقت) ہر کسے / جو اس دھات (طرح) سوں دیوے زینت اسے

یو افسانے جب دل تے کرتے تھے جوش ۔ ۴۰۷ ۔ تو کہتے اتھے مرحبا عقل و ہوش

یو نامہ رنگا رنگ نرمل پچھل — ہوا اس زمانے میں سب بے بدل

مرے فکر میانے تے بے اختیار — نکل آیا ہے یو نقش و نگار

عجب کیا جو عشاق دیک نقش یو — دلاں کی انگوٹھیاں پولیویں گرو

اگر یو چڑے نکتہ دانے کے ہات — سینے پر سُنّے کے لکھیں نیر سات

ہوئے حضرت نخشبی مج مدد — دیا ہیں اسے تو رواج اس سند

برس یک ہزار ہور چالیس پر نو (۱۰۴۹ھ) — ہوئے تھے یو موتیاں پرویا ہوں تو

لطافت بھری مثنوی یو عجب — مرتب کیا خوش سو پہلی رجب

جو ابیات ہیں اس منے الف چار (۴۰۰۰) — برابر ہے لک بیت کے ہر چہار

عزیزاں کنے جم یو مقبول ہیں — حسوداں کی انکھیاں منے دھول ہیں

جواہر جو ہیں اس منے جنس جنس ۔ ۴۰۸ ۔ نہ کیوں ہو ویں حیراں دیک جنس و انس

کہ اس دھات کے نورتن رولیا — ہور ایسی نوی مثنوی بولیا

مرا کام ہے اس زمانے میں آج — کہ ساجے نہ یو کام کس منج باج

جو سلطان[1] عبداللہ اس دور کا — ہے راجا سلیمان کے طور کا

---

[1] یہ شعر اور اسکے بعد کے چھ شعر نسخہ (ب) میں نہیں ہیں۔

شگفتا کیا دیک اسکا کرم — سو جھمکیا مری طبع کا جام جم

کروں کیوں نہ میں شکر ہر دم ہزار — جو سن خوش ہوا یو شہے روزگار

جوں اوس شہ کی خاطر بڑا یو قبول (وجہ سے قبول خاص و عام ہوا) — گگن (آسمان) تے ہوا منج پو رحمت نزول

جب یو نظم میرا عروسی کیا — سورج منج سوں آ دست بوسی کیا

کہیا اے سخن سنج صاحب تمیز — بچن کے سو ہے مصر کا توں عزیز

تیری طبع پر صد ہزار مرحبا — سچا توں ہے منظور آل عبا

کوئی اس بات کوں لاف (غرور) جانو نکو ۴۰۹۰ بُرے ہور (اور) برا دل میں مانو نکو

کہ جس کے صدف میں رتن (موتی) صاف ہے — کرے لاف (غرور) اگر اُن تو انصاف ہے

چھپانوں کیتا آپیں کونڈ میں (مقید کر) — کہ چھپتی نہیں پھول کی باس (بو) کئیں

جتا چاند بادل میں اپیں چھپائے — رہے جُوت (چمک) اسکا نہ بن بہار آئے

سخن پروراں یک تے ہیں یک (اپنے کو) زیاد — ولے اور ہے منج زباں کا سواد

یو افسانہ جو عیب تے دور ہے — سلاست کے اسمان کا سور (سورج) ہے

جہاں پر جھلکتا اچھو (رہے) یو مدام — بحق محمدؐ علیہ السلام

—— ⁂ ——

در حسبِ حال خود گوید

غواصی اگر توں ہے سچلا (سچا) غواص — لگا عشق اپنے خدا سات خاص

ترے درد کا توں اپے ہو طبیب — لے گردان (سمیٹ) اے ہرزہ گوئی تے جیب (زبان)

چلیگا کیتا نفس کے کئے (کہے) منے — کتا ہوئیگا ناؤں (نام) کے پئے (در پئے) منے

کیتا شاعری پر دھریگا خیال .. ۱۴۱ — کیتا ہوئیگا در پئے خط و خال

نہ دن کوں سبج ہور نا رات کوں — دھنڈیگا کتا استعارات (نے اوس بقا ذات) کوں

کتا ہوئیگا (نے کھائیگا) یوں توں دود چراغ — کتا خشک اپنا کریگا دماغ

کتا فکر سوں ہر شبے تار توں — کریگا سو کا (سوکھا) تن کوں جوں تار توں

اچھیگا (رہیگا) کتا در ربائی ہنوز — کریگا کتا خودنمائی ہنوز

ہو بیدار یکبار اس خواب تے — نکل بھار اس غم کے گرداب تے

جو ہے رہنما پیر حیدر ترا — ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا

ہو مشغول اس سات ہر سات (ساعت) توں — فدا اسپو کر آپنی ذات توں

جلچ خواست (خواہش) تیرا ہے سب اسپو چھوڑ — دنیا کے علاقے تے لے دل کوں توڑ

مگر نئیں سنیا ہے جو عیسیٰ نبی بجد ایک دن ہو کہے اے رَبی

دنیا کس وضا کی ہے دکھلا منجے ۱۱۱۰ ہے اوس دیکھنے کا تمنا منجے

ندا غیب تے آئیا اس وضا نظر کر فلانے جنگل دھیر جا

کہ پہنچے ہے خلقت میں جس ذات سوں او دکھلائی دیگی اسی دھات سوں

جو عیسیٰ گئے اوس جنگل دھیر گذر پڑی ایک برقع سوں عورت نظر

کہے کُن ہے توں ہور ترا ناؤں کیا یکیلی توں کرتی ہے اس ٹھانوں کیا

سو در حال اورُخ نبی دھیر کر دئی جواب اس دھات سوں پھیر کر

دنیا جس کہتے ہیں سو میرا ہے ناؤں کہے کاڑ برقع جو تجکوں بجھاؤں

جو برقع ستی کاڑ کر او سگھڑی بُری شکل سوں تب نظر تل پڑی

ڈوبائی ہے خوش لہو منے ایک ہات دو جا ہات رنگی ہے مہندی سنگات

جو عیسیٰ نبی کوں لگیا یو عجب کہی کھول عیسیٰ کوں اس دھات سب

جو یو ہات لہو سوں بھریا ہے مِرا ۱۱۲۰ سو کر خون آئی ہوں یک شوکیرا

جو مہندی دوجے ہات کوں لیائی ہوں نوا یک مُنس لوڑ کر آئی ہوں

اسے بھی نہ خوش کر جیواں ماریں ہور ایکس کے ہوتی ہوں گل ہار میں

مرا کام ہے لوڑنا چھوڑنا مرا رسم ہے جوڑنا توڑنا

یتے نس کے جو عدد فام نہیں — کسی کا منجے یاد بھی نام نہیں

انو سات مل کر تو سوتی ہوں میں — وے بکر سوں وو نچ اچھوتی ہوں میں

عجب دل کوں عیسیٰ کے یوراچ بھی — لگیا سو کہی اے خدا کے نبی

توں یو بات چنداں عجب کر نہ جان — کہ کرتی ہوں میں تجکوں خاطر نشان

مری آرزو میں جے کوئی عمر کھوئے — تھے نامرد ان میں نہ تھا مرد کوئے

جے کوئی رنج کے ہیں پاک مردان دیں — نہیں دیکھتے منج کدھن پھر کدھیں

یہی ہے میرے بکر کیرا سبب — ۴۱۳۰ اچھوں بکر سوں ہیں تو کیا ہے عجب

دنیا جاں تے اے دوست ایسی اچھے — بڑا عار ہے دوڑنا اوس پیچھے

نبی مصطفیٰ تے ہے سچ یو خبر — کہ طالب دنیا کا مخنث ہے کر

اگر مرد ہے توں مخنث نہو — اس آلودگی سوں ملوث نہو

طلبگار مولیٰ ہو مولیٰ ہے توں — ہے مولیٰ کی خلقت میں اولیٰ ہے توں

توں عارف ہے گر نکتہ دانی منے — نجھا دیک اپنے معانی منے

جو ہے کون آیا ہے کس کام کوں — شرف کس بدل ہے ترے نام کوں

کہیں جسکو مجموعہ اسرار کا — سو توں ہے نہیں کوئی تج سار کا

نکو جان پیجیا ہوں کر خاک تے — کہ پیلاڑ ہے توں تو افلاک تے

مخمّر اگرچہ توں بارنج ہے　　ولے ہر قدم تل ترے گنج ہے

جکچھ آفرینش کے آثار ہیں　۱۴۰　اوسب تج میں جلوا دیونہار ہیں

سمج لے توں قدر اپنے اقبال کا　　ہے دو جگ بہا تیرے یکبال کا

تری ذات میں نور اللہ ہے سب　　تری قید میں ماسو اللہ ہے سب

توں جانے کتے لَیسَ فِی جُبَّتِیْ　　اچاتوں سگے دم انا الحق سیتی
میرے جبّہ میں نہیں ہے　　اٹھا

گہی عبد ہور گاہ معبود توں　　گہی کم ایاز ہور محمود توں

اوصاحب تج اپرال دھر اعتبار　　دیا ہے ترے ہات سب کاروبار

ولے توں نہ سمجھے تو کوئی کیا کرے　　سمج کر جکچھ توں کرے سو سرے
زیب دے

اگر کرنے منگتا ہے کچھ کام توں　　تو فرصت یہی وقت ہے فام توں
چاہتا　　سمجھ

انکھی کھول عزت کی درخویش دیک　　عجب منزل آنگے ہے اندیش دیک
بہ عبرت

نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا　　یو پھاندا ہے درویش ہور شاہ کا
بہ اعتبار　　پھندا

سنبھال اپنیں اے یار اس دام تے　۱۵۰　نکو غافل اچھ آپنے کام تے
رہ

اُچا دم حم اللہ کے نام سوں　　متارہ سدا عشق کے جام سوں
بھر ہمیشہ　　مست

خبر تجکوں دے نفی اثبات تے　　کیا بات کوں ختم اس بات تے
برائی اچھائی

الٰہی جو دانا ہے اسرار کا　　دیوے تج اثر میری گفتار کا

سرافراز دو نو جہاں پر کرے جو رہے آرزو کچ نہ دل میں مرے
دعا سوں کیا ختم ہیں یو کتاب
الٰہی دعا یو کرے مستجاب

تمّت بالخیر